جامع الاخلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس کریم کارساز کو سزاوار ہے کہ جسنے جواہر اخلاق حمیدہ کو اپنے دریای کرم سے غواصان بحر کمال کو بخشا آور یاقوت خصائل پسندیدہ کے تئین اپنے خزانۂ احسان سے طالبان مخزن فضائل کو عنایت فرمایا وہ ایسا حکیم ہے کہ اپنے فضل سے بیت المقدس حکمت کو شیاطین جہلا سے محفوظ رکہا سبحان اللہ کیا عادل ہے کہ غایت انصاف سے تخت گاہ عدالت کو عدوان تظلم سے بچایا آور ثنا ایسی پاک بے نیاز کی ہے کہ جسنے دامن عفت کے تئین لوث شر و بدکاری سے پاک رکہا آور جبن و شجاعت سے غنا کر جبن کو مقہور کیا میری زبان کو کیا طاقت ہے جو اوسکی فضیلت حکمت کو بیان کرے آور اس دہان کی وہ لسان کہان کہ اسکی شرافت عدالت کا نام لیوے بالفرض اگر ناطقۂ بشری دریاے عفت سے ہزار ہزار بار منہ دہوے پہر وہ منہ کہان سے لاوے کہ اسکے دریاے سخاوت سے لب تر کرے آور شجاعت انسانی کو کیا امکان ہو اسکی ثنا کے میدان پر اقدام کرے ✣ ابیات کیا تاب مجکو اور مری اس زبان کو ✣ حمد و ثنا مین اسکی کرین سلکے گفتگو ✣ اک حرف اوسکی وصل کا ہرگز نہو سکی ✣ گر ہو زبان میرے بدن مین ہر ایک مو ✣ صورت کا انفصال ہیولے سے ہو تو ہو ✣ لیکن کسی سے وصف کا اسکو بیان نہو ✣ ہزار ہزار شکر اوس کارساز حقیقی کا ہے جسنے اس عالم کون و فساد کو بندوبست جزوی کو تدابیر منزل سے محکم اور ممالک ایجاد کو قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا

اور بہت بہت آرزو خالق دنیا رہے ہے کہ اونسے یعنی خواص مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے
مہذب دیکھے تمام موجودات کو جسمین انکی تبعیت ہے واجب کیا ہے تمین لازم ہے کہ مقدار بس
نعمت شامی کے سجدہ شکر کو بجالاوین اور ہمیشہ اپنے اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف
رکھین تا کہ ظلمات صفات رذیلہ سے بچ کر حسن اعمال کی صراط مستقیم پر جو موجب وصول مکان
مقصود کا ہے آوین لیکن پہچان اس راہ کی بغیر ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہو سکتی پھر اوسمین چلنا
بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین علی الخصوص تجلی انوار مشکوۃ ایوان رسالت کی اور پرتو
نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنیوالے راہ اسلام کے تباقی تاریخ معنی کنت کنزاً
مخفیاً کی مضمون فخلقت خلقاً کی باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم ختم الانبیا شافع الوری
نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سیت جو اس راہ سے بھٹکے پھر وہ کبھی +
نہ پہونچیگا منزل کو اے متقی + بحق رسول و بنی فاطمہ + خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ + مدح تبری صاحب
دام اقبالہ کی بعد اسکی بنا کلام کی اس امیر کبیر کی مدح سے ہے کہ شمع عدالت سے جسکی
شبستان عالم کی روشن ہوئی اور خارستان تظلم کا گلشن اوسکی سیاست کی دہشت سے
دزد پاسبان ہو رہا اور قضاق نگہبان فتنہ ایکبارگی جہان سے مرگیا اور امن و امان عالم
امکان مین جی اوٹھا ظلم اوسکے زمانے مین مجبور ہے اور عدل اوسکے دور مین مسرور مخالف اوسکی
دولت کے مقہور ہین محب اوسکے اقبال کے مشکور جس جگہ اوسکے نشان ایالت کے ملبند ہووین
فتح و ظفر اونپر آسمان رگر سے بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہے کہ غنیم اوسے دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے
اور جہان اوسکے نقارے ریاست کے بجین حکومت وہانکی سامنے آ حاضر ہووے بلکہ وہ
عین حکومت ہے کہ عدو کی نظر پڑتی ہی داغ غلامی کا اپنی پیشانی پر کھینچے یہ باتین فقط دعوا نہین
بلکہ سب پر ہویدا ہے اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمان روا دکن کا باوجود
اس جاہ و ثروت کے برنہ آسکا اور مرہٹون نے ساتھ اس حشمت کے لاچار ہو صلح اختیار کی
باقی اور امرای ہند نے بھی اسکی اطاعت کو قبول کیا تہاں یہ دولت خداداد ہے اور اقبال
روز افزون کس کا مقدور ہے جو دعوا مقابلے کا کرے اور کسکو تاب ہے جو اسپر غالب ہووے
مثنوی کسینے اگر اس سے دعوا کیا + پھر آخر کو خود وہ پشیمان ہوا + بلا اسکو کہنے کی کیا احتیاج +

خدا جسکو چاہی اوسیکا ہی راج + بدرگاہ حق جو کہ مقبول ہے + سبھی سامنی اوسکی معقول ہے +
خدا نی اوسے اسلیے سروری + ہی بخشی کہ عالم کو ہو بہتری + یہ سچ ہی کہ اقلیم ہندوستان + ہوئی
اوسکے اقبال سی بوستان + جہانتک تھا اس ملک کا انتظام + انہانون محکم کیا سب تمام + جو سرکش
تہی اوسکی ہوئی سب غلام + رعایا ہین سب اوس سی راضی تمام + ثنا خوان ہین اوسکی صغیر و کبیر +
ہی ممنون احسان امیر و فقیر + پناہ اوسکی دولت کی جسنی ہی لی + وہین ہوگیا دم مین سب سی غنی +
کسی پر کری جو کرم سی نظر + غلامی کری اوسکی آسیئم زر + شاید کہ وہ جواہر اول ہی کہ واسطے انتظام
جزوی و کلی اس عالم سفلی کی عالم علوی سی اوسنی نزول فرمایا یا کہ وہ رب النوع ہی کہ اوس مبدای
حقیقی نی بنی نوع انسان کی پرورش کیلیے بہیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کو تسلط ہو تو رفاہیت
خلائق کی کیون نہو اور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیے نہ پہولین اور خاص و عام کی
خوشوقتی کے درخت کسواسطے نہ پہلین بیت خدا اوسکو سرسبز رکہے مدام + رہین اوسکے
سایۂ مین سب خاص و عام + وہو الامیر الکبیر ملجا الغربا ملاذ الفقرا دارہ مدار العلا بابہ
باب الفضلا الذی بیدہ مقالید انتظام الوری و بکفہ مفاتیح رتق و فتق البرایا
حامی الرعایا دافع البلایا الامیر ابن الامیر الذی لقبہ بالفارسیۃ +
زبدۂ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ ابدا بیت
نت تجہی ہر صبح دولت ہو جیو + شام غم دشمن کی قسمت ہو جیو + صاحب مدرس تفریق
مبتدی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا میری حق سبحانہ تعالی ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی
جناب کی ہمیشہ اپنی سایہ فضل مین رکہکی حاجت روای ارباب احتیاج کری اور اوسکی آستان فیض
نشان کو جو معاش اہل فضائل ہی معاد اہل فواضل کا کر کی صدمۂ آفات سی محفوظ رکہی اور مدام اختر اقبال
اوسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سی محفوظ رہی آفتاب دولت اوسکا ہمواره مشرق حشمت سے
طالع ہووی اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطلع جلالت سی ساطع تا کہ قران السعدین ہوا کری مشتری
بخت اوسکا زہرای اقبال سی قرین رہی جب تک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکھاتی دی دشمن اوسکا
محاق غم مین گرفتار ہووی [illegible] انقطاع دور اہرا افلاک کردیا وہی اوسکی مخالفون کی مقطوع ہووین
جب تک محیط اعظم محدد عالم رہی بد اندیش اوسکا محاط زندان آفت کا ہووی صاحب والا منش

معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق نادر الآفاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت
والا رتبت آئین آمین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محیط فضائل خدیگا فی
کپتان جمس مونٹ صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ کہ ہین دام اقبالہ ابیات فلک پہ
تارے ہی خورشید اور ماہ ٭ رہے تابندہ اوسکا اختر جاہ ٭ رہین جب تک کہ انجم ہین درخشان ٭ احباب اوسکے
خوش اعدا پریشان ٭ رہے اقبال پر اوسکا تحکم ٭ غلامی اگرین عز و تنعم ٭ مے گلفام عشرت کا جو نام ٭
تو ہو وین اوسکے مہر و ماہ سے جام ٭ بیان اوسکے مروت کا کرون کیا ٭ وہ اک دریا ہے خوشخوئی کا ہنا ٭
کھلین عشرت کے گل اوسکے چمن مین ٭ رہے نت عیش اوسکی انجمن مین ٭ الہی آسمان جب تک ہے
قائم ٭ رہے ذات اوسکی دنیا بیچ دائم ٭ مجھے کیا تاب ہے جو اوسکی ثناکرون اور اوسکی مدح مین دم
بھرون بیت جو کرون اوسکی مین ثنا مین کلام ٭ ہے یقیناً ہنوز ہو نہ تمام ٭ کتاب کی ترجمہ
اور مصنف کی احوال کا بیان یہ دو تنخواہ سرکار فیض آثار کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ
مترجم تفریق ہندی مدرسے کا ہے جب اس بندے نے نسخہ ہدایت الاسلام کی جلد اول سے فراغت کی او
صاحب ممدوح کی خدمت مین اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختہ مین کر
اگرچہ یہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سے آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات
علمی سے مشحون ہے اور ترجمہ کرنا اوسکا مستلزم تجرید مادۂ جسمانی اور اسقاط قوای انسانی کا ہے لیکن بمقتضائے
نمکخواری کے صورت انکار کی مناسب نہ دیکھی آمادہ فضال حقیقی پر توکل کر کے اوسمین اقدام کیا لیکن
اوسکی خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علحدہ لکھکر ضمیمہ اس ترجمے کا کر کے حکمت عملی کی تقسیم سے شروع کیا اور
حتی المقدور اوسکی تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی مگر ان اصطلاحون کا جنکا ترجمہ اس زبان مین ممکن
نہین انشاء اللہ تعالی بعد اتمام کے ان اصطلاحون کی تفسیر اشارے و کنایے سے کر کے جدی ایک فرہنگ
مختصر تخمیناً مقدار دو تین جزکی آخر کتاب مین ملحق کیجائیگی جس کسیکو کسی لفظ مین شبہہ ہو تو اوس
فرہنگ مین دیکھ لیوے اور جابجا کی زیادتی کر کے ترجمہ لفظی چھوڑ سہل ہونے کے لیے مطلب
بیان کر دیا ہے پر ترتیب اس ترجمے کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابق اصل کتاب کے
باقی رہے نام اسکا جامع الاخلاق رکھا لیکن اون بزرگون سے جو مذاق علمی رکھتے ہین یہ عرض کرتا ہون
کہ جسوقت اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضائے الانسان مشتق من النسیان کہ اگر کہین سہو یا خطا دیکھین

تو مہربانی سے اوسکی اصلاح پر سعی کرین اور زبان طعن کی اس قلیل البضاعت کی اوپر نہ کہولین فرد وہ کون سا بشر ہے کہ جس سے خطا نہو۔ بالفرض اگر کمال ہین وہ بو علی بھی ہے۔ توکلت علی اللہ وہو حسبی ونعم الوکیل تقسیم جب کہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت ہے احوال نفس ناطقۂ انسانی کے جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا برے افعال اوس سے ہو سکیں تا اس علم کے سبب بری صفتونسے پہوٹ کر اچھی خصلتون کی آرایش سے آراستہ ہووے اور حسن کمال کی طرف وہ متوجہ ہے اوس سے حاصل ہووے افعال دو قسم کے ہین ایک وہ ہے جو ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اوسے علم اخلاق وفرہنگ کہتے ہین دوسرے وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اوسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے کہ علاقہ اون لوگون سے رکھے جو ایک حویلی مین ایک ساتھ گذران کرتے ہین اوسکو علم کدخدائی اور بند وبست خانہ داری کہتے ہین دوسرے وہ کہ تعلق رکھے اون آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہین اس علم کا نام ملک داری اور سیاست مدنی ہے پس بالضرور مقاصد اس کتاب کے کہ موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہے تین قسمون کے درمیان منحصر ہوئے ہر گاہ کہ طریقہ تدوین کے مقتضی اسکے ہین کہ مقدمہ کو جو مشتمل ہے تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود سے علاقہ رکھین اور شروع کرنیوالے کی آنکھین اونسے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے لیے اوسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجیے اسواسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہے مقدمے سے بیچ بیان کرنے ان باتون کے اور تین لامع پر ان تینون مقصدونکے مقرر ہوئی اور ابواب و فصول کی تعبیر لمع اور مانند اوسکے سے کی گئی لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہے اور ہم اسکے سوا کسی کی عبادت نہین کرتے اور لگ نہین جاتے مگر اوسی کے

مطلع حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مین نے آسمانون اور زمین کو اور اونکو جو اون دونون کے درمیان ہین بطریق بازی کے پیدا نہین کیا اور فرمایا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے یہ خلاصہ تقریر اور یہ ترجمہ بدون تصرف کے ہے ان دونون نیر مقدسی کے پرتو سے منظر تحقیق کے دیکھنے والون کو یہ معنی نظر آتے ہین کہ عالم کون وفساد کے ذرون اور جہان امکان کی حقیقتون کو جنہین شہرستان عدم سے لاکر کرسی وجود پر جلوہ دیا اور ایک آیت کے گلگونہ سے جسکے معنی یہ ہین رنگ خدا کا ہے اور کون شخص خدا سے رنگریزی مین بہتر ہے آراستہ کرکے معرض ظہور مین لایا بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے ہر شی کو اوسکی پیدایش عطا کی

پھر ہدایت کی ہر ایک کی ایک غایت اور ایک مصلحت ہے ہوا اوسکے نتیجے کو پرا بہی اگرچہ فعل جواد مطلق
او فعال برحق کا معلل بالغرض نہین ہی پر حکمت و مصلحت اور نہایت نتیجے سے خالی بھی نہین چنانچہ یہ دونو
مقدمے علم الٰہی مین یقینی دلیلون اور روشن حجتون سے ثابت ہو چکے ہیں اور انسان کے پیدا کرنے کی غرض
جو خلاصۂ امکان اور عین اعیان اور خاصہ جہان کا ہے خلافت الٰہی ہی چنانچہ معنی آیہ کریمی کو ہے سبب
مین زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا اور مضمون اوس آیت کا جسکے معنی یہ ہین وہ خدا ایسا ہے جسنے تمکو زمین پر
خلیفہ کیا خبر اوسی دیتے ہین اور اوس آیت کے درمیان جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق مین سنے امانت کو
آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے نزدیک ظاہر کیا اوسھون نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور
اوس سے ڈری پر اوٹھایا اوسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنیوالا اور بڑا نادان تھا
اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیرون مین مذکور ہے تو اول صورت پر
فرشتے اور جن انسان کے ساتھ عقل مین شریک ہین اور ثانی وجہ پر تکلیف شرعی مین جن اور
آدمی برابر ہین پس بار امانت کا اوٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہین حالانکہ آیت کی روش سے
تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہے جیسا کہ یہ ظاہر ہے پس اولی یہ ہے کہ تعبیر اوسکی خدا کی نیابت
سے کیجیے کیونکہ اس بار عظیم کے اوٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہین بیت
ہستی کا اپنی بوجھ نہین گر اوٹھا سکون ÷ پر بار عشق سے مجھے انکار ہی نہین ÷ فرد آسمان بار امانت کو
اوٹھا جب نہ سکا ÷ قرعہ تب نام سے پہنچا ہی بنی آدم کے ÷ رتبہ خلافت مین انسان کا مستحق ہونا
اسلیے ہی کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی صفت کے قابل اس طور سے ہے کہ خدا کی ہر ایک قسم کے
وصف کا جو اس عالم کے بند و بست کا مدار ہی مظہر ہو سکتا ہی اور عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا
کیونکہ فرشتون کو اگرچہ قوت روحانی اور اوسکے لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اوسکے لذات عقلی ہین
بحسب پیدایش کے حاصل ہین پر آلات جسمانی اور اسباب مدنی سے جو مدار تحمل خلافت کی ہین
بالکل بے نصیب ہین اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کی رو سے نفوس ناطقہ ہین لیکن کمالات
اونکے فطری اور بدن اونکے کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہین اور ایک ہی مقام اور ایک ہی مرتبے کے
سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہونچ سکتے اور نقص و کمال کی صفت سے بھی عاری ہین اور
احوال اونکے ایک ہی طور کے سوا نہین اور عالم علوی و سفلی کی سب حقیقتون کا احاطہ بھی نہین کر سکتے

بخلاف پیدایش انسانی کے کیونکہ وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سائر ہے پہلی ابتداء وجود مین
وہ مرتبۂ جمادی سے مرتبۂ نما کو اور نما سے مرتبۂ حیوانی کو پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہونچا
پھر جب لباس اعتدال مزاجی اور حلیۂ تعدیل قوای جسمانی اور نفسانی سے آرایش پاوے
تو بدن اور روح کی جہت سے اجرام فلکی کے ساتھ مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدون کے
درمیان آنا اونسے چھوٹ جانے کے برابر ہے پھر بسبب اس لطیفۂ روحانی کے مانند نفوس فلکی کے
آئینۂ دل مین صورت حال و ماضی و استقبال کی مشاہدہ کرے یہ مرتبہ پایا اسلیے ہے کہ وہ عالم
مثال سے جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت بیانی و عیانی سے ثابت ہے آگاہ ہو جاتا ہے یا اسواسطے کے
کہ پرتو صورت قدسی کا نفس ناطقی کی شمع روشن سے اوسکی چراغ خیال مین آتا ہے پھر تمثیل اوسکی
بطور صورت جسمانی کے جیسے آئینہ کے درمیان عکس نظر آتا ہے چنانچہ بعضے حکیمونکی رائے اسطرف گئی ہے
مشاہدہ کرتا ہے اور جب اس مرتبہ سے ترقی کر کے نفی ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے
پاؤن سے معراج تقدس پر جاوے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب مقرب فرشتونکے
زمرے بلکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل ہوے ساتھ اسکے مقصور ایک مقام میں بھی نرہے
بلکہ جہان چاہے وہان بارا وتارے **ابیات** ہوا ہے دل میرا قابل ہر ایک صورت کے + نہین ہے
فرق یہان دیر اور حرم کے بیچ + قبول مین نے کیا جب سے عشق کا مذہب + جدائی مین نے
یہان دیکھی ہے صنم کے بیچ + اور آدمی سب سے اہل سنت اور جماعت کے امامون نے جو گروہ خلق اللہ کے
مالک ہین اسپر اتفاق کیا ہے کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہین **بیت** ہو آدمی جو
کبھی تو ملک سے درگذرے + کہ سجدہ کیا ہے فرشتون کی آدم خاکی + لیکن عوام بشر اور عوام فرشتونکے
درمیان اختلاف کیا بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کی مشہور کتابون مین
مذکور ہے اور بعضے برعکس اوسکے کہتے ہین پر خواص فرشتون کے افضل ہونے مین عوام آدمی سے
کچھ شک نہین اور حضرت مرتضی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مدینۂ علم کے دروازے ہین اور درولو
اونکا یقین کے طلب کرنیوالونکا مرجع ہے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو عقل بدون خواہش اور
غضب کے دی ہے اور حیوانون کو خواہش اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی اور انسان کو دونون بخشے
پس اگر انسان اپنی حرص اور غضب کو تابع عقل کے کرکے کمال عقلی کے مرتبہ کو پہونچے تو مرتبہ اوسکا فرشتونکے

مرتبے سے برتر ہوئے کیونکہ انسان باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے مرتبہ کمال کو
پہونچا بخلاف فرشتون کے اس لیے کہ مرتبہ کمال مین انکا کوئی مزاحم نہین بلکہ اسمین کچہ انکا اختیار نہین اور
جو عقل کو مغلوب ہوا حرص اور غضب کا کرے تو چارپایون کے مرتبے سے بھی اوتر جاے اسواسطے کہ وے
بسبب کمی عقل کے فرمانبردار شہوت وغضب کے ہوسکتے ہین بنابر اسکے تحصیل کمال سے معذور ہین بخلاف
آدمی کے **قطعہ** آدمی زادہ طرفہ معجون ہے ✤ ہوا پیدا املاک وحیوان سے ✤ گر کرے خواہش
اسکی اوس سے گھٹے ✤ جو کرے میل اوسکی اس سے بڑہے ✤ فرشتون پر انسان کے ترجیح دینے
حکیمون نے جو خلاف کہ منقول ہے اوسکے اوٹھانے اور فریقین کی باتون کی تطبیق دینے کے لیے صاحب
اصطلاحات یعنی شیخ عبدالرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہے کہ شرافت غیر ہے کمال کی کیونکہ سلسلہ
ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی بحسب قرب مرتبے کے ہے اس مبداء حقیقی کے ساتہ اور مطابق
غلبۂ روحانی اور صفاء قلبی کے جو لازم اوسکے ہے اور کمال بسبب جامعیت کے ہے پس فرشتے
اگرچہ بنابر قلت اسباب اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان جامعیت
اور احاطۂ کمال کی جہت سے انسے افضل ہے اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر
قیاس کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاے اور نزاع درمیان سے اوٹھے لیکن توفیق
اوسکی اللہ تعالیٰ ہی سے ہے تنویر انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہے ایک حکمت
بالغہ جو عبارت ہے کمال علمی سے دوسری قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال عملی سے ہے لیکن
یہ بات اوس صورت مین بنتی ہے کہ حکمت کی تعبیر اس طور سے کرین کہ وہ فقط علم ہے
احوال موجودات کا اور عمل کو اوسکی حقیقت سے خارج رکہین لیکن اوس صورت پر
جو تعریف اوسکی کرین کہ وہ عبارت ہے نفس ناطقہ کے پہونچنے سے اس کمال کو جو علم وعمل کی دونو
جانب مین اوسے ممکن ہے تو احتیاج دوسری قید کی نہین اسلیے کہ اسصورت مین عمل حکمت کی
حقیقت مین داخل ہے اور یہی تفسیر بہتر ہے کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہے اسواسطے کہ اصل
لغت کے روسے حکمت کے معنی سچ بولنا اور اچہا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جسکے معنی یہ ہین کہ
جس شخص کو حکمت عطا کیجاے تو بیشبہہ اوسے بہت بہتری دیجاے اس معنی سے
مناسبت رکھتی ہے اور تفسیر اول پر مانند اوس آیت کی جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق [illegible]

علم حکیم ہے الفاظ مترادف کا عطف کی قسم سے ہے اور شک نہین کہ قیاس کرنا اوسکا تاسیس سے تاکید سے اولی ہے اور حکیمون نے حکمت کی تعریف مین جو کہا ہے کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرتی ہے سو تفسیر ثانی ہے کیونکہ بدون اخلاق الہی کے تشبیہہ تام نہین ہوتی اور یہ بات ثابت ہے کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجۂ کمال کو نہین پہونچتا چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوۃ والسلام ہے کہ علم بدون عمل کے وبال ہے اور عمل بدون علم کے ضلال اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی پناہ مانگی اور فرمایا ہے یا پروردگار مین اس علم سے تیری پناہ لیتا ہون جو نفع نہ بخشے پر مراد اس علم سے جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہے صرف یاد کرنا اون باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہووے جیسے وہ طرح اہل نظر کا ہے اونکو علما کہتے ہین یا تصفیہ باطنی اور استکمال کی رو سے حاصل ہووے چنانچہ یہ راہ اہل فقر کی ہے اونکو عرفا اور اولیا کہتے ہین پر حقیقت کی رو سے دونون فریق حکیم ہین لیکن فریق ثانی جب کہ محض بخشائش ربانی سے درجۂ کمال کو پہونچا اور مکتب سے اسکے کہ سکھایا مین نے اوسکو اپنے علم مین سے سبق پڑھا اور اوس راہ مین شک کے کانٹے اور بگولے وہم کے کمتر ہین اور یہ راہ نبیون کی وراثت کی طرف کہ وے لوگ برگزیدے خلائق کے ہین بہت ہی نزدیک ہے اسلیے وے سب سے اشرف اور اعلی ہین غرض وے دونون راہین مقام مقصود مین پہونچانیکو اچھی ہین اور ایک طرف سبکی بازگشت ہے پر محققون کے نزدیک اون دونون طریقون کے بیچ کچھ اختلاف نہین ہے چنانچہ منقول ہے کہ شیخ عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدے کے برگزیدے عین الانسان کے شیخ ابو سعید بن ابو الخیر کو متاخرین حکیمون کے امام شیخ ابو علی بن سینا سے قدس اللہ تعالی روحہما اتفاق صحبتی کا ہوا بعد انقضاے مجلس ایک نے کہا جو وہ جانتا ہے سو مین دیکھتا ہون دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہے سو مین جانتا ہون حکیمون مین سے کسی نے اس طریق کا انکار نہین کیا بلکہ اوسکو ثابت کیا ہے چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہے یہ مشہور باتین مرتبۂ مقصود کے لیے زینے کی مثال ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اوسے حاصل کرے چاہیے کہ اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے اور افلاطون الہی نے فرمایا ہے کہ مجھے ہزار مسئلے ایسے حاصل ہووے کہ اونپر کوئی دلیل نہین ہے اور شیخ ابو علی اشارات کے مقامات العارفین مین بعجز فرماتے ہین جو چاہے کہ اونہین پہچانے

پس چاہیے کہ درجہ بدرجہ ترقی کرے یہان تک کہ صاحب مشاہدہ سے ہووے نہ اہل مشاہدہ سے اور نہایت کے
پہونچنے والون مین سے ہووے نہ منقطع کرنے والون مین سے اور حکیم شیخ شہاب الدین مقتول جو
قدیمہ حکیمون کی رسومات کے زندہ کرنیوالی ہین تلویحات مین نقل کرتے ہین کہ مین نے حلت لطیفہ
مین جیسے اس فریق کی استطلاح مین غیبت کہتے ہین ارسطو کو دیکہا اور ادراک کی تحقیق مین جو
حکمت کے مشکل مسئلون مین سے ہے کئی باتین اوس سے مین نے پوچھین اوسنے اپنے اوستاد افلاطون کی
مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اوسکے کمال کی کرنے لگا تو مین نے پوچہا کہ متاخرین حکیمون مین سے
کوئی اوسکے برابر تھا کہا کہ نہین بلکہ ستر ہزار ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا بھی نہین پھر اہل اسلام کے
بعضے حکیمون کی پوچھی پر کسی کی طرف اوسنے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدہ کا جیسے
جنید بغدادی و ابو یزید بسطامی و سہیل بن عبد اللہ تستری ہین مذکور ہوا کہا اوسنے کہ وہی بیشبہہ
حکیم ہین لیکن اوس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطرے ہین کیونکہ وسوسے اور فریب وخیال
فاسد طلب کے بیابان کے چلنے والے کو حیران اور سرگردان رکہتے ہین اور بڑا فساد یہ ہے کہ تھوڑی
نمایش سے جسطرح میدانون مین سراب نظر آتا اور پیاسا اوسکو پانی سمجھتا ہے یہان تک کہ جب اوسکے
نزدیک آیا تو کچھ نپایا طلب کی راہ سے رہ جاتے ہین پھر جب اونکو اصل حقیقت پر تنبیہہ ہوتی ہے تو حسرت
اور ندامت کے سوا کوئی چیز اونکے ہاتہ مین لگتی بیت اس دشت مین بس دور لب آب ہے
طالب ✤ ہشیار ہے تجھے غول بیابان کا نہ بہکا سکے ✤ میدان کے طے کرنے والے بہت ہین پر منزل کے
پہونچنے ہارے تھوڑے اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت مرشد کامل سے ہے کم ہوتے ہین اور
ہونے سے بھی پہچان اونکی محال یا مشکل ہے کیونکہ کمالات انسانی کو سواے صاحب کمال کے
نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا بیت ہدہد و سیمرغ کے قصے سے
واقف کون ہے ✤ ہان مگر جو اون پرندون کے سمجھتا ہے کلام ✤ اور اکثر آدمی تصویر مجمع پر
بھول جاتے ہین اسیلئے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین بیت خرمہرے کو
مقابل یاقوت وہ کرین ✤ سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین ✤ اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے
کہ مبتدی فریب کہاکر اپنی نقد عمر کو کسی ناقص کی خدمت مین اوسے کامل جان کر رائگان کر دیتے ہین
نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہتے اسواسطے اکثر علما آدمیونکو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہین

حالانکہ تصفیہ باطنی کی طریقہ مین بھی احتیاج اوسکی ہے کیونکہ سالک اگر علم رسمی سی بالکل بی نصیب ہو تو افراط و تفریط کی گرداب سی بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کی برخلاف سی خالی نہین رہتا اور نہ جاہیے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سی رہ جای یا بڑھ جای یہان تک کہ اسکے مزاج مین خلل لازم آوے اور استعداد اوسکی باطل ہووی اسیواسطی جن و انسان کی ہدایت کرنیوالے علیہ و آلہ افضل التحیۃ و السلام فرماتے ہین کہ خدا تعالی جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ میری نیت کو دو آدمیون نی توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق بتصرہ جب کہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنی سے غرض خلافت الہی ہی اور تحقیق اوسکی علم و عمل پر موقوف ہے پس جو علم کہ وسیلہ اس کا ہو سکتا ہی وہ اور سب علمون کی نسبت سی بنہایت مقصود ہوگا سو حکمت عملی ہی کہ اوسی طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اوسکی پہچان سی اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی کے برابر ہے قادر ہو سکتا اور اوسکی سبب بری خصلتون سی چھوٹتا ہی جیسی صحت بدنی کی احتیاط سی مرض و بیماری سے بچ رہتا ہے اور تفصیل کلام کی اس مقام مین اسطور سی ہے کہ شرافت ہرایک علم کی اسکے موضوع یا اوسکی غرض منفعت کی شرافت یا اوسکی دلیل کی استواری سی ہی اور یہ علم ان تینون اعتبار سے اشرف ہی کیونکہ موضوع اوسکا نفس ناطقۂ انسانی ہے اس روسے کہ اچھی یا برے کام اوسکے ارادے سے اوس سی ہووین اور نفس انسانی کی شرافت سابق تقریرون کی نحو اسے معلوم ہوئی ہے اور غرض اوسی کمال نفس انسانی کا ہے اور دلیل اس منفعت کی زیادہ اوس سی ہے کہ نفس انسانی جو چارپاے اور درندون کے مرتبہ بلکہ اوس سی بھی فروتر ہے اس علم کے وسیلے سی فرشتی سی بھی رتبۂ عالی کو پہونچتا ہے اسیواسطی بعضی بزرگون نی اوسکو اکسیر اعظم کہا کیونکہ انسان جو سب سی ناقص ہی اس علم کی سبب اس مرتبہ کو پہونچتا ہی جو سب موجودات امکانی سے اشرف ہی اسیواسطی اون قدیم حکیمون نی جنھون نی پرتو حکمت کا نبوت کی روشن شمع سے لیا تھا فضیلت کی طلب کرنیوالون کو پہلے علم اخلاق کی پڑھنی کے لیے بعد علم منطق کی بعد اوسکو علم ریاضی اور علم طبیعی کے زان بعد علم الہی کے واسطے ارشاد فرمایا پر حکیم بو علی سکویہ نی ریاضی کو منطق پر مقدم رکھا ہے اور یہ راہ مطلب کی طرف بہت نزدیک ہی کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی سی نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا اور قوت استقامت اور استقلال کی اوسکو حاصل ہوتی ہی

او بتکلف تحقیق وتعسف وتدقیق کی درمیان تفرقہ کرنیشعور اوسکا ہوتا ہی اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سی
ناواقف ہین اون مضمونون کی برعکس موسوم ہوتی ہین بلکہ شور وتعصب اور جنگ وجدل ہی کو کمال
جانتے اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیال کرتی ہین اور اسی سبب افلاطون نی اپنی دروازہ پر
لکھدیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آوے غرض سب حکیمون کی نزدیک علم
تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہے اور بقراط حکیم نی کہا ہی جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے
خالی نہین جتنا تو اوسی کھانیکو دیوے اوتنی ہی اوسکی بیماری بڑھاوے یہ اشارہ اوسکی
طرف ہے کہ جو شخص بدخلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اوسکا علم حکمت کو سبب اوسکی زیادہ فساد کا
ہوتا ہے اسیواسطے اوسکی مزاج مین غرور اور تکبر آتا ہی اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے
فاضلون سے لڑنے کو تیار ہوتا تحقیق اوسکی یہ ہی کہ اکثر طالب العلم جو جنگ جدل وحیلہ جوائی سے
باز نہین رہتی سبب اوسکا یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ پر جسکے معنی یہ ہین کہ تم اپنی گھرون مین انکے
دروازون سی آو عمل نہین کرتے اور پہلی ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے اور انھون نی
فقط سنا ہی کہ حکمت تقلید کی قید سے چھوڑاتی اور پایہ تحقیق کو پہونچاتی ہے پر اوسکی معنے کو
نہ سمجھکر اپنی خیال باطل سے کہتی ہین کہ حکمت شرع کی احکام اور دین ومذہب کی قوانین سے
باز رکھتی اور وہی ہوا وحرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہوکر شرع کی رسومات سے
جو راہ طلب کی چلنے والونکی ہتھیار ہین بی نصیب ہوکر بنہ کھلی چارپایون کی مثال آب ودانہ کی
طرف دوڑتی ہین اور درندون کی مانند اپنی ہمسرونکی ایذا کی لیے اور سلف کی بزرگونکی اوپر
طعن کرنیکو جنکی شکرگذاری طلب کرنیوالون پر واجب ہی دانت پیستے اور منہ کھولتے ہین
اور اپنی عقل کی کوتاہی سی اصل حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اون لوگون کے جنھین شیطانون نی
دنیا مین گمراہ کیا ہے حیران رہتے وہی تھکے بتکے سی نہ ادہر کی ہین نہ اودہر کی اور اوسی کا
ثمرہ ہی کہ حکمت جو خمیرہ ربانی اور چشمہ زندگانی ہے اور قرآن وحدیث کی اکثر موضع مین بھی
اوسکی تعریف ہی اون کوتاہ ہمتون کی بدخوئی سے مصرع بدنام کرنی والی ہین وہی نیکنام کی
محل طعن کی ہوتی حق تعالی ہمین اور سب مسلمانون کو اونکی بہتان اور اونکی فعل اور اعتقاد
کی لغزش سی نگاہ رکھی اور ہر بات کی کلک خداہی سی ہے کشف غطا یعنی شک کا پردہ اوٹھنا

شاید کہ پردہ شبہہ کا طلبگارون کی چشم بینا کو حجلہ ارشاد کی ان دوشیزہ عروسون اور پاکیزہ دلہنونکی دید کا مانع ہو اسلیے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہہ کی کیجیے پھر اوسکے اوٹھانے کی سعی تقریر شبہہ کی اسطور سی ہے کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہووے کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھین لیکن ظہور اوسکا پردہ خفا مین مستور ہی اور پیغمبر کی اوس حدیث سی جسکے معنے یہ ہین کہ جب سنو تم کہ پہاڑ اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانیو اور اگر سنو کہ مرد اپنی خو سے باز رہا تو باور نہ کیجیو کیونکہ جس چیز کے ساتھ وہ پیدا ہوا ہے جلد اوسکی طرف رجوع کریگا صریح معلوم ہوتا ہی کہ اخلاق زوال پذیر نہیں اور قوانین حکمت سی بھی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کے ہے اور مزاج متبدل نہین ہوتا اگر کوئی اسبات سے انکار کری اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کہ بیچ چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہی کہ اوسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اوسکی جانے سے مزاج شخصی اوسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اوسکا بغیر اوسکے محال اب اوس خو کی دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہی مصرع کہ دہونے سے زنگی نہووے سفید + اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کھان کے برابر ہے جو ایام جاہلیہ مین اچھے ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب سمجھیے یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہے اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھ اوسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ لعل و یاقوت کی درجے کو پہونچا وے یا لوہے کو صیقل کرکے سونے اور روپے کے مرتبے مین لاوے اور یہ خیال محال ہے بیت جام جم کا جوہر طینت ہی اور ہی کان سی + تو توقع کوزہ گر کی گل سے کیون رکھتا ہی بس + یہی تقریر شبہہ کی تفصیل کی روسے ہی اوسکے اوٹھانے کے لیے تمہید ایک مقدمہ کی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ خلق نام ہی ایک ملکہ کا جو نفس انسانی مین ہے کہ یہ سبب اوسکے صدور فعل کا اوس سے بطریق سہل بغیر فکر و اندیشے کے ہوتا ہی اور ملکہ نام ہی ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی مین ہے پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہوا اوسکو حال کہتے ہین اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ اور خلق جو نفس انسانی مین پیدا ہوتا ہے اوسکا سبب

دو چیزین ہین پہلی طبیعت چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش مین سو جبہ یہ ہی کہ استعداد کیفیت غالب کی
اوس مین زیادہ ہو تاکہ اوس سبب سے کیفیت ہی وہ غالب ہو رہے جیسا مزاج شخصی
غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم و تر دلیرون کا سرد و تر بلادت کا سرد و خشک ہی
تفصیل اسکی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہی دوسری عادت وہ ہے کہ کوئی شخص ابتدا مین
اپنے اختیار کے ساتھ ایک فعل کو بار بار کرتا ہی تو کہ ایسا ہوتا ہی کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشہ کی آسانی
اوس سے ظاہر ہوتا ہی اب وہ فعل گویا بطریق خو کی ہوگیا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبعی ہین یعنی
طبیعت کی خواہش ہی اور قابل زوال کے نہین چنانچہ شیخ کی تقریر مین مذکور ہوا اور ایک گروہ
اسپر ہی کہ بعض خلق طبیعت کی اقتضا سے ہی اور وہ قابل زوال کے ہین اور بعض بطور عادت کے
اور قابل زوال کے ہی اور ایک فریق یہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اوسکے
مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی مین تقاضا دگی دونو جانب کو قبول کرتا ہی جسکو اپنے مزاج کے
موافق پاتا ہی اوسے بآسانی قبول کرتا ہی اور جسکو مخالف اسکو بدشواری اور ایک جماعت اسکی
قائل ہے کہ آدمی اصل فطرت سے بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا و حرص اور شہوت پرستی اور برے
کامون سے بد خو اور شریر ہوتا ہے پر قدیم حکیمون سے ایک گروہ برخلاف اسکے ہے اور یہ کہتا ہی
کہ انسان اپنی سرشت مین طبیعت کی گردی سے پیدا ہی اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہی
تاریکی سے ملا ہوا اوسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہی لیکن بسبب تعلیم و تادیب کے اچھا ہوتا ہی اگر
تاریکی اوسکی روشنی پر غالب ہو اور جالینوس یہ کہتا ہے کہ بعضے آدمی اپنی پیدایش مین نیک ہین
اور بعضے بد اور بعضے دونون کے قابل اور وہ اپنے مذہب کے ثابت کرنے کے لیے یہ دلیل لاتا ہے
کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت اون مین عارضی ہوتی تو وہ
یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے اول صورت پر اونکی طبیعت مین ایک ایسی استعداد
پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت مین نیک نہ ہوویں اور یہ خلاف
مفروض ہی اور جو ان مین استعداد نیکی و بدی دونون کی ہوتی اور قوت شر کی غالب تو بھی یہی
لازم آتا ہی اور دوسری صورت پر بھی یعنی اگر شرارت غیر سے سیکھین تو بھی خلاف لازم آتا ہے
کیونکہ وہ غیر اس اعتبار سے اصل طینت مین اپنی شریر تھا کہ اور وہ تو اوس سے سیکھا اور اوسکی

باطل کرنے کے لیے کہ سب آدمی اصل پیدایش سے شریر ہین نہین دلیلون کو لاتا ہے پھر ان دونون وجہ کو
باطل کر کے یہ کہتا ہے کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعض آدمی کی نیکی کو چاہتی ہے اور
وہ اوسی کبھی باز نہین رہتا ہے لوگ تھوڑے ہین اور بعضون کی طبیعت بدی کو وے ہرگز نیکی کی خواہش
نہین رکھتے اور وے بہت ہین باقی متوسط ہین کہ وے نیکون کی صحبت سے نیک ہوتے ہین اور بدون کی
صحبت سے بد یہ دلیل جالینوس کی وہ ہے کہ اخلاق ناصری مین منقول ہوئی ہے لیکن داناؤن کے نزدیک
ضعف اس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ بحسب قوانین حکمی کے نوع انسانی کے افراد کے لیے زمان ابتدا کا
نہین پس اسصورت مین ممکن ہے کہ شرارت اسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بسبب اوسکی غیر کے
اسی طرح سے غیر متناہی زمان مین اس طور سے کہ انتہا اس عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو اگر
کوئی کہے یہ موجب تسلسل کا ہے اور وہ باطل تو جواب اوسکا یہ ہے کہ اسطور کا تسلسل مضائقہ نہین کیونکہ
یہ تسلسل اسباب مین ہے اور وہ حکما کے نزدیک درست ہے اور دوسری وجہ کے لیے بھی یہی تقریر کافی ہے
کیونکہ جائز ہے کہ عروض خیر کا بسبب غیر کے ہووے غیر متناہی زمان مین لیکن بوعلی نے اپنی شفا کے
بیچ یہ کہا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ طوفانون کو سبب جو بڑی مدتون مین ہووین یا فلک البروج اور
فلک اطلس کے دونون منطقے کے ملجانے یا قریب ملجانے کے اگر ہووین یا اوج وحضیض کے بدل جانے یا کسی
اور سبب سے اکثر مواضع زمین مین سے ایسے کہ وہان آبادی ہوسکتی اور جاندار جانور وہان رہ سکتے ہین
اور وے مکان دائرہ معدل النہار سے قریب ہین ایک اندازے پھر چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب
جاتی ہے اسصورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک جو ڈوبا ہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن
وہان آبادی ہو نہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنی بسبب اسکے کہ وہ دائرہ معدل النہار سے دور اور
قطب شمالی سے نزدیک ہے اسلیے سب جاندار اور گھاس پھوس ضائع ہوجاتی ہین پھر خود بخود پیدا
ہوتے اور جتنے سے نہین اور انواع کے ازخود پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلیے کہ اونمین سے
بہتون کو دیکھا ہے کہ ازخود پیدا ہوئے اور جنے سے بھی مثلا بیشتر آدمی کی بال سے سانپ پیدا ہوئے اور
بچھو کچی اینٹ اور مینڈک پانی سے اور بازروج یعنی خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک
مدت دراز تک کوئی اونمین سے پیدا نہو وے تو اس سے لازم نہین آتا ہے کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی وضع پر
موقوف رہے کہ بہ برسون تک ہوا کرے لیکن اولی یہ ہے کہ عالم کے درمیان سب چیزین برسون کے

بعد پیدا ہوتی ہین جسکو قیامت عظمیٰ کہتے بلکہ جسوقت پیدایش ہر ایک شی کی حرکات اوس پر بند ہو
مثلاً موقوف ہو اور عنصر اور اوسکے ضروری نہین تو بالفعل اوسکے قابل ہوتے ہین کہ وے حوادث
بھی پیدا ہوتے ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص سے خلقت کا
کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سے اوسکے بعد پھر کہا ہے کہ ہر ایک پیشے اور صنعتون مین اگر کوئی
کرے تو اوس سے معلوم ہووے کہ سب حادث ہین یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سے حاصل ہو
ہین دلیل اسکی یہ ہے کہ وے روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہین اور انکا حادث ہونا اسپر دلالت
کرتا ہے کہ انسان کا بھی بعد ٹوٹنے سلسلہ حدوث کے کوئی مبدا ہے کیونکہ اکثر ان صنعتون سے ایسی ہین
کہ بغیر اختصاص بشر کے ساتھ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی کے جو طور متعارف سے باہر ہے
ہو نہین سکتین پس ہر آیینہ جس شخص نے اونکو اختراع کیا ہووے اپنی ذات مین اونسے بے نیاز ہوگا تا کہ دوسرے کے
واسطے اختراع کرے یہانتک کہ شیخ کی بات ہے اور اسی پر بنا ہے جالینوس کے مذہب کی لیکن اسمین بھی
بہت سی باتین ہین اور مناقشے کو دخل جانا چاہیے جالینوس کے مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہے
کہ خلاصہ تقریر شیخ کا تناہی زمان کی ہے جو موجب ہے انتہائی عروض خیر یا شر کا کسی خیر یا شر بالذات تک
پر حکما متاخرین نے یہ اختیار کیا ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہے اور نہ اوسکے برخلاف
تقریر اول کی یہ ہے کہ ہر ایک خلق قابل تغیر کے ہے اور جو قابل تغیر ہے وہ طبیعی نہین اس سے
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اس طور سے ہے کہ مین آنکھون سے دیکھتا ہون
کہ آدمی شریر کی صحبت سے شرارت سیکھتے ہین اور نیکو نکی مجلس سے نیکی چنانچہ لڑکونکے خصوصاً اونکے
احوال سے کہ جنہین غلام کرکے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجاتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تادیب
اونکو بہت اثر کرتی اور وے موافق استعداد کے خواہ بآسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرتے ہین
اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتے تو آدمیون مین امتیاز اور فکر کی استعداد بیفایدہ ہوتی اور قاعدے
سیاست و تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتے حکیم ارسطاطالیس نے
بھی کہا ہے برے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہین پر بیان اوسکا کہ جو قابل زوال کے ہے وہ طبیعی نہین ہوتا
ظاہر ہے کیونکہ پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کیطرف جاتا ہے ہر چند اوسے باندھ سے بند کرکر کھینچے پھر جسوقت
ٹوٹ جائیگا تو وہ نہین وہ اوسی کی طرف رجوع کریگا ایسے ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کیطرف

مثلاً اسی طرح سے غذا نہین ہوتی اسبات کی بدیہی ہونے کے سبب مثالین تنبیہ کی لیے مذکور ہوئین اور اخلاق مین بھی اسی طور سے بیان ہی لیکن جو مشاق علم نظری کا ہی سو جانتا ہی کہ یہ دلیل بھی اقناعی ہی کیونکہ اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہی کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعض اخلاق قابل زوال کے ہین ویسے ہی معلوم ہوتا ہی جو بعض خلق بعضے شخص سے اصلا نہین چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے کمال مثلاً حدس یعنی جلدی سے مطلب کا دل مین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور اونکی مثالون سے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے آدمی ہر چند اونکی سعی کرتے ہین پر کچھ فائدہ نہین کرتی چنانچہ یہ حالت اسوقت کی اکثر طالب العلمون مین پائی جاتی ہے پھر صرف اس دلیل کی رو سے کیونکر یہ بات کہی جاے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خوئین چھوٹنے والی ہین غرض استقرار تام یعنی مطلوب کی ہر فرد کے احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا اور استقرار ناقص بھی یقین کا فائدہ نہین دیتا کیونکہ جائز ہی کہ کوئی فرد برخلاف اوسکی ہو وے جیسے ہین نے تقریر کی دلیل مین ثابت کیا پھر بداہت کا دعوا بے فائدہ ہی اور جو کوئی کہے کہ ان مثالون کا ذکر کرنا تنبیہ کے لیے ہی سو ممنوع لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا اور سیاست اور تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم آوے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے نہو اوسکی تشبیہ مین یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اسبات کے جھوٹ ہونے مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اثر سیاست و تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطاطالیس نے کہا ہی اگرچہ یہ حکم علی الاطلاق نہین لیکن بار بار کے سزا دینے سے نیک اثر اون مین پیدا ہوتا ہی گو اوس سے بد ذاتیان اونکی بالکل نہین جاتین پر کچھ کم ہوتی ہین یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی منفعت کا بیان اس دعوی کا محتاج نہین جو کہیے کہ اگر تمام خو جھوٹ سکے بلکہ کچھ اون مین گھٹ جانا کافی ہی جیسے علم طب کی منفعت بالفرض اگر مانیے کہ بعضی خو نہین چھوٹتی ہی وہ نہایت کم ہی اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین اون مین بھی اس علم کا فائدہ شر کے گھٹ جانے کے طریق سے ہی پس کسطرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری مین دوا اثر نکرے تو اوس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین اگر کوئی کہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی اوسکی بدخوئی چھڑانے کے مقابل ہے اور ہوسکتا ہی کہ کوئی خو ایسی ہو کہ وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی ہو پس چاہیے کہ وہ تکلیف شرعی کے

باز رہی تو جواب اوسکا یہ ہے اگرچہ اوسکی بجا لانیکا یقین نہین ہی پس شرع اور عقل کی حکم سی واجب ہے
کہ وہ اوسکی چہوڑ انیکی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کی کلام مین اوسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت
علیہ السلام نی فرمایا ہی تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہی شخص کی لیے جسکی واسطی وہ پیدا ہوا ہی ان بحثونسی
معلوم ہوتا ہے کہ اونکی باتونکی بنا اس فن مین مسامحت پر ہی انشا اللہ تعالی اسکی بعد اس سے
اچھی تفصیل کی ساتہ اون مسامحات کی ارتکاب کرنی کے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا پہلا لامع
دیعنی اخلاق مین اوسمین دس لمعہ ہین پہلا لمعہ اپنی خصلتونکی تعداد مین حکمت طبیعی کی بحثون سی علم نفس کی
بحث مین مقرر ہوا ہی کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین ایک قوت ادراکی جسکی سبب ہر ایک شی کو
جان سکی دوسری قوت تحریکی جسکی سبب ہر ایک طرح کا کاروبار کرسکی پر قوت ادراکی کی دو شعبی ہین
پہلا عقل نظری وہ سبب ہی صور علمیہ کی قبول کرنیکا مجردات سی دوسرا عقل عملی جسکی سبب ہر ایک
آدمی اپنی بدن کو کاروبار مین مشغول کرتا ہی پر یہ شعبہ یعنی عقل عملی باعتبار علاقہ رکہنی اوسکی قوت غضبی
اور قوت شہوی کی ساتہ سبب ہوتا ہے فعل کا جیسی مارنا کہانا پینا یا قبول فعل کا جیسی شرمندگی
ہنسی رونا اور باعتبار اسکی کہ وہم وخیال اوس سی استعمال کرین بسبب ہوتا ہے جزوی فکرون
اور جزوی پیشون کا اور باعتبار نسبت کرنی اسکی عقل نظری کی ساتہ سبب ہوتا ہی اوس فکر
کلی کا جو سب کامون سی علاقہ رکہی جیسی معلوم کرنا اوسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ کہنا برا ہی
اور مانند اوسکی پہر قوت تحریکی کی دو شعبی مین سی ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بری چیزونکی
دفع کرنیکا بطریق غلبے کے دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہی اچھی چیزون کی لینی کا لیکن قوت
غضبی کو چاہیے کہ بدن کی سب قوتون پر غالب ہی اس طور سی کہ ہرگز کسی سی کم زور نہو بلکہ سب
اوسکی حکم کی تابع اور اوس سی مغلوب رہین اور یہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے
وہ اوسکو بخوبی انجام دیا کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اوسکی حکومت سی آفرینش انسانکی
پاو ثبات کا بند وبست اچھی طرح سی انجام پاوے اور کسی وجہ سی اس انتظام مین خلل کا
دخل نہوے اگر اسی طرح سی ہر ایک قوت اپنی کام مین جس طور سی کہ عقل کی موافق ہو اقدام کرے
تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل ہوتی اور عقل
عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہی اسی قوت کا عدالت پیدا ہوتی اور قوت غضبی کی

شجاعت اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی اسی کا نام کمال قوت عملی ہے اس تقریر
کی روسے [illegible] ہوگون نے کہا ہے کہ نفس انسانی مین جدی جدی تین قوتین ہین کہ بسبب
اونکے علیحدہ علیحدہ کام اوس سے ظاہر ہوتے ہین بسبب ارادے کے جسوقت ایک اونمین سے
دوسرے پر غالب ہووے وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہوجاتی ہے اونمین سے ایک
قوت ناطقہ ہے اوسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہے فکر و تمیز کا اور موجب
اوس شوق کا ہے کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجیے دوسری قوت غضبی اوسکو
نفس سبعی یعنی بھیڑیان اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالا کہتے ہین وہ سبب ہے غضب اور
دلیری کا اور پرخطر کامون پر اقدام کرنیکا اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر
غالب ہونے کے شوق کا تیسری قوت شہوی اوسکو نفس بہیمی یعنی چارپایا خوا اور نفس
امارہ یعنی فرمایش کرنیوالا کہتے ہین وہ موجب ہے شہوت اور طلب روزگار کا اور شوق
اوسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا پس درجے فضیلت کے باعتبار او تحقیق قوتونکو
ہین کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر ہین اور اوس سے شوق تحصیل یقینیات کا ہو
تو اس وجہ سے اوسکو علم حاصل ہوتا ہے اور بہ تبعیت اوسکی حکمت اور اگر کاروبار نفس سبعی کے
سبب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوۃ عاقلہ اوسکے حق مین اوسے دیوے
صبر کرے تو نفس ناطقہ کو اوسے فضیلت حلم کی حاصل ہووے اور بہ تبعیت اوسکی شجاعت
اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق رہین اور قوۃ عاقلہ کے مطیع ہو کر اسپر قناعت
کرے جو بموجب عقل کے قسمت اوسکی ہے تو اوسے فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور بہ تبعیت اوسکی
سخاوت جسوقت یہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین پیدا ہووین اور وے آپس مین ایک دوسرے
سے ملکر ایک ہوجاوین تب ایک حالت ایسی اوسمین پیدا ہوتی ہے کہ کوئی اونمین سے پہچانا نہ جاوے نام
اوسکا تشابہ ہے یعنی کمال اور تمامی سے فضیلتون کی اسی کا نام فضیلت عدالت ہے یہ تقریر اخلاق ناصری
کی ہے اور پہلی تقریر اجمالا بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہین کہ تقریر اول کی روسے
عدالت ایک قوت بسیط ہے یعنی مرکب نہین اور تقریر ثانی کی روسے احتمال بساطت و ترکیب
دونوں کا ہے لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہے کیونکہ ظاہر عبارت کا یہ ہے کہ عدالت

جو عبارت ہی اعتدال خلقی و اعتدال مزاجی کی برابر ہے اگرچہ وہ جدی جدی چارون عنصر کے باہم
ملنے سے ہوا ہی لیکن حکمت کی دلیلون سی ثابت ہوا ہی کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہے
غرض اس مقام مین اونکی باتون سی مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہی پر اور مقامون سے
صریحا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرکب ہی اور تقریر اول سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت خاص کمال قوت
عملی کا نام ہے اور ثانی تقریر سی مفہوم ہوتا ہے کہ اختصاص اوس سی نہین رکھتی ہے بلکہ قوت نظری کی بھی
مگر جب کہین کہ ہر ایک قوت کو اوسکی کام مین متعین کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت
عملی سی رکھتا ہی پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وے تینون قوتین عدالت کی جز ہین یا منزل جز
جز کی جیسی چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کی جز ہین اور اوسمین یعنی کیفیت عناصر مین وہی دونون احتمال ہین
لیکن حکیمون نے اسکی بساطت اختیار کی ہے اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی
تینون قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کی ہین جز نہین کیونکہ کمال قوۃ عملی کا وہ ہی
کہ ہر ایک قوۃ اوسکی حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سی ہی بہر وجہ ہووے
اور ظاہر ہی کہ ہر ایک قوۃ کو اونکی اپنے مقام مین متعین کرنی اور طریقے حکم و احکام کی جاری کرنی
موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوۃ عملی کے اونھین سی کوئی سزاوار نہین ہو سکتی
تفصیل کلام کی اس مقام مین اسطور سی ہے کہ جب وہی تینون قوتین نفس انسانی مین
پیدا ہووین تو بلا شبہ عقل عملی کو بدن کی سب قوتون پہ بڑائی حاصل ہوگی یہان تک کہ
سب قوتین اوسکی تابع اور فرمانبردار ہین اور وہ کسی سی مغلوب نہووے چنانچہ مقدمہ
مین اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے پس اگر اس قوۃ کا نام عدالت رکھین تو بسیط ہوتی ہی
چنانچہ امام حجت الاسلام کی کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ احیای علوم مین اوسنے
عدالت کی تعریف مین یہ کہا ہے کہ نفس انسانی مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت
ایسی ہے کہ بسبب اسکی نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا ہی اور وہ قوت
اون دونون کو موافق حکمت کی اوٹھاتی اور ضبط کرتی ہے اپنی خواہش کی مطابق بند و کشود
اس سی صریحا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہی اور ملزوم اون تینون کا اور وہی اوسکی
لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ قوت ایک وجہ سی مطلقا

اور دوسری قوتین مثال خادم کی کیونکہ ہر ایک قوت کو انہی اپنی کام مین بحسب مصلحت کے کس سو قت مین اور کس کسطرح سے مامور کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو اوسی قوت سے تعلق رکھتا ہی پس یہ قوت رئیس اونکی ہوئی اور دوسری وجہ سے رئیس مطلق قوت نظری ہی اور قوتین اوسکی خادم ہین کیونکہ ہر ایک شی کی حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی ماہیت کو سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اس قوت کا ہی تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتوں پر حاکم رہے اور وہ محکوم تا یہ کمال نفس انسانی کو اس انتظام سے حاصل ہووے اور اگر عین اونھین تینون قوتون کو عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہے لیکن اسصورت پہ فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نہی اسلیے کہ مجموعہ سب قسمون کا دوسری قسم نہین ہے جیسے وہ مشہور ہے اعتبار کرنے قید وحدت کی مقسم کے درمیان اور ذیل صفتون کو اوسکی مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اوسکی تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اس صورت پر اوسکی اور اوسکی اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اوسکے بعینہ اونکی مقابل کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بسبب اوسکی نوع حقیقی ان تینون قوتون سے نہ ظاہر نہین اسواسطے شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہے کہ عدالت کہ اونھین تینون قوتون سے ہے پر اوسکی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہے بلکہ فقط اونھین تینون قوتون کی انواع اور اونکی مقابل پر اختصار فرمایا اور وہ جو دوسرون نے عدالت کی انواع مین مذکور کیا ہی اکثر اونمین حکمت کی تحت مین درج فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس فن کی کتابون مین مذکور ہے کہ عدالت مین سے ان تینون قوتون کی اور اوسکی واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کیے ہین وہ محل تامل کا ہے واللہ اعلم بحقایق الامور اور بیان لوگون نے ایک اعتراض کی ہے اور کہا ہے کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمین کین اونمین سے ایک علم اخلاق ہے کہ مشتمل ہی اوپر فضائل چار کے اونمین سے ایک حکمت بھی ہے پس حکمت اپنی قسم آپ ہوتی اور یہ درست نہین کیونکہ اس سے لازم آتا ہی کہ حکمت اپنا جز آپ ہی ہووے یہ محال ہے جواب اس اعتراض کا اس طور سے ہے کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہے وہ علم ہے احوال موجودات کا

ہرگاہ وہ بھی موجودات مجردہ ہے تو اس علم مین اوسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اس سے لازم نہین آتا
کہ وہ حکمت کا جز ہو جائے کیونکہ اجزا اوسکے مسائل اوسکے ہین بلکہ اگر لازم آتا تو یہ آتا کہ حکمت موضوع ہے
اوسکے کسی مسئلہ کی جو جز اوسکا ہے اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ نظیر اوسکی علم الٰہی مین بھی موجود ہے کیونکہ بحث اوسمین
موجودات مجردہ سے ہے اور علم بھی موجودات مجردہ سے ہے پھر یہ ہوسکتا ہے کہ وہ خود اپنے کسی مسئلہ کا جز ہو اس سے
لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز آپ ہووے اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے
یا اون قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہین جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہین اور تصدیقات
یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ مشہور ہین نہ اوس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہین
موضوع مسئلہ کا واقع ہوئے ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسائل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہین
اس سے وہ بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے اور یہ بات بیان
لازم نہین آتی ہے یہ جواب وہ ہے کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہے اور معترض کو گونگا کرتا ہے
کہ یہ خلاصہ ہے اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اوسکی جابجا منتشر واقع ہوئی اسلیے
ناظر اسکا دغدغہ مین پڑتا ہے پر جو شخص کہ طریقہ علم سے خبردار ہے اوسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر
انطباق کرنا اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین دوسرون نے جواب اسکا اس طور سے
دیا ہے کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی ہے مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اختلال تقسیم کے
واقع ہوتی ہے لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ عدالت جامع ہو سب فضیلتون کی حالانکہ برخلاف
اوسکے تصریح کی ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ حکماؤن نے بنا کلام کی عقل عملی پر منحصر سے مسائل کی
اور اس فن کے طلبگار کو اوسکے سب مقصدونکی تحقیق کے لیے تکلیف نہین فرمائی بلکہ جس
اندازے سے کہ سبب تکمیل عمل کی ہووے اور طلب کرنیوالا اوسکا بری صفتون سے نجات پاوے
اوسی پر اکتفا کیا اسلیے کہ اونہون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اس فن کی طرف راہ دکھائی ہے
پھر اگر اوسکو تحقیق مطالب کے لیے تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور فوت مقصود کا ہوتا
کیونکہ تحقیق اونکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہے اور مبتدی کو اصلا اون مین دخل نہین
بعضے محققون نے بھی اوسکی تصریح کی ہے اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق مین بھی اوسکی
طرف اشارہ فرمایا اور شفا کی بعضی جگہ مین مذکور کیا ہے کہ کمال عقل عملی یہ ہے کہ اچھی سیرتین

اور بڑی فکرون سی اچھے کام کو بُری کام سی پہچان لینا اسطور سی کہ فی الواقع مطابق برہانکے ہووے
لیکن تحقیق اوس برہانکی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہے واللہ اعلم بالصواب دوسرا کمہ
اون فضیلتونکی تعریف مین کہاہے کہ حکمت عبارت ہی احوال موجودات کی علم سی مطابق طاقت
بشریکی اور اون موجودات کی احوال باوجود اونکے انسان کی قدرت واختیار مین نہون تو جو علم
اونسی علاقہ رکھی وہ حکمت نظری ہے اور جو اوسکی قدرت واختیار کی تحت مین ہون تو جو علم متعلق اوسکا ہے
سو حکمت عملی ہی اور شجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقی کا ہوکر اوسی خوف نے خطر کی
مقام پر ثابت رکھی اور کسی طرحکی لغزش کو اوسمین دخل ندیوے اور موافق عقل سکے اچھی کامون پر
اقدام کرسے عفت وہ ہے کہ قوۂ شہوت تابع نفس ناطقی کی رہے تاکہ تصرف اوسکا اچھی
تدبیرون سی انتظام پاوسے اسطور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرحکی خواہشونکی قید سی
چھوٹ کر خلعت آزادی سے مخلع ہووے بیت غلام اپنے غلامون کا تو نہو زنہار ٭ جہان
تیرا غلام اور تو ہے شاہ جہان ٭ پس عدالت وہ ہے کہ دی قوتین باہم متفق ہوکر قوۂ ممیزہ کی
فرمانبرداری کرین تاکہ صاحب قوۃ ہر ایک خواہش اور تمناکی کشاکشی سی حیرانی سے گرداب مین
نہ پڑے اور علامت داد و دہش دینی لینے کی اوسمین پیدا ہووے یہان تک تحقیق ہے
عدالت کی اور حکیمون نے کہاہی کہ جب تک اون فضیلتون سے ہر ایک کا فائدہ دوسرے کو
نہ پہونچے تو صاحب فضیلت ہرگز لایق مدح کے نہووے اسی واسطے بہت خرچ کرنیوالیکو
جب تک اوس سی کچھ اور ونکو نہ پہونچے سخی نہین کہتے ہین بلکہ متلاف یعنی بہت خرچ کرنیوالا اسی
طور سے صاحب غضب کو شجاع نہین کہا جائیگا بلکہ غیور یعنی غیرت والا اور دانا کو بینا کہین نہ حکیم
پر جب کہ اثر اوسکا غیر کو پہونچیگا تب صاحب فضیلت اوس غیر کی خوف و رجا کا موجب ہوگا
اور اوسکی ریاست اور بڑائی دلونمین خوب تاثیر کریگی کہ لوگون پر اوسکی مدح اور ثنا واجب
ہو جائیگی کیونکہ ہرچند کوئی ہر ایک قسم کے کمال مین طاق ہووے لیکن جب تک اوس سے
توقع نفع کی اور خوف نقصان کا نہووے ہرگز عقل نہین چاہتی کہ اوسکی مدح کسی پر
واجب ہو اور جسوقت اون دونون سے ایک پائی جائیگی تو فائدہ کی طمع اور ایذا کی
خوف سی ہر ایک شخص اوسکی خوبیونکا ذکر اور اوسکی خوشامد کوئی اپنے اوپر واجب جانیگا

تیسرا لمعہ اون چارون قسمون کی ہر ایک قسم کے تحت مین بہت سی انواع ہیں اونمین سے جو مشہور ہین
وہی نہ کور ہونگی پر حکمت کی نوعون مین سے مشہور سات نوع ہین ذکا سرعت فہم صفائی ذہن
سہولت تعلم حسن تعقل تحفظ تذکر پر ذکا وہ قوت ہے کہ بسبب اوسکی قیاس کے مقدمون سے
نتیجون کو بآسانی نکال سکے لیکن یہ موقوف ہے ان مقدمون کی مشاقی پر جو نتیجہ مین سرعت فہم
نام ہے اوس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اونکے لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہو وے
بلا توقف پر اون دونون مین یہ فرق ہے کہ پہلے سرعت حرکات فکری مین ہوتی ہے اور
دوسری اوسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اونکے لوازم کیطرف انتقال کرنا یا قضیات سے
انکی عکوس مستویہ یا عکس نقیض کیطرف صفائی ذہن اوس ملکہ استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب
اوسکے بغیر رنج و تعب کے استخراج مطالب کر سکے سہولت تعلم نام ہے اس استعداد کا جسکے
سبب توجہ کلی مطلوب کی طرف کیجیے تاکہ خاطر جمعی آسانی سے اوسکو حاصل کریے حسن تعقل
وہ ہے کہ بحث و مناظرے مین مطلب کی توضیح کرنیکے لیے حد لائق کو نگاہ رکھے یا بسبب
غفلت کے کچھ اوس پر واجب ہو جاوے اور نہ کسی شی زائد کو استعمال کرے تذکر بے تکلیف یاد کرنا
اون چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے تحفظ اوس ملکہ کا نام ہے کہ جس سے
معقولات یا محسوسات کی صورتون کو ضبط کرے اور شجاعت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین
اونمین سے مشہور گیارہ ہین کبر نفس نجدت علو ہمت ثبات حلم سکون شہامت تحمل
تواضع حمیت رقت پر کبر نفس وہ چیز ہے کہ نفس انسانی بری اور نامعقول چیزونکی طرف
التفات نکرے اور مشکل و آسان سے کچھ پروا نرکھے بلکہ خوش آمد یا بر آمد اور تونگری یا فقیری
خوش یا مغموم نہووے اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال کو اپنی طرف راہ نہ دے
یہ قوت شریف ایسی ہے کہ سوای چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اوسکی بالائی کو نہین پہونچتے
اسی واسطے اہل تصوف کے مشائخون نے فرمایا ہے آخر جو چیز نکلتی ہے راستبازون کے
سرون سے وہ محبت جاہ و حشم کی ہے اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہے جسکے نزدیک خوشامد
و بر آمد برابر نہین نجدت استحکام نفس انسانی کا ہے ثابت قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی
بڑی مشکل پیش آوے یا سخت بلا سامنے آوے تو نہ گھبراوے اوس سے نہ ڈرے اور اوسوقت کچھ بیجا

اوس سی سا در ہووے علو ہمت وہ چیز ہی کہ اچھی چیزون کی طلب کرنے اور کمالات کی پیدا کرنے مین اس جہان کے نفع و نقصان پر نگاہ نکرے کہ اوسکے پانے سے خوش ہووے اور نپانے سے بیزار ہووی یہان تک کہ موت سی بھی نہ ڈرے چنانچہ اس میدان کی سالکوین سی بعضی نے لکہا ہی قطعہ وہ نہین ہون جو عدم سی مین ڈرون ✤ مرنے بینے سی سدا مین خوش رہون ✤ جان رب نے اک مجہی دی عاریت ✤ جب وہ پہر مانگے وہین آگے دہرون ✤ بیت یہ جان عاریت کہ بحافظ کو دوست نے سونپی ✤ پر ایک دن اوسی دیکہون مین دون وہین اوسکو ✤ ثبات قوت مقابلہ کی ہی پریشانیون اور سختیون کے سات تا بسبب زیادتی کی اوسمین کچہ تاثیر نہ کر سکین اور اونکے آنے سے کسی طرح کی تنگدلی کو دخل اوسمین ہووے حلم عبارت ہی بردباری سے کہ بسبب اوسکی صاحب حلم جلد بلکہ کبہی مغلوب غضب کا ہووے سکون وہ ہے کہ حرمت اور دین و مذہب کی لیے یا جاہ و حشمت کے واسطے لڑائی اور جہگڑی مین جو درکار ہووے اوسمین سستی نکرے شہامت وہ شوق ہی نفس انسانی کا بڑے کامون کی حاصل کرنے کے لیے تا کہ اوس سے نیکنامی اور بڑا اجر پاوی تحمل اوس قوت کا نام ہے جسکے سبب آلات بدنی یعنے ہات پاؤن وغیرہ کو اچہی فضیلتون اور نیک خصلتون کی تحصیل کرنے کے لیے استعمال کرین تواضع وہ چیز ہے کہ اپنے تئین ان لوگونپر جو پایہ مین مرتبے مین ہین زیادہ بجانے اور اوس قوت کی حاصل کرنے کی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص و احتیاج کی علامتون اور عجز و لاچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کی جیسی مضمون آیہ کریمہ کا جسکی معنے یہ ہین ای آدمیو تم اپنی اس پروردگار سی ڈرو جسنے تمہین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اوسکا کہ تمہین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بہیجا مگر برابر شخص واحد کی تصریح کرتا اور اوسکی چہرہ حقیقت سی پردہ خفا کو اوٹہا دیتا ہے حمیت وہ ہی کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کی واسطے کاہلی نہ کرے اور اوسکے لیے جان و مال کی سعی کرنی لازم جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی غیور ہی اور اپنی غیرت کے سبب بد کامونکو حرام کیا اور فرمایا ہی عرم نے کہ دوست بہ نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہی اور مین نیک آدمی ہی صاحب غیرت ہون اور تحقیق اللہ تعالی مجہ سی غیور ہی رقت وہ ایک ملکہ ہی جسکے سبب اپنی ہمجنسونکی پریشانی کی دیکہنے سے نرم طبع ہو جاوے اور وہ سبب سے شفقت و مہربانی کرنیکا باعث ہو

تحت مین جو نو مین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین پہلی حیا وہ اپنی تئین برے کامو نسے بچا رکھنا تا کہ لوگو نمین متہم اور بدنام ہووے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حیا ہر وجہ بہتر ہی دوسری رفق وہ کسی پر احسان کرنا کسی کام مین لبطریق تبرع کا تیسری حسن ہدی وہ عبارت انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کی حاصل کرنی کے واسطے جو تیسری مسالمت وہ صلح و آمیزش لیکن اوسوقت مین ہے کہ جب بسبب اختلاف مزاج کی آپس کے درمیان فساد واقع ہو پانچوین ورعت وہ اپنی تئین تھامنا ہے وقت غلبۂ شہوت کی چھٹے صبر وہ ہوا حرص کی ساتھ لڑنا ہے اسلیے کہ بری کام اوس سے صادر نہوں حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین ہوا و حرص سے بچایا پس لیے شبہہ بہشت اوسکا مکان ہے بعضون نے صبر کی دو قسمین کی ہین ایک مقصود سے صبر کرنا دوسری مکروہ پر لیکن دوسری قسم قوت نفسی سے علاقہ رکھتی ہے صبر کے زیور پیغمبری اور جوانمردی کی گلے کی زیب و زینت ہین چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے جو مکارم اخلاق کی بانی اور طریق توفیق کی ہادی ہین فرمایا ہے تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہے یعنی حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کی ساتھ جو اوس پاک درگاہ کی مقرب اور اوسکی دوستی و اخلاص کے خلعت فاخرہ سے مخلع ہین موافقت کرے تا کہ دونون جہان کی خوشوقتی کے دروازے اوسکی آگے کھل جائین اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہے کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہے اور دوسری حدیث مین بھی ہے کہ فتح صبر کے ساتھ ہی اور صحیفہ صغرا مین جو پارس کی حکیمون نے ہیکلون اور عبادت خانون مین لٹکا دیا تھا یہ لکھا تھا کہ جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہے ایسی ہی ظفر خواہ مخواہ طالب ہے صبر کی ساتوین قناعت وہ کھانی پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جسقدر کہ درکار و ضرور ہووے اوسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کے اون چیزون پر نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کی رو سے نشانی بخل کی ہی اور عقل کی رو سے بخلاف پہلی صورت کی کیونکہ وہ سب کی نزدیک بہتر ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام کی کلام مین واقع ہے کہ قناعت وہ ایسی دولت ہے جو نہین خرچ ہوتی آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہے نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے تئین بچانا حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام نے جو خاتم ہین مجموعہ

خوش خلقی کے فرمایا ہے کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہے
اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مین جلدی کی ہی مبالغہ اسطور سے ہے کہ امام ماوردی نے
جو بڑے مجتہدون مین سے ہین تصریح کی ہے کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونے کا خوف ہووے
تو باوجود اسکے راہ چلنے مین شتابی نکرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف ہووے
نوین ورع وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہے اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالیٰ نے
کہا ہے کہ خدا کے دوست پرہیزگار ہی ہین دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہے
ہر ایک کام کا موافق لیاقت و مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے گیارھوین حریت یعنے آزادی
وہ عبارت ہی اچھے پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اوسے بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا
لیکن برے کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہے بارھوین سخاوت وہ نام ہے
اوس ملکے کا جو سبب اوسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آوے اسطور سے کہ جسکو
جتنا درکار ہووے اوسکو اوتنا دے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہے کہ
خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے لیے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شے
دین کو رونق نہین دیتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو اون دونون سے مزین کیا اور
دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکیون کی ترازو مین تولینگے
وہ خوش خلقی اور سخاوت ہی اور جب خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اوسنے یا الٰہی مجکو
قوی کر حق تعالیٰ نے اوسکو خوشخوئی اور سخاوت سے قوی کیا اور جسوقت کفر کو پیدا کیا اوسنے کہا
یا بار الٰہ میرے تئین زور آور کر خدا تعالیٰ نے اوسکو بد خلقی اور بخیلی سے زور دیا امام غزالی نے
روایت کی ہے کہ کفار عرب مین سے ایک گروہ کو اسیر کر کے حضرت رسالت پناہؐ کے
پاس لائے حضرتؐ نے فرمایا اونمین سے ایک کی جان بخشی کرو باقی سبکو مار ڈالو اوسوقت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اور دین بھی ایک اور گناہ اون سبھون کا برابر
پس یہ کیا حکمت ہے جو ایک اونمین سے نجات پائے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ
میرے تئین جبرئیل نے خبر دی کہ سبکو مار ڈالو اور اوسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہے اور سخاوت
اوسکی ہمارے نزدیک مقبول ہوئی اور اخبار مین واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی

کہ سارے گوشت مار ڈالے کہ وہ سخی ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہے
اور سخاوت کے تحت مین بہت سی نوعین ہین تفصیل اسکی بڑی کتابون مین ہے جاننا چاہیے کہ بیشتر شجاعت کو
سخاوت لازم ہوتی ہے کیونکہ جب کوئی بڑی مشکلونکو اوٹھانے اور خوف و خطرے کے مکانون مین
جو احتمال ہلاکی کا ہے ٹھہرنے کی پروا مین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہے تو ہر آئینہ اوسکے نزدیک
مال و اموال کچھ چیز نہیں ہے اور برعکس اوسکے بہت کم ہے کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اونمین شجاعت کی
بو بھی نہیں پائی جاتی اور جنس عدالت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین
صداقت[1] الفت[2] وفا[3] شفقت[4] صلہ رحم[5] مکافات[6] حسن شرکت[7] حسن قضا[8] تودد[9] تسلیم[10] توکل[11]
عبادت[12] لیکن صداقت عبارت ہے سچی دوستی سے اور علامت اسکی یہ ہے کہ از روی شریعت و عقل کے
واسطہ دوئی کا درمیان سے اوٹھا دیوین اور دو تن نہایت اتحاد سے ایک ہو جاوین اسطور سے
کہ جو اپنے اوپر پسند کرے وہ اپنے دوست کو اوپر بھی پسند کرے اور جس چیز کو اپنے لیے چاہے
اسکو اپنے دوست کے لیے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی
مومن نہین ہو سکتا ہے جب تک نچاہے اپنے دوست کے لیے جو چاہے اپنے واسطے اور الفت
وہ ہے کہ سب کی رائے اور عقیدے انکے ایک دوسرے کی کمک مین برابر ہین اور سب
ایک ہو کر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین اور وفا وہ چیز ہے کہ موافقت و اتفاق کی راہ سے
سر مو تجاوز نکرے پر بعضون نے تعبیر اسکی اسطور سے کی ہے کہ جس سے جو وعدہ کرے اسکو اپنے
اقرار کے موافق بجالاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اوسکو بخوبی ادا کرے اور شفقت
عبارت ہے مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اوس سے چھڑانے کے لیے
کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہے کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا
اس آفتاب حقیقی کا پرتو ہے اور اوسی تجلی کی چمک اور سب ذیحیات اوسکے چشمہ فیض سے
سیراب اور اوسکے خوان نعمت سے شاداب ہین خصوصاً انسان کہ سررشتہ اتحاد کا انکے
درمیان از بسکہ استوار ہے مثنوی مین آپسمین جون عضو آدم کی نسل * کہ خلقت مین ہے
ایک ہی اونکی اصل * کسی عضو کو درد پہونچے اگر * سرایت کرے دوسرے مین اثر *
مصیبت سے اورونکی نہ گر غم ہو تجھے * تو پھر آدمی نام تیرا نہو * غرض اس مقام مین بہت سی باتین

چنانچہ شبلی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی نے ایک چارپائی کو سونٹا مارا پر چوٹ اوسکی اس کے بدن میں
لگی مترجم کی عبارت حیف ہے کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہوا اور جہاں قرابت نوعی کے
ساتھ اتحاد فطری متحقق ہے کچھ بھی نہو تعجب ہے کہ اسنے کیا کیا تھا کہ اس درجہ کو پہونچا اور اوسنے کیا نہ کیا
کہ اوس سے محروم رہا بیت چھوڑ دے اے نے مروت اپنی خود بینی کو تو ✤ پھر یہ ظلمت تیری
آنکھوں میں سراسر نور ہے ✤ اگرچہ راز اسکا ان لوگونسے جو رسمی گفتگو کے تہخانے میں بند ہیں اور نظر انکی
اشیا کی کنہہ کو نہیں پہونچتی اسلیے شاہد مطلوب کے جمال سے محروم رہکر رسمی کتابوں میں ظاہر اجو لفظ ہے
اوسی پر اکتفا کرکے ان مضمونوں کی بات سے رہ جاتی پوشیدہ رہیگا لیکن اون داناؤں پر جنکی
آنکھیں تقلید کی جالی سے خالی ہیں اور انکی انصاف کے دامن غبار کجروی سے پاک ظاہر ہے
کہ وہم امور خلقی میں بہت تاثیر کرنے والا ہے اسیواسطے ترشی کے خیال سے منہ میں پانی بھر آتا ہے
اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنے کا ہوتا ہے اگر زمین میں اتنی مسافت پر چلے
پھرے تو اسکا گمان بھی نہیں ہوتا یقین ہے کہ اس تقریر کے بعد جو یہاں محال دکھائی دے
عقل اوس سے کبھی انکار نکرے لیکن یہ تقریر یہاں بطور تنزل کے مذکور ہوئی بیت اس سے بالاتر
زبان کچھ اور ہے ✤ عشق کے غم کا بیان کچھ اور ہے ✤ بیت شمع تجلی کو بصر چاہیے ✤ دیدہ
قلبی سے نظر چاہیے ✤ اور صلہ رحم وہ چیز ہے کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو پہونچے تو اقربا کو اوسکے
شریک کرے اور جسمیں انکی بہتری ہووے اوس کی سعی یہ قرابت ظاہری ہے پر قرابت باطنی کے لیے
بھی کہ جو نسبت روح کے ساتہ رکھتی ہے اور اسکو قرابت الہی کہتے ہیں اسی طرحسے رعایت
حق کی واجب ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ چنانچہ امیر المومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے
فرمایا ہے کہ ایک قرابت گوشت و لہو کی ہے دوسری جان و دل کی اور اونکے درمیان بڑا فرق ہے
مصرع آب و گل سے جان و دل تک یاں بہت ہی فرق ہے ✤ اور مکافات وہ چیز ہے
کہ جسقدر فائدہ اپنے تئین غیر سے پہونچا ہے اتنا ہی یا اوس سے زیادہ اوسکے بدلے اوسے پہونچاوے
اور جو کچھ ایذا اوسکی اپنے تئین پہونچی ہو تو اوس سے کم بدلا کرے اور حسن شرکت وہ ہے کہ آپسمین
کاروبار اسطرحسے اختیار کرے جو شریکوں کے دل نہ پھر جائیں بحسب امکان اور شرط محافظت
عدالت کی طور پر اور حسن قضا وہ ہے کہ لوگونکے حق کو ادا کرے اور اپنے تئین ندامت و ملامت سے بچا رکھے

اور توده اپنے دوسرون کے ساتھ دوستی کرتی ہی اور فاضلون سے اچھی بات اور اونکی ساتھ داد ودہش کرنی اور ان چیزونکو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کی ہین اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کی احکام اور قوانین شرعی او طریقہ پیغمبری اور اونکے امثال پر جو شریعت کی امامون اور طریقت کے مشائخون سے مرسوم ہین راضی ہے اور انکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وی اسکی طبیعت کی موافق نہون حضرت رب العزت نے کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا اور فرمایا ہے کہ قسم تیری رب کی کہ نہین مومن ہوسکتے ہین جب تک تجھی اپنے درمیان حکم نکرین پھر جو تو حکم کرے اوسے اپنے دلونمین کچھ حرج نہ سمجھین اور اسکو درستی نیت سے تسلیم کرین اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسانکی قدرت واختیار مین نہو اور اندیشہ کا بھی کچھ اوسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اور اوسکی جلدی اور دیری نچاہیے اور اوس کارساز حقیقی پر بھروسا کرکے بیجا خیالون کو چھوڑ دے بیت خدا کی حکم پہ راضی ہو او خوشدل کہ میرے اور نہ ترے اختیار مین کچھ ہے ❊ اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام سے مروی ہی کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کی وقت یہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنے خزانہ لا انتہا سے در وازہ روزی اور فراغت کے اسکے آگے کھولے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ وَمَالِىْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِىْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِىْ فِيْمَا قُدِّرَ لِىْ حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ خدا کی نام سے جو بہت بخشش کرنیوالا اور نعمت دینیوالا ہے مین اپنے واسطے اور اپنے دین اور اپنے مال کیلیے خدا کی نام سے پناہ لیتا ہون یا پروردگار تو اپنے حکم پر میرے تئین راضی رکھہ اور نیک کر اوس چیز کو جو میری لیے مقدر کیا یہان تک کہ جسے تو دیری سے بخشی اوسکی جلدی مین نچاہون اور جسکو تو جلد عنایت فرماوے اوسکی دیری نہ طلب کرون بیشک تو ہر شی پر توانا ہے بینا لوگون سے پوشیدہ نہین کہ مضمون اس دعا کا توکل اور رضا کی طلب ہے مطابق خواہش الہی کی اور لازم ہے کہ اپنی خواہش کو حق تعالی کی خواہش کے ساتھ موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا وہوس کی وسوسون سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور نہایت خاطر جمعی حق تعالی کی طرف سے اوسکے دل مین حاصل ہووے یہان تک کہ ہونی نفع اوسکو ارادے سے بھی تعلق نکڑے عبادت وہ چیز ہے کہ اپنے پروردگار کی تعظیم وتکریم جسنے اوسے نیستی کے ویرانے سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقہ استحقاق کے

نہایت مہربانی سے بیشمار نعمتین اپنے خزانہ الطاف سے عنایت فرمائیں انبیا اور پرواجب کیں
اور فرشتون اور نبیون کی تابعداری اور صحابہ اور اون کی تابعین اور دانا ؤنکی متابعت اور
اون داناؤن کی جو علم الٰہی سے آگاہ ہین لازم جانے اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات
بجالانا پارسائی اختیار کرنی گناہون سے باز رہنا کہ وہ سبب ہین کمال کے شعار اپنا کرے
لیکن طریقے عبادت کی تفصیلاً شرع سے معلوم ہوتے ہین اور جب اشیا کی بحث حکمت مین
اسطور سے ہوئی کہ یہان تک رسائی عقل کی ہوا اور احکام شرعی کو بھی تفصیلاً جاننا عقل کے
احاطہ سے باہر ہے پر وہ باتین جو وہان عقل سے معلوم ہوتی ہین سو نظر مجمل سے ہین
کیونکہ بیوسیلہ شمع نبوت کی شریعت کی گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی اور عقل اکیلی وہان
بھٹکتی پھرتی ہے پس فقہ کی باتین اجمال کی روسے حکمت عملی مین داخل ہین اور تفصیلی
نظر سے خارج یہ بیان ہے انواع فضیلت کا پر بعضی کے ساتھ بعضے کے ملنے سے
بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہین حکیمون نے کہا ہے کہ جیسے اشخاص کی مزاج مختلف ہین
اور دو شخصونکے مزاج ایک طور کی نہین ویسے اخلاق بھی گوناگون ہین یہان تک کہ خصلت
دو شخصونکی ایک روش پر نہین ہے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیونکی شکل و صورت طرح بطرح
ہونے کا سبب باوجودیکہ اس قدر تفاوت اور حیوانون مین نہین یہ ہے کہ اونکی عقل کی گوناگون
ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتین کہ وہ تابع مزاج کی ہوسکین نفس انسانی مین پیدا ہونی ہین
کہ اونمین سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت
کچھ ہے اور خوشی کی صورت کچھ اور ایسے ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل اور بخلاف اور حیوانو کے
کیونکہ اونمین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہے اسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہے
اور شکلین اونکی ملتی ہوئین ہین حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ یہ سب اختلاف کیفیت کے
مزاج متبدل ہوتا ہے اور بسبب اسکے اخلاق متغایر ہوتے ہین یہان تک کہ دو شخصونکے مزاج
ایک ہی نہین ہوتے اور خصلتین بھی ایک نہین تنویر اون بحثونکے درمیان اس مقدمہ
کی وسے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ یعنے ضعف اور سستی ہے اونمین سے بعض یہ ہے
کہ ذکا اور سرعت فہم اور اونکی امثال کو جنس حکمت کی انواع مین داخل کیا حالانکہ

انہون نے حکمت کی مطابق جو تفسیر کی ہے بموجب اوسکی دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا
ہان اگر تفسیر حکمت کی اسطور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہے جسکے سبب قوت نظری احوال
موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہے تو دو قسمین اوسکی انواع سے ہو سکتی ہین
پر یقین یہ ہے کہ جنہون نے کہا ہے کہ قوت نطقی کی روشنی اگر برابر ہے تو اس سے روشنی علم کی
حاصل ہوتی ہے اور یہ تبعیت اسکی حکمت بنا اوسکی اسی تفسیر پر ہے غرض اس فن کے
مسامحون کے لیے عذر کی تمہید ہوئی چوتھا لمعہ جب اون فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے
کہ مقابل اونکے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اون فضیلتونکی جنس سے نہین بلکہ اونسے مشابہ بھی نہین
اسلیے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین پس لازم ہے کہ فضائل اور
رذائل کے درمیان کیا فرق ہے اوسکا بیان اور وجہ تشبیہ کو ظاہر کیجیے اسطور سے کہ اصل جواہر
پوت کی شبہ سے پہچانی جاسے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکہ نفسانی کے
خواہش رکھنے ہارے دغا مین نہ پڑین اور دغا باز ہیر پھیر کرنیوالونکے فریب مین آکر ٹھیکریون کو موتیون کی
قیمت سے نہ لین لیکن اون فضیلتون مین بعضے لوگ ایسے ہین کہ وے علمی باتونکو یاد کرتے ہین
پھر انکی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھ کر تقریر اسطور سے بناتے ہین کہ اکثر آدمی جو سرمہ
بینائی اور انوار دانائی سے بےنصیب ہین اون تقریرون کو سنکر بہت ہی خوش ہو تعجب مین
آتے ہین اور انکی دانائی کی گواہی دیتے ہین حالانکہ اونہین کسی بات کا یقین حاصل نہین
اور انکے دلون کے صفحے حروف راستی سے خالی ہین ان لوگونکو علما اور داناؤن سے بول چال مین
تشبیہ دینی ویسی ہے جیسی طوطی اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکونکو بوڑھون کے ساتھ بیت لکڑی کا سانپ بنا
کہ ہو وہ بشکل مار * دشمن کو زہر دوست کو مہرا ہے اسمین کب * بعضے انہین سے ہوے ہین
کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین کرتا اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ بہت ظاہر ہے
جو نہین جانتے ہین سو بول چال کیا چاہتے ہین اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے تراشکر
بتدیون کو شک مین ڈالتے باوجود اسکے کہ جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین [illegible]
[illegible] قاصر ہین پھر بڑے مطلبون نہ پہنچے گردن دعوا کی بڑھاتے ہین اور باطل کو حق سے ملاکر [illegible]
بصورت علم و یقین کے دکھاتے ہین اور اسی [illegible] کا نام تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت [illegible] سبب [illegible]

اور پہچان اوسکی سوای حکیمون کے میسر نہین پس اون فریقون اور حکیمون کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہے
لیکن عفت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکی ہے مثال اوسکی جیسے ایک جماعت لذت دنیاوی سے
اعراض کرتی ہے اس توقع پر کہ جنس عفت اون کو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے کے
اپنی زہد کو دکھاتے ہین کہ اوس سے دام مکر و فریب کا پھیلا کر عوام الناس کو چڑیونکی مثال پھنساوین
اسلیے کہ عرض دنیاوی کو جو مرتبہ ادنی ہے حاصل کرین یا اون لذتون سے کچھ خبر نہین رکھتے اسیلیے پہاڑی
اور جنگلی آدمیونکی مانند شہر و آبادی سے متفاوت رہتے ہین یا اون لذتونکی بہتایت سے بیزار ہین یا در
اپنی بید ایش ہی سے اسی طور پر ہین یا بنا بر کسی مرض کے شہوت اونمین کم ہے یا دکھہ درد کے ڈر سے
یا اسواسطے کہ اگر آدمی اونکے احوال سے مطلع ہون تو اونھین سرزنش کرین جو لوگ کہ ایسے ہین وے
صاحب عفت نہین پر سخاوت کے مقابل جو صفت اوسکی مشابہ ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ بعضے آدمی
ہوا و حرص اور شہوت پرستی مین مال و اموال کو لٹا دیتے ہین یا لوگون کے دکھانے کے لیے یا جاہ کے
واسطے یا دفع ہیج کے لیے یا اوس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اوسکی نہین اور بعضے لوگ
زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اسکے کہ وے دولت کی قدر سے غافل اور کس مقام مین اوسکو
خرچ کرتے ہین اوس سے جاہل ہین یہ حالت اکثر اونمین پائی جاتی ہے جنکو اتفاقاً بسبب میراث کے
یا کسی اور سبب سے مال مفت ہاتھ لگا ہے مثل مشہور ہے کہ مال مفت دل بے رحم وے احمق ایسے ہین
کہ اسکی پیدا کرنیکی مشقت سے بے خبر اور یہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا نہایت آسان ہے
حکیمون نے کہا ہے کہ دولت جمع کرنی ویسی ہے کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجانا اور خرچ کرنا
ویسا ہے جیسے اوس پتھر کو وہان سے نیچے چھوڑ دینا کیا وے نہین جانتے کہ مدار زندگانی کا زر ہے
اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوتی ہین فضیلت و ہنر حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہے
کہ حکمت تونگری سے جی اوٹھتی ہے اور مفلسی سے مرجاتی دانا کے پاس اگر پیسا نہو کوئی اوس سے
کچھ فائدہ نپاوے بلکہ وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دکھہ اوٹھاوے اور کمالات سے رہجاوے
حقیقت مجھکو یہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو بے ہو قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو + اور حاصل کرنا
اوسکا بھی وجہون سے دشوار ہے اسلیے کہ بہتر پیشے کمتر ہین اور آزادونکو اسکی راہون پر چلنا مشکل ہے
پس جو لوگ اس وضع سے بیجا خرچ کرتے ہین وے سخی نہین بلکہ حقیقت مین سخی وہ شخص ہے

جواپنی دولت کوکسی غرض کی واسطے بخش ندے بلکہ اسلیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز اور بالذات
مطلوب ہے اور بغیر اوسکے دوسری وجہ سے اگر قصد اوسکا ہووے تو وہ سخی بالذات نہوگا
بلکہ بالعرض چنانچہ سابق مطلع کے درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اوسکی طرف ہوا ہے
اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکے ہے نظیر اوسکی یہ ہے کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے کام
ظاہر ہوتے ہین پر وے حقیقت مین شجاع نہین ہین مثلاً ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور بڑے
کامون مین طمع مال یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیے مشہور رہتی ہے لیکن یہ صرف اوسکی
حرص کا سبب ہے اور شجاعت کی قوت سے نہین جیسے چور بڑی مار پیٹ اور دائمی قید بلکہ کٹ مرجانے پر
بھی صبر اختیار کرتے اسلیے کہ نام اونکا اپنے ہمجنسونکے درمیان کہ وے بھی بُرے کامون مین
اونکے شریک ہین رہے اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت
یا مانند اوسکی سے اون چیزون پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اسواسطے اوسکو دل میں
غرور آگیا ہے ایسے ایسے آدمی بھی شجاع نہین ہین بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہے جسکی تیز قصد کی
بدقت گاہ سوا اس قوت فاضلہ کے نہووے بقیاس اوسکے جو اور قوتون مین مذکور ہوا
پر درندون کی خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہے لیکن بہت وجہون سے
نہین بھی ملتی اونمین سے ایک وجہ یہ ہے کہ وے اپنے غلبے اور بڑائی کی استواری اور اپنی طبیعت کی
خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہین پس اون کامون پر اقدام کرنا اونکے غلبہ طبیعی کی رو سے ہے
شجاعت کی نظر سے نہین دوسری یہ کہ مثال اونکی پہلوان زورآورون کے برابر ہے جو تمام ہتھیارون
ہتھیارون سے سجے ہوے ہین اکثر کم زور بیچارون کے ساتھ لڑتے ہین اور یہ شجاعت کو طریقے سے باہر ہے
کیونکہ تمام فضیلتون کی اصل عقل ہے تاکہ اور قوتین اوسکی تابع اور فرمان بردار ہین سوا اوسکے
نہین پس حقیقت مین شجاع اوسکو کہتے ہین جس سے شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہوون اور
غرض اصلی اوسکی سوا اس فضیلت کی نہو اور جبکہ ایسا ہو تو بے شبہ اوسکے نزدیک بدکاری کا
ڈر موت کی دہشت سے زیادہ تر ہے اور مرنے کی نیکنامی جینے کی بدنامی سے بہتر جیسا کہ کہا ہے
مصرع آبرو جگ مین رہے تو جان جانا پشم ہے ✤ اور ایک شعر عربی مین کہا ہے
معنی یہ ہین بیت ہم پر آسان ہے کہ تمھین بُرائی کا جو تجربہ ہمکو ہے ہم اونکو اپنے چاہنے کی سے ہم...

اگرچہ لذت شجاعت کی ابتدا مین کچہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اوسکا خوف ہلاکی کا ہی لیکن آخر کو حلاوت زندگانی کی اور منفعت اوسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا خصوصا جبکہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کیلیے اپنی جان پر کھیلے چنانچہ آیہ قرآنی اسپر دال ہے جسکے معنے یے ہین جو لوگ خدا کی راہ مین مارے گئے گمان کرین کہ وے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین خدا کے نزدیک اونکو روزی دیجاتی ہے اور مردانا جانتا ہے کہ لڑائی سے بہاگنا سبب زندگانی کا نہین ہوتا اور نامرد بہاگنی مین اپنی جان کا بچاو پاہتا ہے جو نہین سکتی پس حقیقت مین طالب محال کا ہی بالفرض اگر کتنے دن تک اوسنے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم اور بیعزتی کی خفت اور اپنے ہمسرونکا طعن و تشنیع اوسکی شیرینی حیات کو تلخ کردیتی ہے پس ایسی زندگانی سے جوانمردی اور نیکنامی اور توقع اجر عظیم کے ساتہ مرنا ہزار درجے بہتر ہی بیت اکدن تو ہوویگا جو کہانی یہ خاص عام + بارے وہ کر کہ جس سے تو ہو جاے نیکنام + اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہے مضمون اوسکا یہ ہے کہ اے آدمیو فراموشی تمہاری خصلت موروثی ہے غفلت کی نیند سے چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نجاؤ البتہ ملک الموت کے ہاتہ سے نہین بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتی ہو اور نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اوس رب کی جسکے اختیار مین ہماری روح ہی کہ تلوار کے ہزار وار اٹہانے اپنے سینہ پر بچہونے پر مرنے سے بہتر ہی کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولا اوس سے ہے کہ رنڈیونکی مثال جان دینا بیت دونون جگہین سرخرو ہے جو شہید عشق ہے + خوب ہی وہ دن کہ مجکو کشتہ یہان سے لیچلین + اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین اونہین سے ایک حدیث ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق خدا تعالیٰ شجاعت کو چاہتا ہے اگرچہ ایک سانپ کو بہی مارے اور سب آدمی کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اونکی تکریم واجب ہی علی الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یے گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون سے کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین کاروبار کرتے ہین اور اپنے سینونکو سپر سعیت کی بنا کر دولت کے مخالفون سے لڑتے ہیں پس بادشاہونکو لازم نہین کہ مال و اسباب کو اونسے دریغ رکہین یا تہوڑی تقصیر سے اونپر خفگی فرماوین اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جہانے کے خوف

اور ڈوب مرنیکی دہشت سی یا محنت کی سبب اپنی تئین ہلاک کرتے ہین اونکی ان حرکات کو
نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہے کیونکہ اہل شجاعت ہر ایک مصیبت پر صبر کرتی ہین اور
سختیون کو اوٹھاتے ہین اور ہر صورت کی گھبراہٹ سی اپنے تئین بچاتی کیونکہ آفت کے
وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چرانا نامردی اور زنانہ پن ہے اور شرع مین باعث
طعن کا چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہے اون بحثونسے معلوم ہوا کہ عفت
اور شجاعت بکلی حاصل نہین ہوتی مگر حکیم کو اما عدالت کی مقابل جو صفت مشابہ اوسکی ہی
بیان اوسکا یہ ہے کہ اکثر کام بطور عدالت کے اون لوگون سی صادر ہوتی ہین جو حقیقۃً
عادل نہین بلکہ وے صرف دکھانے یا سنانیکے لیے یا اسواسطے کہ لوگونکو اپنی طرف
لگالین یا مال و دولت اور جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت کی روش سی بناوٹ کرتے ہین
اونہین عادل نہ کہنا چاہیے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص ہی کہ اپنے سب قوۃ کو برابر رکھ
تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اسکے موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اس حصے سے
جو عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہے بچاہی اور ایک دوسرے سے تغلب نکرے جب اپنی تئین
اس وضع پر درست کرے تب آدمیونکے معاملے مین عدالت کے طریقو کو اسی نسق سے
مرعی رکھے اور اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کامونکی تلاش مین مصروف کرے اور رسم نو عدلگرو
بدجانے یہ فضیلت اوسوقت میسر ہوتی ہے کہ نفسانیت کو چھوڑکر طریقۂ انسانیت کے
جو مقتضا ہر طرح کی ادب سیکھنے کا ہی آوے تب انصاف کی علامتین اوسکی پیشانی عدالت سے
ہویدا اور نقشے کار و بار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون اسی طرح سے اور فضیلتونمین بھی
قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے اور کمی کو پوری سے پہچان لے یہان تک کہ بازار
معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جاوے اور سود انیکنامی کا دونون جہانمین اوسکے
ہاتھ آوے پانچوان لمعہ جاننا چاہیے اون فضیلتونمین سے ہر ایک کی مقابل ایک صفت
رذایل ضد اسکی ہے اور جیسی اجناس فضائل کی چار ہین ویسی اجناس رذائل کی بھی
پہلی نظر مین چار معلوم ہوتی ہین اول جہل مقابل حکمت کی دوسری نامردی مقابل شجاعت کے
تیسری بدکاری مقابل عفت کی چوتھی ظلم مقابل عدالت کا اور نظر تحقیق سی جو ظاہر ہوتا ہے

سو یہ ہے کہ ہر ایک فضیلت کی ایک حد معین ہے جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹنے یا بڑھنے سے تب ایک
صفت رذیل پیدا ہوتی ہے پس فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام ہے اور رذیل صفتین اوسکے دو طرف کی
مثال مین جیسے مرکز دائرہ کا ایک نقطہ معین بیچون بیچ مین ہے باوجود اسکے کہ محیط سے اس تک
جتنے نقطے فرض کیے جائین سب سے وہ دور ہے اور گرداگرد اوسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک
نقطے بیشمار ہو سکتے ہین اوسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین ہے کے مقابل رذیل صفتین بیشمار ہین اور
جیسے اچھی راہ کی سیدھی چال سیدھی لکیر کے برابر ہے پھر اوس راہ سے بُری راہ مین چلنا اوس
سیدھی لکیر کے ٹیڑھے ہونیکی مثال ہے اور ظاہر ہے کہ جتنی لکیر دو نقطون سے ملائی اومین سے
چھوٹی سیدھی ایکہی لکیر اون دو نقطونکے بیچ ہوتی ہے اور ہر طرف اوسکی ٹیڑھی لکیرین بیشمار
ہو سکتین پس اسیطرح سے اچھی راہ کی سیدھی چال ایکہی روش کے سوا ہو نہین سکتی اور
بُرے رستے کی ٹیڑھی چالین بیشمار ہین اور جب اصل بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانی
سے بھی اسپر ٹھہرے رہنا اوس سے زیادہ مشکل کیونکہ یہی طریق فضیلت کا ہے پر اوسمین ثابت رہنا نہایت
دشوار اسیواسطے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونون فریقون کو راہ بتلانے
والے اور پل صراط سے پار کرنیوالے ہین فرمایا ہے کہ سورۂ ہود نے میری ڈاڑھی سفید کیا کیونکہ اسمین
اچھی چلن پر رہنے کا حکم ہے مضمون اوسکا یہ کہ تو سیدھی راہ پر جیسے تجھے حکم کیا ہے ثابت رہ اور
اس سبب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے باریک اور
تلوار سے تیز ہے اور یقین ہے کہ سورۂ فاتحہ جو مشتمل طلب ہدایت پر ہے اسی معنی کو خبر دیتا ہے
اور جب کہ بڑے بڑے عالمون و حکیمون اور ولیون سے مروی ہے کہ آخرت کی باتین جنکا وعدہ
اور وعید مخبر صادق نے کیا ہے وہ سب اخلاق و اعمال کی صورتین ہین کہ ہر ایک شخص وہان
اپنی مرتبے کے موافق اونکو مشاہدہ کریگا چنانچہ فرمایا ہے کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جسوقت
مرینگے تب خبردار ہونگے پھر جو لوگ اس عالم مین بیہوشی کی نیند سے جاگے ہوئے ہین اونکو
یہین اطلاع ہو جاتی ہے یے باتین قرآن اور حدیث کی اکثر جگہ مین صراحتاً مذکور ہین اور سبب
اون صورتونکا خواہ رغبت سے ہون یا کراہت سے اعمال اور اخلاق ہین جنہیں اس عالم مین حاصل
کرتے ہین چنانچہ مضمون آیۂ کریمہ کا جسکے معنی یے ہین کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے والا ہے

اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی کہ مضمون اوسکا یہ ہے جو کوئی سونے روپے کے باسن مین پیئے وہ اپنے

پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف وستھری اور درخت اوسکا
کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے صاف اوسکی خبر دیتا ہے اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے
غبار سے دھو ڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسی سے چھوڑا دے بلکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنے
یہ ہین کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہے اوسکی خبر دیتی ہے کہ اگر گوش ہوش سے سنے قطعہ پیر دہقان نے
دردمندی سے ✤ اپنے بیٹے سے ایک دن یہ کہا ✤ اس جہان بیچ اپنی کھیتی مین ✤ تو جو بوئیگا سو ہی
کاٹیگا ✤ پس باعتبار اون باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہے پل صراط سے
جیسے حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال واخلاق کے بیچون بیچ کی حد کے برابر ہے اور دوزخ اوسکے
گرد ونواح کی مثال جو کوئی آجکے دن اس راہ مین مضبوط رہیگا اور اوسکی سیدھاوٹ سے نہ ٹلیگا
سو قیامت کے دن بھی پل صراط کے اوپر سے نڈر چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیون کا گھر ہے
نے خطرے داخل ہوگا اور جو اس عالم مین اس سیدھی راہ سے بھٹک جاے تو عاقبت کو اوس پل
صراط سے گر پڑے اور دوزخ کے بیچ جو گنہگار ونکا مکان ہے رہے اور فیثا غورس حکیم سے منقول ہے کہ
انسان جو کام کرتا ہے اوسکے مقابل ایک فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہے کہ وہ اوسکے مرنے کے بعد مصاحب و
ملازم اوسکا ہوتا ہے چنانچہ آیہ قرآنی مین ہے کہ اگر عمل اونکا نیک ہو تو جزا اونکی نیک ہے اور جو عمل اونکا برا ہے
تو جزا اوسکی بد ہے پس انسان کو چاہیے کہ احتیاط کرے تاکس واسطے اونکے لیے ایسا مصاحب پیدا ہووے
جاننا چاہیے کہ وسط بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہین ایک وسط حقیقی جسکی نسبت اوسکی
دونون جانب کی طرف برابر رہے جیسے جا بیچون بیچ ہے دو اور چھ کے یہ وسط معتدل حقیقی کی برابر ہے
کہ اطبا اوسکی نفی پر دلیل لاتے ہین دوسرا وسط اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبونکے
نزدیک درست ہے یعنی بعض کی نسبت سے بیچون بیچ ہے اور بعضی کی نسبت سے نہین پر جو وسط اوس
فن مین معتبر ہے وہ معنے ثانی سے مراد ہے اسیواسطے فضیلت کی شرطین باعتبار اشخاص کے مختلف
ہوتی ہین بلکہ بہ نظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کو اور ہر شخص کی فضیلتون مین سے
ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین پر اوس مقام مین آئینہ خیال مین صورت
ایک شکل کی دکھائی دیتی ہے کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کا شامل ہوا

تو ستلے شبہ اوسکا ایک عرض بھی مانند عرض مزاجی کی ہوگا پھر اسکو بال سی باریک اور تلوار سے
تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا تقریر اوسکی اوٹھانی کی یہ ہے کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ
ایسا ہی کہ وہ سب سی بہتر اور قریب تر ساتہ اعتدال حقیقی کی ہے ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ
ایسا ہی کہ وہ سب سی افضل اور مقصود بالذات ہی اور دوسری مراتب بسبب بعدکی اوس مرتبہ سے
شایبہ افراط و تفریط سے خالی نہین اور جیسی شخص اور نوع ان مراتب مین افضلیت کی حالت میز
نہین مین لیکن بسبب ایک قرب معین کی جو اس مرتبی سی رکھتے ہین وجود نوع اور شخص کی محفوظ
رہ سکتے ہین ویسی فضیلتون مین بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہے اور باقی مراتب بہ سبب قرب کے
اس مرتبے سے فضیلت مین محسوب ہوتی ہین جیسی اعتدال بدنی مین اور مراتب پوری اعتدال پر نہین
وہ شایبہ انحراف سی بھی خالی نہین اسلیے کہ اونسے خلل فاش افعال مین ظاہر نہین ہوتی مراتب اعتدال میز
داخل ہین اور اسی صورت سی مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کی اعتدال حقیقی مین تفاوت
پڑجاتا ہے اور قواعد طب روحانی سکے قیاس پر قواعد طب جسمانی سکے ہین پر اوس مین شک نہین
کہ اگرچہ اعتدال اس معنی کی روسے بھی متحقق ہی لیکن دریافت اوسکی صعوبت سی خالی نہین اور مقام
مبالغہ مین اگر اوسکے وصف مین کہین کہ وہ بال سی باریک اور تلوار سی تیز تر ہی تو کچھ مضائقہ بھی نہین خدا
جسکو چاہے راہ راست کی طرف ہدایت کرے اور جب اس بیچون بیچ کی حد سی انحراف طرف افراط
یا تفریط کی ہو تب مقابل مین ہر فضیلت کے دو صفتین رذیل پیدا ہون پس فضیلت گویا اون
دونون سکے بیچ ہی جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی چار ہین تو اجناس رذیلت کی
آٹھ ہوئین دو اونمین سی اطراف حکمت کی ہین سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا مشغولی ہی قوت فکر کی
اون چیزون مین جو واجب نہین یا اونمین جو کہ قدر واجب سی زیادہ ہو اسکو گربزی کہتی ہین اور
بلہ طرف تفریط کا بیکاری ہے اوسکے امور ہواجبی سی اور مطلقاً اونکو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے
یا اونمین قصور کرنا اور دو اونمین سے اطراف شجاعت کی ہین لیکن افراط کو تہور کہتی ہین وہ
اقدام کرنا اون ہلاکی سکے مقامون پر ہی جنکو عقل اچھا نہین جانتی اور طرف تفریط کا نام جبن ہی
وہ ڈرنا اون چیزون سو ہے کہ جنسے دہشت کرنا عقل کے نزدیک درست نہین اور دو اونمین سی
اطراف عفت کی ہین پر اوسکی طرف افراط کو شرہ یعنی بدکاری کہتی ہین وہ زیادہ رغبت کرنا ہی خواہشونکی طرف

قدر معقول سے اور طرف تفریط کا نام سکون ہے یعنے اپنے تیئں اون ضروری لذتوں سے جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہین محروم رکھنا اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کی رو سے اور دو دوسری طرف عدالت کی ہین طرف اول ظلم ہے وہ عبارت ہے حق تلفی اور مال مردم خوری سے اور طرف ثانی کو انظلام کہتے ہین یعنے ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اوسکی اطاعت کرنی ذلت کے رو سے سب اون چیزون مین جو اوسکی خواہش کے مطابق ہون اور بعضے عدالت کی دو نو جانب کو جور کہتے ہین کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہے اپنے اوپر یا غیر پر اور جیسے عدالت جامع جمیع کمالات کی ہے ویسے ظلم جو اوسکے مقابل مین ہے وہ جامع ہے تمام نقایص کا اور یہین سے ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری وغیرہ محققون نے کہا ہے کہ جو آزار ہے وہ گناہ بھی نہین کیونکہ جہان تک گناہ وہ ظلم ہے خواہ اپنے اوپر یا اورون پر بیت جو کچھ تو چاہے سو کر پرستانہ ای ظالم + ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ گناہ نہین + اور بعضے بزرگون نے کہا ہے اہل طریقت اکثر چیزون مین اختلاف کرتے ہین لیکن سب اسپر متفق ہین کہ راحت پہونچانی سب سے بہتر ہے اور دکھ دینا بہت بدتر اور حدیث صحیح مین ہے کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامہ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیہ کریمہ کا بھی یعنے ہم اونپر ظلم نہین کرتے ہین ولیکن وے اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین اوس سے خبر دیتا ہے اسیطرح جیسے حد توسط کو اجناس فضایل کی تمام انواع مین قیاس کیا چاہیے چھٹا لمعہ عدالت کی شرافت کو بیان کرتی مین پہلے تمہید کے طور سے تقریر کیجاتی ہے کہ مطابق عقل و نقل کے ذات پاک حضرت حق جل وعلی کی احاطۂ افہام سے باہر ہے اور اوسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کی پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ نسبت و اعتبارات کو واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہے ثابت ہوئی بیت لولاکہ غلط ہم سے نشان کب پاوے + یہ بھی ہے تماشا عالم صورت ہی کا + پر اول آئینہ جس مین رخسار اوس معشوق قدیم کا اہل عرفانکو دکھائی دیتا ہے وحدت ہے نہ وہ وحدت جو مقابل ہے کثرت کی کیونکہ وہ ایک سایہ ہے اوسکو سایون سے اور وہ وحدت بھی نہین جو اعداد مین ساری ہے اس لیے کہ وہ ایک پرتو کی سوا نہین اوسکے جمال ذی نوال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہے کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے تو یہ عالم کثرت پروانہ کے مانند اوسکے آگے جل مرے بیت جو شمع جمال اپنی روشن کری

کسی تاب جو آنکھ ٹھہراسکے ✤ اوسکی جلال عالم سوزکی تجلی کے آگے ذرہ دکھائی نہ دیوین اور کثرت
مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی چیز شمار مین نہ آوے
چنانچہ فحوا آیہ کریمہ کا لمن الملک الیوم آج کسکی بادشاہت ہی خدای واحد قہار ہی کی ہی بیان اوسکا اچھی طرح سے
کرتا ہی بیت ملک ہستی کا ہی شہ خود احد قہار کون ✤ شحنہ اوسکے قہر کے بن آمین ہی سپار کون ✤
یہین سے ہے کہ اہل حکمت مسکرئیسون اور مذہب کے بڑی مشائخون نے تصریح کی ہے کہ حق تعالی کی
وحدت ذاتی اور ہی نوع وحدت کی مغائر ہی وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام جنید عارفون کے
پیشوا ابی عبداللہ محمد بن خفیف رضی اللہ تعالی عنہ کی معتقد کی صدر مین عبارت عربی سے مرقوم ہی معنی اوسکے
یہ ہین کہ خدا واحد ہی پر واحد عددی نہین اور مثل اوس واحد کے بھی نہین جو احاد مین سے
تصور اس وحدت کا جو قانون ادراک عقلی کے طریقے سے باہر اور بغیر روش کشف وعیان کے
اوس تک پہونچنا متعذر ہے اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہی جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے
جس حال مین وہ واحد ہے نفرت گزین ہے دل اونکے جو آخرت پر ایمان نہین لاتی چنانچہ
امام راغب اور دوسری محققون نی بھی تحقیق کی ہے اور جو پرتو کہ دیدۂ عقل کو نظر آسکتا ہی
سو وحدت عددی ہے کیونکہ بغیر اوسکی روشنی کے کوئی چیز مقام ظہور مین آ نہین سکتی اور
نہونے سے اوسکے کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہین اور علما ممتاز تھین سکے نزدیک جو ارباب
کشف وشہود کی امام ہین مقرر ہے کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہے کہ اپنے ضدون سے
قریب ہونی اور ملنے کے گھیری مین آوے چنانچہ حق سبحانہ تعالی کے مبارک اسمو مین
مشاہدہ کیا جاتا ہی هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الہی کی وحدت اسمین ظاہر ہو تو وہ اشرف
ہو سکتا ہی پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور اچھی صورتون مین جو تاثیر ہے
سبب اوسکا شرف وحدت تناسب کا ہے اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ
بھی اسی قسم سے ہین اور حکمت کی بیچ مقرر ہے کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی کی
طرف نزدیک تر اور مائل ہوئے اوسمین جو صورت یا جو نقش پایا جاوی افضل واکمل ہوگا
جیسے بسیط سلسلہ موالید مین جب کہ مزاج معاون کا وحدت اعتدالی سی بعید ہی تو صورت

نوعی اوسکی فقط مبدا ہی حفظ ترکیب کا پھر جب اس مرتبے سے ترقی کرکے درجہ اعتدال نباتی کو پہونچے
ساتھ اوس حفظ ترکیب کے مبدا تغذیہ وتنمیہ وتولید کا ہوتا ہے اور اس رتبے سے گذر کے جب اعتدال
حیوانی مین پہونچے تو ان آثارون کے ساتھ مبدا حس وحرکت ارادی کا ہوتا ہے جب اس پایے کو
چھوڑ کر اعتدال انسانی کو پہونچے تو اون تمام آثارون کے ساتھ مبدا نطق کا یعنے ادراک کلیات
اور اوسکے توابع کا ہوتا ہے اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جس قدر نزدیک
ہون کمالات اون کے زیادہ تر ہون یہان تک کہ درجۂ ثبوت کو پہونچین پھر اونکے درمیان بھی
بہت سے مراتب متفاوت ہین یہان تک کہ رتبہ ختم کو پہونچے جو مظہر ہے ہر ایک کمال کا اور نہایت
سب نہایتون کی ہے کہ اوسکے آگے کوئی مرتبہ نہین اور علم موسیقی مین مقرر ہوا ہے کہ کوئی نسبت
شریف تر مساوات کی نسبت سے نہین اور جو نسبت وجوہ انحلال کی کسی وجہ سے نسبت مساوات
کیطرف رجوع نہ کرے وہ حد ملایمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہے تبصرہ جب
اطراف کلام کی اس مقام تک پہونچی تو اون فنون کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہے
اور بیان اوسکا جس طور پر کہ لائق اس مقام کے ہو یہ ہے کہ نغمہ وہ ایک آواز ہے جس مین
ایک نوع کی درنگ ہوتی ہے لیکن جس وقت حدت وثقل کی ایک حد معین مین مکرر ہو اور اوس سے
کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہے پیدا ہو تو اوس علم کے جاننے والے کی نظر اوسکی طرف
نہین ہے کیونکہ نظر اوسکی نغمون پر منحصر اس وضع سے ہے کہ میانہ اونکا مطابق حدت وثقل کے
یا زمان متخلل کا میانہ درمیان اون کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو شق
اول کو علم تالیف کہتے ہین اور ثانی کو علم ایقاع اور جب حدت وثقل کے بیچ اختلاف پایا جاوے تو
بالضرور اون نغمون کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اسلیے
کہ اگر تفاوت اون کے درمیان مثل بالفعل سے یا مثل بالقوت سے ہو تو ملائم ہے نہین تو متنافر
اور مراد مثل بالفعل سے یہ ہے کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہ اوس صورت مین ہو سکتی ہے
کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسے چار اور دو چھ اور تین اس سے بعد ذی الکل کہتے ہین
اور مثل بالقوت سے مقصود یہ ہے کہ جو مثل بالفعل نہین ہے دونا کرنے سے مثل بالفعل ہو سکے
اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جو قدر تفاوت کی طرف سے قوت ہو جیسے چھ اور چار تفاوت

اوسکے درمیان دو کا ہے اور دو کی دوناکرنے سی چار ہوتی ہین اسی نسبت زائد بالجز کہتی ہین دوسری
وہ ہی کہ جن دونوںکے درمیان تفاوت ہے اوسکے ایکہی کی جانب سی قوت ہو جیسی چھہ اور دو کیونکہ
تفاوت اونکے درمیان چار کا ہے پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہے دوچند کرنے سے چار ہوتی ہین
اوسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتی ہین اور جو نسبت کہ اون وجہون پر ہو یا اونکی طرف راجع ہو وہ
ملائم ہے اور جو بر خلاف اوسکی ہو وہ متنافر ہے اور یہانسی معلوم ہوا کہ جو دو نغمی کہ اونکے درمیان
نسبت غیر عددی یعنے نسبت صمّی ہین سے ہو وہ متنافر ہے نسبت صمّی عبارت اس نسبت
سے ہے کہ وہ ایسی دو مقدار ونکے بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونون کو ایک ساتھ کہو نہ سکے جو جامعیت
مقدار ونکی ہے اور وہ عدد کی بیچ پائی نہ جاے اور متنافر ہو مثال اسکی وہ نغمہ ہے جو تمام وتر سے
یا اسکے اس جز سی پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت ضلع مربع کی اسکی
قطر کی طرف ہی اور جو نسبت ان دونون کے درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا نہو اور ان
دو عددون کے بیچ تفاوت اوس جز سی نہو جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے اور اوسکی کسی
نسبت ملائم کی طرف اون وجہون سی بہی رجوع نکرے جنکا بیان شرح وار ہوگا تو وہ البتہ
متنافر ہے مانند اون دونون نغمون کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کی ہو مثلاً
ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت اونکی درمیان چار سبع کا ہے نہ سات کا
کہ اقل ہی تضعیف سی گیارہ ہوتا ہے اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت ہی اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو
تو اس سی خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہی یا اس سی زیادہ اول نسبت نصف وضعف کی ہی
اسکو بعد ذی الکل کہتے ہین اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہی اور اگر تفاوت اونکی درمیان اوس جز
سے ہے جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہی اگر وہ جز نصف اور ما دون نصف کو جسی بعد
ذی الکل کہتی ہین نسبت عددی سی نہ کہو وی جیسی نصف اور ثلث ہی اسی ابعاد وسطی کہتی ہین وہ اونہین
دو صورت مین منحصر ہے اور اگر تفاوت ربع وسدس سی ہو تو جز و تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس
سی ہو تو ما دون نصف کو کہو دیگا لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کہتی ہین جیسی دو اور تین
اور دوسری قسم کو بعد ذی الاربعہ کہتی ہین جیسی تین اور چار اور اگر تفاوت اوس جز سی ہو جو نصف
اور ما دون نصف کو کہو ندے اوسکا نام ابعاد صغار ہے اور وہ زائد بالربع ہوتا ہے اور یہ قسمین

تمام دو عددون کے درمیان تداخل کے ساتھہ یا اوس جزکی تفاوت کی ساتھ متحقق ہین جو بالقوت
عدد زائد کے برابر ہوسکے ان قسمون تک کہ تفاوت محسوس ہوسکتا ہی لیکن حلق انسانی سے انکا
ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و معتبر ہین اور جو تفاوت اوس مرتبے سے ہو کہ کچہ معلوم نہین ہوتا
یا بہت کم محسوس ہو یا حلق انسانی سی اخراج اونکا محال ہو تو موسیقی دانی کی نظر مین اونکا
کچہ اعتبار نہین کیونکہ جس صورت مین کچہ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہی تو اوس صورت مین
علم تالیف سی جو لذت معتبر مطلوب ہے حاصل نہوگی لیکن وجہ اخیر کی صورت مین اگرچہ اخراج اونکا
دوسری آلات سی ممکن ہے لیکن جب کہ وے طبیعت انسانی کی طریقے کی جو نسبتین اصوات
حلقی کی ہین برخلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت اوسکی طرف نہوگی اور لذت
معتدبہ اوس سی پائی جائیگی حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کی لیے موضوع ہی پس جو نغمہ کہ
برعکس اوسکی ہی وہ مدنظر اس فن کا نہوگا یہان سی معلوم ہوا کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز حلق
انسانی کی ہے وہ معتبر نہین اور نہایت نسبت اصوات حلقی کے بحسب استقرا کی بڑی بعدون مین
وہ ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسی ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک زائد ہو
چھتیس جزون مین سی کسی جز سے یعنی ایک ۳۶ کا ہو دوسرا ۳۷ کا اسکے اوپر جو مرتبے ہین سو
معتبر نہین اما بیان اوسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کسطرح سے رجوع کرے یہ ہے
کہ باوجود اسکے جو نسبت ضعفی کہ اوسی نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتون کی اصل اور
سب سی اشرف ہے اور وہ اپنی نہایت شرافت سی اور بسبب قریب ہونے کے وحدت کی طرف
ہر ایک جانب اوسکی دوسری کے قائم مقام اس وضع سے ہوتی ہے کہ ملائمیت جون کی تون
باقی رہتی ہے یعنی اگر ایک نغمہ دونا ہو اور دوسرا آدھا پھر اوس آدھے کو اگر اوس دونے کی
جگہ مین رکھین یا برعکس اسکے کرین تو عمر کا رشتہ نہ ٹوٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے
مثلاً ایک نغمہ آٹھہ کا ہو جو دونا ہے چار کا اگر اس چار کے مقام مین آٹھہ کو رکھین اور تین کی
نغمے کے ساتھ گانے لگین تو اوس آٹھہ اور تین سی ایک بعد ملائم پیدا ہوگا باوجود اسکے
کہ اوسکے درمیان اتفاق اچھا نہین ہے لیکن ملائمت اونکی اسلیے ہی کہ چار جو نصف آٹھہ کا ہے
تین کی ساتھ ملائمت رکھتا ہی اور تین کی طرف سی اگر تو بھی اعتبار کرے اور کہو کہ تین نصف ہے

چھہ کا اوسکے اور آٹھہ سکے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہوگا اور بہر صورت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے
ہوگا اور جو پانچ کو تین سکے ساتھ استعمال کرین ملائم ہوا ور ابعاد صغار کی طرف رجوع کرے اس لیے
کہ پانچ اور چھہ کی بیچ ایک نسبت ملائم ہے چھوٹے بعدون سی اور تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون کہ
درمیان اڑھائی اور تین کے نسبت چھوٹی بعدون کی ہے اور پانچ قائم مقام اڑھائی سکے ہے
اور اون صورتون کو تمام متفق باتفاق ثانی کہتے ہین اس مقام مین صاحب بصیرت کو معلوم ہو
کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف اور بعد ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ
کیطرف رجوع کرسکتے ہین کیونکہ اگر پہلی صورت مین دو کو قائم مقام چار کے خیال کرین تو بعد ذی الاربعہ
کیطرف رجوع کرے اور جو تین کو چھہ کی جگہہ مین تصور کرین تو بعد کثیر الاضعاف کی طرف رجوع
کرے اور دوسری صورت مین اگر تین کو قائم مقام چھہ کے فرض کرین تو بعد ذی الخمسہ کی طرف
راجع ہوا اور بعد ذی الکل کی شرافت و اصالت مین سے جو زیادت اوسکی مثل بالفعل سی ہی یہ ہے
کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ عددی اور واسطۂ تالیفی دونون سی منقسم ہوتا ہی لیکن مراد
واسطۂ عددی سے وہ عدد ہی کہ دو عددون کے بیچ متوسط اسطور سے ہو کہ نسبت اوسکے
باعتبار قرب و بعد کے دونون کی طرف برابر رہے جیسی چار متوسط ہی درمیان چھہ اور دو کے
اور عبارت واسطۂ تالیفی سی ایک عدد ہے جسکی زیادت کی نسبت جو اوس سی اقل کی اوپر ہے
اور کسی عدد زائد کی زیادت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی جیسے
چار دو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اونکے درمیان واسطۂ تالیفی ہی سو تین اور چھہ کی بیچ ہی
کیونکہ زیادت چار کی تین سکے اوپر جو واسطۂ تالیفی ہی درمیان تین اور چھہ کے ایکہی ہی اور
چھہ کی زیادت چار اور دو سکے اوپر اور نسبت اون دونون کے بیچ ویسی ہے جیسی نسبت ہے
درمیان تین اور چھہ کے پس بیان پہلی صورت کا اسطور سی ہے کہ چار کی نسبت دو کی طرف
بعد ذی الکل ہے اور جب تین کو جو واسطۂ عددی ہی اونکی بیچ لاوین دو نسبتین پیدا ہون
ایک درمیان دو اور تین سکے یہ بعد ذی الخمسہ ہی دوسری درمیان تین اور چار کے وہ بعد
ذی الاربعہ ہے اور تقریر دوسری صورت کی یہ ہے کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہے
اور چار کو جو نسبت تالیفی ہے اگر درمیان اونکے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت

چار کی تین کی طرف یہ بعد ذی الاربعہ ہے دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمسہ ہے
اور اس تفصیل سے نسبت ضعفی بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی
اس تمہید کر روسے معلوم ہوا کہ تمام ابعاد ملائم نسبت مساوات کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ بعد
ذی الکل مین قدر تفاضل مثل بالفعل ہے اور دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے
مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب ہے یا جنکے درمیان تفاوت ہے اونکی کسی طرف ہے یا مماثلت بالذات
یا بالواسطہ ہے جیسے تفصیل اوسکی ہوئی پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہے جو ظل وحدت کا ہے اور قدیم
حکیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اوسکی وجہون کے استنباط کرنے اور اوسکے وسیلے سے اور اچھے اچھے
علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہے پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور
نسبتون مین سے ہے نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہے کہ اول کی نسبت
دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اسی نسبت متصلہ کہتے ہین
یا جیسے تیسری کی چوتھی کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین نسبت تالیفی وہ ہے کہ اوسط و
اصغر کے درمیان جسقدر تفاوت ہے اوسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف ویسی ہو
جیسی نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہے جیسے مذکور ہوا اور اون دونون کے استخراج کے قاعدے ارثماطیقی کی
کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتے ہین اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے بہت سے
اسرار نسبت کے احکام پر مبنی ہین فیثاغورس سے منقول ہے کہ قواعد موسیقی کو آسمانون کی آوازون سے
نکالا اور اوسنے یہ کہا ہے کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانونکی آواز سے نہین اگرچہ اس بات کو حکیمون کے
بعضے فاضلون نے ظاہر کے اوپر قیاس کیا اور کہا ہے کہ آواز کا سبب ہوا کے زور شور سے چلنے پر
موقوف نہین لیکن شاید اوس سے بطریق کنایہ کے اس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو حرکات
فلکی کے درمیان ہے زمانہ کی جلدی یا آہستگی کے مطابق جو اوسکے تابع مین واقع ہے کیونکہ
یقین ہے کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہے عالم کون و فساد کے انتظام کا
پس تعجب نہین کہ اوس نسبت یا اوسکے قریب کو اگر نغمون اور آوازون مین تقلید کرین تو
نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی سو جانتا ہے کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے
اسلیے ہے کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزا سے عناصر مین حاصل ہوتی ہے اور اسیواسطے

جب وہ چھوٹ جاتی وہین وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہی پس حقیقت کی روسے روح عاشق ہے
اوسی نسبت کی اور اسی سبب سی ہے کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جای موجب دل جسپی
اور رغبت قلبی کا ہو جیسی خوبصورتی کہ عبارت ہی تناسب اعضا سی اور بلاغت و فصاحت جو
عبارت ایک مناسبت خاص سی ہے اجزای کلام کے بیچ اس وضع سی کہ موافق مدعا کی طریقہ گفتگو کا
محفوظ رہی اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کی ہے جیسی بیان ہوا اور تحقیق یہ کہ وہ ایک معنی ہی
اگر اجزای عنصری مین جو آپس مین ملی ہوی ہین پائی جاے تو اعتدال مزاج ہی اگر نغمون کی درمیان ہو
اوسکا نام خوش الحان اور جو چال و چلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت
و بلاغت اور جو اعضا کے درمیان ہو تو خوب صورتی اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو
عدالت ہے نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق و طالب اوسی معنی کا ہے جس رنگ مین
دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھ نمود ہو بیت ہی مجکو چاہ حسن کی وہ جس مکان مین ہو
حیوان مین نمود ہو یا انس و جان مین ہو + بجھسے یا قبا سے جو ہو اپنی بیچ بنا + پہچان
لونگا تیرے تئین جس نشان مین ہو تبصرہ تمیم اس ملنے کی سابق بحثون کے درمیان معلوم
ہوئی کہ مدار عدالت کا رعایت کرنی اوس مناسبت کی ہے جو وحدت کی طرف
رجوع کرتی ہے پس جب کہ اعتبار عدالت کا اون کامون پر موقوف ہوا جو عالم
معاش کے بند و بست کے وسیلے ہین تو اوس اعتبار کی تین قسمین ہوئین اس لیے
کہ وہ کام تین نوع کے ہین ایک وہ ہے جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے
دوسرا وہ جو معاملے اور داد و ستد مین ہے تیسرے سیاست و تادیب سی علاقہ رکھتی ہی
لیکن اون تینون صورتون مین تناسب درکار ہے پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت
اس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھ مانند نسبت اس آدمی
کے ہے جو مرتبے یا ایسے مال یا ایسی بخشش مین جو نظیر اوس بخشش کی ہے اوس
مال سے برابر اوسکے ہو پس یہ بخشش حق اوسکا ہے اگر کچھ زیادتی یا نقصان اوسمین ہو
تو تدارک اوسکا واجب یہ نسبت منفصلہ سے تشبیہہ رکھتی ہے اور دوسری قسم مین
کبھی نسبت منفصلہ کو استعمال کرنے اور کدھی نسبت متصلہ کو پہلے جیسے کہے تو

کہ نسبت اوس بزاز کی اوس کپڑے سے کیسی ہے جیسے اوس نجاشی کی اوس
چوکی سے ہو تو معاوضہ مین کچھ ظلم نہین اور دوسری جیسی کہو تو کہ نسبت اس کپڑی کے اس سوئی کی
ساتھہ کیسی ہے جیسی نسبت اس سوئی کی اس چوکی سے ہو پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ
کرین تو حیف نہین یہ مثال اخلاق ناصری مین اسی طرحسے مذکور ہی لیکن اوسمین خلل ظاہر ہے
ہان اگر نسبت کپڑے کی سوئے سے مانند نسبت کرسی کی سوئے سے ہو تو معاوضہ مین حیف
نہین ہوتا ہے ولیکن یہ نسبت متصلہ نہین ہے جیسے سابق اوسکی تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری
قسم مین جو نسبت معتبر ہے وہ نسبت ہندسی کی مشابہ ہے جیسا کہو تو کہ نسبت اوس شخص کی
اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہو اوسکے مرتبے سے پس اگر اس شخص سے
پہلے پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اوسکا ہو تو اوسی نسبت سے اوسکا بدلا کرنا واجب ہے تا عدالت
برقرار رہے غرض مرتبۂ اعتدال کو نگاہ رکہنا اور اوس سے اوس نا ملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے وسط کو
حاصل نہین ہوتا ہرگاہ کہ سابق تقریرون سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل ہے
پس شریعت الہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہے رجوع کیا چاہیے تا وحدت حق کا
جوہر اوس سے پورا کر لے اور جب کہ انسان کی طبیعت مقتضی اوسکی ہے کہ شہر و آبادی مین
رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور زندگانی اوسکی بغیر شراکت و اعانت کے
ممکن نہین اور مشارکت مین بہی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہے مثلاً نان بائی کسان کیلیے
روٹی پکاتا اور کسان اوسکے واسطے کہیتی کرتا ہے اور درزی جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور
جولاہہ اوسکے لیے کپڑا بنتا ہے اور اسیطرح کی بہت سے کام ہین لیکن اس عالم احتیاج کے
جدے جدے کام کے درمیان ایکہی چیز ایسی جو دونون جانب کی تہامنے والی ہو نہین ہو سکتی
پس اسیواسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لائے کیونکہ اوسے تکفل اوسکا ہو سکتا اور
نام اوسکا عادل متوسط ہے لیکن جب کہ وہ بے زبان ہے اسلیے پہر ایک عادل گویا کی
طرف احتیاج ہوئی اور وہ پادشاہ عادل ہے پس حضرت حق تعالی اپنے بنی نوع انسان
سے ایک پادشاہ کو مقرر کیا اور سپر و شمشیر سے اوسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسے کی عدالت سے
منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور سیدہی راہ سے پہر جاے تو شمشیر قاطع سے اوسکا

سرِ راہ کرے پس احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہے ایک شرع مقدس الٰہی دوسری
بادشاہ عادل تیسری پیسا چنانچہ حکیمون نے کہا ہے پہلا ناموس شریعت الٰہی ہے دوسرا ناموس
بادشاہ جو تابع اوسکی ہے کیونکہ دین اور بادشاہی دونو توامان ہین تیسرا ناموس پیسا ہے اور ناموس
اونکی زبان مین سیاست کو کہتے ہین پس ناموس اکبر جو شرع ہے چاہیے کہ سب اوسکی تبعیت کرین
اور دوسرا ناموس جو بادشاہ ہے وہ رعایا کی آسایش مین رہے اور تیسرا ناموس جو پیسا ہو لازم ہے
کہ بادشاہ کے اختیار مین ہو چنانچہ نص قرانی مین بھی اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے معنے اوسکے یہ ہین
ہم نے بھیجے اونکے ساتھ کتاب اور میزان کو اسلیے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قائم رہے اور اوتارا ہم نے
لوہے کو اوسمین سخت ڈر اور آدمیون کے لیے منفعت ہے کیونکہ کتاب سے اشارہ شریعت
کیطرف ہے اور میزان سے کنایہ اوسکا ہے جو ہر ایک شے کے اندازے کی ترازو اور اون چیزونکی
نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہے سبب ہو پیسا اوسمین داخل ہے اور لوہے سے
اشارہ ہے اوس تلوار کیطرف جو بادشاہ جنگجو اور سیاست خو کے قبضۂ اقتدار مین ہو پس
اون باتون کے مقابل ظالم تین شخص ٹھہرے پہلا بڑا ظالم وہ ہے جو شریعت الٰہی کی اطاعت نکرے
وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہے دوسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہے جو بادشاہ وقت کی متابعت سے
سر پھیرے اوسی باغی کہتے ہین تیسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہے جو عدالت کی راہ پر کہ پیسے کے
سبب بنتی ہے نہ چلے اور اپنے حق سے زیادہ طلب کرے اوسکا نام جور اور خیانت کرنیوالا ہے
لیکن فساد اون دونون کا تیسرے سے بہت ہی بڑا ہے کیونکہ جو کوئی شریعت الٰہی کے امر ونہی کے
دایرے سے نکلے ہر آئینہ وہ اون دونون ناموسون مین سے کسی کی اطاعت نہ کریگا اور اوس سے
ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ بادشاہ وقت کے حکم سے سرپیچی کرے اور اس
آیۂ کریمہ کے مضمون پر جسکے معنے یہ ہین کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو اوسکے رسول
کی اور اون لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین عمل نکرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقۂ فرمان سے
باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اوس سے متصور ہے اس صورت مین سبکو لازم ہو کہ بقدر امکان
اوسکے دفع کرنے کے لیے سعی کرین حکایت نامور بادشاہون کی اخبار کے لکھنے والون نے
تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہے کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کی بادشاہون مین سے

اور اوسوقت کی بادشاہت کا سررشتہ اوسکے قبضۂ اقتدار مین تھا یعنی گردون اوسکی اطاعت کی عماری اوٹھاتا اور ابلق ایام اوسکے امر و نہی کا تازیانہ سہتا رمضان کی اونتسوین تاریخ کو قصبۂ نیشاپور مین اوسنی فتح کے جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سی پاک و صفا کیا شام کے وقت جون ہین شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور ون کے شور و غوغا کے سبب ہوزبہ کے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ داروںکی آنکھین یعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار مین دن کے شال سفید ہوگئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید جو یوسف کنعانی کی آبرو کے برابر ہے پیشانی فلک پر نمود ہو اسلیے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لبالب ہوس کا آتش اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے نہایت گھبراہٹ سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کی اوپر چڑھا ازبسکہ غلبۂ خیال سے ہر ایک ناخن انگشت کا اونکی آنکھوں مین ہلال کے مانند نظر آیا بیت یان تک سما گیا تو دل بیقرار مین ٭ تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اس چشم زار مین ٭ القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سی شرع کی مقدمون اور دین کی شرطون سے آنکھ چھپا کر بادشاہ کی حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسپر لائے کہ ارشاد ہوا شہر مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہے اوس عصر مین امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی جو بڑے مجتہدون مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابوحامد غزالی کے استاد مین مسند نشین فتوا و اجتہاد کے تھے جب اس ماجرا سی واقف ہوئے فی الفور اعلام کیا کہ ابوالمعالی کہتا ہے کہ کل رمضان ہی جو کہ میرے فتوا پر عمل کرے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے جب بادشاہ کی حواشیونکو اوسکی خبر ہوئی اس بات کو بری طرح سی اظہار کیا اور عرض کی کہ ابوالمعالی نے خلاف حکم سلطانی کی کیا ہرگاہ کہ عوام خلائق اس دیار کے اوسکے معتقد ہین اوسکی فتوا پر عمل کرینگے یہ حرکت دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی شان کے موافق نہین بادشاہ اس بات سی بہت خفہ ہوا لیکن ازبسکہ نیک ذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت اپنی اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کی مطابق امام کی مرتبے سے بھی واقف تھا ارکان دولت سی کہنے لگا کہ تم جاؤ امام کو مہربانی اور حرمت کی ساتھ میری پاس لاؤ ہرچند وے کہنے لگے کہ اوسنی حضرت کا حکم نمانا پھر اسکو عزت سی کیون بلائیے ارشاد ہوا کہ جب تک اوسکی بات نہ سنون مین ایک خبر کو سنتی ہی ایسی بندگ کو ذلت نہین کر سکتا ہون الغرض جب

امام الحرمین کے پاس فرمان پہونچا یا جو کپڑے کہ گھر مین پہنے ہوے تھے اوسی کپڑے سے بارگاہ سلطانی مین آئے چوبدارون نے حضور مین عرض کی کہ امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا کیا گھر مین جس لباس سے تھا اوسی لباس کے ساتھ بارگاہ معلی مین حاضر ہوا اور محفل شاہی کا کچھ لاحظہ نہین کرتا ہے بادشاہ یہ سنکر زیادہ غصے ہوا اور دیوانخانے کے داروغہ کو بھیجا کہ کس لیے اس حالت سے آتا ہے کیا نہین جانتا کہ بادشاہ کی مجلس مین اسطور سے جانا بے ادبی ہے تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنی بات کا جواب آپ ہی سنے اسلیے کہ اور ونکو مقدور نہین جو تقریر اوسکی بخوبی حضور مین عرض کرین غرض جب حضور تک پہونچا کہنے لگا اے بادشاہ مین اسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہے تو جس لباس سے خدا تعالی کی بندگی مین حاضر ہو سکیے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہے لیکن جب کہ عادت اسطرح کی ہے کہ ایسے کپڑونسے شاہون کے حضور نہین جاتے دل مین گذرا کہ پاس ادب کا کرون اچھے کپڑے اور موزے پہن کر حاضر ہون پر جسوقت حکم عالی پہونچا اسی لباس سے مین بیٹھا ہوا تھا ڈر گیا کہ جب تک کپڑے بدلون اور کچھ دیری ہو تو بسبب اوسکے فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیون کے دفتر مین لکھین بلکہ اسی پائجامے سے جو مین پہنے ہوے بیٹھا تھا اگر آتا تو بادشاہ کے حکم بجالانے کے لیے جلدی کے ثواب سے محروم ہوتا بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبے سے تو واجب جانتا ہے تو میرے حکم کے برخلاف کسواسطے منادی پھرواتا ہے جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ رکھتی ہے اوسکا بھی قبول کرنا واجب ہے پر جسکا تعلق فتوے سے ہے لازم ہے کہ مجھسے پوچھین کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علماہی کا ہے روزہ رکھنا عید کرنا فتوے سے علاقہ رکھتا ہے نہ سلطان کے حکم سے جب یہ بات ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے کی آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش و بخشش کے ساتھ رخصت کیا الحمد للہ کہ اس زمان فرخندہ آوان مین جو شاہزادۂ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحب قران کی یمن دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالی اونکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم اونکی عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک اونکی رحمت و مہربانی سے معطر ہے گروہ خلایق کی مصلحتون کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہے جب تلک ہلال سلطانی تربیت سے مدارج کمال کو پہونچے حق سبحانہ تعالی حضرت سلطان سلیمان مکان آصف نشان کی

اقبال و دولت کو حضرت صاحب قران سکندر زمان مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین ہمیشہ زوال کے چشم زخم سی محفوظ اور آسمان ابہت و جلال کے اون دونون نیرون کے سعادت و اقبال کے ستارون کو مغرب وبال کی ملامت سی مامور رکھی بیت آلہی تو میری دعا کر قبول + بحق پیغمبر و آل رسول تنویر حکیم ارسطاطالیس نے کہاہی کہ عدالت فضیلت کی جز کے برابر ہے بلکہ وہ تمام فضیلت ہی اور ظلم جو مقابل اوسکے ہر رذیلت کو ہر کے مقابل ہے بلکہ وہ سراپا رذیلت ہی لیکن عدالت پہلی شخص اور اوسکے خصائل سی علاقہ رکھتی ہی جیسی اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے پھر اوسکے شریکون کے سات اہل خانہ یا شہر کی رہنی والون مین سے ہون اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام نی فرمایا ہے کہ ہر ایک تم سے اپنی اعضای جسمانی اور قوای نفسانی کا نگہبان ہے وہ قیامت مین پوچھا جایگا اونکے احوال سے اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے اوپر حق سبحانہ تعالی کے نور کی مثال ہین صحابیون نے پوچھا وی کون آدمی ہین فرمایا وی جو پہلے اپنی حق مین اور اپنی اولاد کی حق مین عدالت کرین پھر اونکے حق مین جو اونکی ملک مین اور اونکے تابع فرمان رہین حکیمون نے بطور تمثیل کے کہاہی جو چراغ کہ اپنی پاس ہی اگر اوسی روشن نہین رکھہ سکتا ہی پس جو کہ اوس سی تفاوت ہی بطریق اولی اوسکو روشن نہین رکھ سکیگا یعنی جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سی عاجز رہے پھر اوس سے اہل خانہ اور شہریون کی عدالت متصور نہین ہی چاہیی کہ پہلے اپنی تن بدن کی عدالت سے خبردار ہوا اور افراط تفریط کی مضرت سی احتراز کرے بعد اوسکے گھر کی لوگون یا شہر کے رہنے والون سی وہی طریق سلوک رکھی اور نائب خدا وند تعالی کا کہلاے حکیمون نے کہاہی کہ جب خلق اللہ کی بندوبست کی ڈوری ایسی بزرگ کی قبضۂ اقتدار مین رہے تو زمانی کے انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہوا اور اوسکی مبارک ڈور کی تاثیر سے کھیتی اور نسل مین برکت پیدا ہو روایت ہی کہ کسرے کے خزانی مین ایک تھیلا پایا اوسمین گیہون کی دانی ایسے تھے کہ ہر ایک بڑی چھوہاری کی مثال تھی اوس تھیلی پر لکھا تھا کہ جس زمانی مین بادشاہون کی عدالت نہایت کامل تھی برکت اس مرتبی مین تھی درست ہی کہ اس زمان واضح بیان مین حضرت خاقان صاحب زمان کی عطوفت و رحمت کی برکت سی تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت خاطر بھی

اہل بلاد اور کافۂ عباد کو پہونچی اور مدین کا میدان جو ظالمونکے ظلم سے پامال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی پذیر
نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہے بیت خدایا تو ملک اس سے آباد رکھ اور دل
خلق کو خرم و شاد رکھ۔ ساتوان لمعہ عدالت کی قسمون مین ارسطاطالیس فی تقسیم اسکی تین قسمون
کی ہے ایک وہ ہے کہ ابتدا اہم کرنا اسکا ہے کہ حق تعالی کی بندگی کا حق ادا کیا جاے کیونکہ اوسکی
مہربانی نے فی سابقہ استحقاق کو وجود کی تعین ہر ایک موجود کو انعام فرمایا اور اپنے خزانہ احسان بے نیاز سے
اس عالم امکان کی ہر ایک شی کو ان بیشمار نعمتون سے نوازش کیا پس اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ ہر ایک
متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہے اوسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے
اور اوسکی بندگی کے چلن مین کسیطرح سے قصور نکرے دوسری وہ جو متعلق ہے اپنی نوع کے شرکا سے
مثلاً بادشاہونکی تعظیم علما اور آئمہ دین کی تکریم کرنی امانتون کو پھیر دینا معاملے مین انصاف کرنا
تیسرے وہ ہے کہ جو گذرے اونکے حق سے ادا ہونا اسطور پر کہ اونکے اموال مین سے اونکو قرضون کو ادا کرے
وصیتون کو بجالاے اور جو اوسکی مثال سے ہو جو شخص احکام شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلوۃ
والسلام کے اخلاق سے خبردار ہے سو جانتا ہے کہ حضرت نے جوامع الکلم اسکی قسم کی زبان اونکو عنایت کی ہے
اس مقام مین عبارت فصیح اور اشارہ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا اون مین سے ایک اشارہ
یہ ہے کہ فرمایا ہے تعظیم خدا کے حکم کی اور مہربانی خلق اللہ کے اوپر جاننا چاہیے کہ یہ عدالت کی تمام
قسمون پر مشتمل ہے کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اون چیزون مین ہے جو بندے اور اوسکے
پروردگار کے درمیان مین فقرہ اولی سے اشارہ اوسکی طرف ہے یا اون چیزون مین جو اوسکے
اور دوسرے آدمیونکے بیچ مین اور اوسکی طرف فقرہ ثانی سے کنایہ ہے اور دوسری حدیث مین
فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ دین نیکی کرنی ہے لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا خدا اور اوسکے
رسول کے واسطے اور سب مومنون کے لیے عاقل دانا جانتا ہے کہ اتنی حکمت مختلفہ کو ایسی مختصر
عبارت مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ سوا اس ادیب کامل کے جسنے مکتب سے اسکی
کہ میرے پروردگار نے میرے تئین ادب سکھایا پس آداب میرے اچھے ہوے ادب سیکھا ہے
کون بیان کر سکتا ہے اسیواسطے حکماے متاخرین جب شریعت محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوے
اور انھون نے دیکھا کہ وہ تمام حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہے تو حکیمون کی سب باتونکی تفتیش

اور اونکی تمام کتابون کی تتبع کرنے کو فضول سمجھا بیت جو کچھا ہے اسکا ہے پھر مختصر کیا
سے گلشن سے دل اپنا عبادت الہی کی تحقیق مین کرتا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے قوا و اعضا مین سے
ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیے خلق کیا ہے تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیے جو غرض
اصلی کے سبب ہون یعنی خلافت الہی جو عبارت پادشاہت سے ہے اوسکی اسرار پر وقوف حاصل ہو
چنانچہ مطلع کے درمیان اشارہ اسکی طرف ہوا ہے پس ان قوتون اور اون اعضا کو اونکی غرض میں
صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکر گذاری ہے اور سوا اسکے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم ناسپاسی ہے
جب کہ اوسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہے حق سبحانہ تعالی نے اپنے کلام بلاغت التیام کے درمیان
اونکی اوصاف مین فرمایا کہ میرے بندون مین سے شکر گذار تھوڑے ہین لیکن ہر ایک قوت و عضو کو
کس کام مین مصروف رکھے تفصیل اوسکی شریعت محمدی مین شرح وار ہوئی ہے اسی طرح آدمیون کے
حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے
پر عدالت کی وجہون مین سے بڑی وجہ عدالت بادشاہی ہے کیونکہ وہ عدالت کی سب صورتوں کی
جامع ہے اس لیے بغیر اسکے کسی شخص کو مقدور عدالت کا نہین ہوسکتا بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل ہے
کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بند و بست خانہ داری کا بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتی ہین اور
باوجود اتنی فکر و ذکر اور محنت و مشقت کی خاطر جمع جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہے میسر کہان جیسا کہ
اخبار مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو
شریک ہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اونکے ساتھ برابر ہو اور حضرت رسالت
پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بادشاہ عادل خدا کا مقرب بندون مین سے
ہوگا اور سلطان ظالم اوسکی رحمت کی بارگاہ سے دور پڑیگا حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہے
کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اس لیے کہ ایک ساعت کا عدل
تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تلک اوسکا چرچا رہتا ہے عبداللہ بن
مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہے تو بادشاہ کی نیک خوئی
کے لیے دعا کرتا کہ نفع اوسکا تمام خلائق کو پہونچے جب کہ عدالت کی اس نوع کی تفصیلین
سیاست مدن سے مناسبت رکھتی ہین اس مقام مین اسیقدر اختصار پر اکتفا کیا اور اس بحث مین لوگون نے

اعتراض کی ہے کہ تفضل محمود ہے اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہی برابری سے
اور تفضل زیادہ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط ہی معلوم ہو یا تفریط ہر
مذموم ہی پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو جواب اسکا اسطور ہی دیا ہے کہ تفضل عدالت کی باب مین
احتیاط کی قسم سے ہی تا اوسکی نقصانی سے امین رہے اور ہر ایک ملک کے توسط مین احتیاط کرنی
ایک طور پر نہین چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہے اسراف و بخل کی بیچ احتیاط اوسکی زیادت
کیطرف میل کرنے سے ہوتی ہے اور عفت مین جو وسط ہی درمیان بدکاری اور پارسائی کے
نقصانی کی جانب میل کرنے سے اور تفضل متحقق نہین مگر بعد رعایت کرنی شرائط عدالت کی
اسطور پر کہ پہلی حد استحقاق مین ہو بعد اوسکی احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اوسمین ضم کیجاے
اور اگر کسینے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اوسی متفضل نہ کہین گی بلکہ وہ مبذر ہے
پس تفضل عدالت مامون اور متفضل عادل محتاط ہی شرافت اوسکی اس سبب ہے
کہ یہ طریق عدالت کی باب مین مبالغہ اور احتیاط ہی نہ اس سبب سی کہ خارج ہے یہ وہ جواب ہے
جو قوم نے دیا ہے لیکن یقین ہے کہ داناؤن کو یاد کرنے سے اون باتونکے جو اس فن کے
توسط معتبر مین مذکور ہوئین اس سے بہتر جواب حاصل ہو جانا چاہیے کہ تفضل کو عدالت مین
بھی اختیار کرتی ہین تا موجب نقصان اپنی حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کی حکم کرے
تو کسی جانب مین تفضل متصور نہو حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی
لازم ہے بنابرین حکیمون ہی ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگر رابطۂ محبت و اخلاص کا آدمیون کے
بیچ مربوط رہتا تو سلسلۂ عدالت کیطرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل معاملے مین سے بسبب رابطہ
و اتحاد کے ایک دوسرکی رضا جوئی اختیار کرتا اور کوئی کسیکی حق مین طمع نکرتا تحقیق اسبابکی
یہ ہے کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہی رابطۂ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی
داخل طبیعت ہی اور عدالت ایک وحدت قسری اوس سی خارج ہے ساتھ اوسکے
بغیر محبت کو منتظم نہین ہوتی پس بادشاہ مطلق محبت ہی اور عدالت اوسکا نائب سر اوس
معنی کا یہ ہے محبت اس آیۂ قدسی کے رو سے جسکے معنے یہ ہین کہ مین ایک گوشۂ مخفی مین تھا
پس چاہا مینے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مینے خلق کو ایجاد اشیا کا سبب ہی پس دوام اور انتظام بھی

اوسی پر بستنی ہو سکتی ہین بیت بل بے ای عشق کن سال تو ہر دم نوی ✤ شیری فرمان کے
تابع ہین ہر اک پیر و جوان ✤ اگر خدا تعالی چاہیگا تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین آویگی
تیسواں لمعہ فضیلتون کے حاصل کرنے مین حکمت کے بیچ مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتونکی
جو کمالات کی طرف پہونچاتی ہے یا طبیعت ہے یا صناعت اول جیسی حرکت نطفے کی اطوار مختلفہ مین
یہان تک کہ کمال حیوانی کو پہونچاتی ثانی جیسی حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہان تک کہ کمال
تخت کو ملاوے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر مقدم ہے کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادہ انسانی کے
مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہے بخلاف صناعت کے اسلیے کہ تعلق اوسکا ارادہ انسانی ہی کر
پس طبیعت گویا صناعت کا اوستاد اور معلم ہے اور جیسی نسبت کمال طبعی کی مبادی علیہ کے ساتھ ہے
ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت ہی ہے پر نسبت اوسکی صناعت سے باعتبار تقدیم فیاضیہ
اسباب کے اور اوسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب ہی ہو سکتی ہے تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر
تقدیر الہی سے مترتب ہے صناعت ہی تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت
کو ہے وہ حاصل ہونا اون کمالات کا ہے جو ارادی اور مشیت سے علاقہ رکھتے ہین مثلاً جب انسان
جانور کی بیضے کو موافق گرمی مین جلیسی چہاتی کی گرمی ہے سوا دی تو بہت ہی بچے ایکبارگی پیدا
ہون کہ برابر اوسکے جانور کے از خود بیٹھنے ہی ایکبارگی پیدا ہونا مشکل ہے جب تمہید اس مقدمے کی
ہو گئی تو اب مین کہتا ہون کہ جب مہذب کرنا اون خلقون کا جن پر نظر اہل فن کی مقصور ہے امر
صناعی ہے تو البتہ اس بات مین طبیعت کا اقتدار اسطور پر کیا چاہیے کہ جو ترتیب وجود مین
مقدم ہو اوسی تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے
تو اوسی معلوم ہو کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا غذا کا ہی اس لیے
کہ جونہین وہ پیدا ہوتا ہے تو دودہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی ہی ہے
کیون کہ اوس خالق نے فرمایا ہے کہ دیئے ہر ایک شخص کو اسکی پیدایش عطا کی پھر اوسی کو
راہ بتائی اور جب قوت اوسکی زیادہ ہونی لگتی ہے تو اوسکے طلب کرنے مین چلانے
اور رونے اور اوسکے مانندون سے توسل ڈھونڈھتا ہے پر اوائل مین بسبب حکم
اجمال کے امور متشاکلہ کے درمیان جیسے ماں اور اوسکے غیر کی صورت ہی امتیاز نہین کر سکتا

پھر جب اوسکی خواہش ظاہری اور باطنی مین جون جون قوت آتی جاتی ہی خیال اوسکا اون
شکلون کو یاد رکھنے جنہین وہ دیکھتا ہی قادر ہوتا اور معاشی کی صورتون کو جو اسکی وسیلے سے
اوسکے دل مین گذرین اونکی درخواست کرتا ہے جیسی خصوصیت ماکی اور اوسکی غیر کی ہی اور اس
قوت کی کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضبی کی اوسمین پیدا ہوتی ہے تا اوسکی وسیلے سے موع
ضرر کا اور مزاحم ومانع کی صورت مین مقصد پانیکے لیے نہایت مقاومت کرے پھر جو اسکی لینے کو
استقلال نہ ہووے تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی امانت سے کمک ڈہونڈہے پھر جب یہ قوت
پوری ہوتی ہے تب نفس ناطقے کا ایک اثر خاص جسکا نام قوت حیا ہے اوسمین ظاہر ہوتا ہے
اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہے درمیان نیک و بد خوبصورت و بدصورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ آہستہ
مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہے پھر جب قوت شہوی اور قوت غضبی شخص معین اوس کمال کو
جو اوسکے لائق ہے پہونچاتی ہے تب وہ قصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہے مثلاً پہلی قوت
بسبب اپنی اور بعضی کے جب اوسکو ایک مرتبہ کمال کی طرف نزدیک کردے تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور شخص کو
پیدا کرے اسلیے کہ بسبب اسکی نوع باقی رہے تب مادہ منی کا اسمین پیدا ہوتا اور خواہش نکاح اور جفتے
جفتی کی کرتا ہی اور دوسری قوت جب اسکی حافظے مین قرار اور مضبوط ہو تب امور ناموافق کو دفع کرنیکے لیے
اور مذہب وملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسات وغیرہ کیواسطے جنکے فائدے انواع کی طرف
رجوع کرنے مین سعی کرتا ہے لیکن تیسری قوت یعنی قوت تمیز جب جزئیات کی درک کرنے سے
مستحکم ہو تب کلیات کا تعقل اور انواع و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہی پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ
اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی پھر ان کمالون کی ظاہر کرنے مین جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی تب قوت
انسان بالفعل ہونے کا آغاز ہے پر اوسکے آگے اسکو انسان کہنا کیسا ہی جیسی کیری کو آم کہنا
اور اسی مرتبہ سکے بیچ ان کمالون مین جنکا تعلق طبیعت کی تدبیر سے ہے منتہی ہوتا ہی اور یہ مرتبہ
تدبیر صناعی کی ابتدا ہی یہانتک کہ اس کمال اصلی کو جو انتھی مراتب انسانی کا ہی اور اسکی تعبیر
مطلع کے درمیان نیابت حق یعنی بادشاہت سے کی ہے پہونچے پس طالب کمال کو لازم ہے
کہ اسی طریق سے تحصیل کمالات مین رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اسکے
سبب ملکہ عفت یعنی پارسائی حاصل ہو پھر قوت غضبی کو تا کہ شجاعت حاصل کرے تس پیچھے

تحصیل قوت تمیز کی کرے یہانتک کہ حکیم کہلاوے پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدایش مین قانون حکمت کے
طریقے سے تربیت پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن اون قوتون کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے
اور شکر اس نعمت عظمی کا اوس حکیم مطلق کی درگاہ مین بجا لاوے اور جو برعکس اسکے پرورش
پائی ہو تو نا امید نہوا چاہیے بلکہ آیندہ اوسکے تدارک مین ہمت مصروف رکھی جانا چاہیے کہ تہذیب
اون لوگون کے جنکی خدائی تائید کی ہے اور بحکم اس آیہ قرآنی کے جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ نے
تجھے گمراہ پایا پس تیری تئین ہدایت کی انھین کمال خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے عمل کسبی
اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہے کوئی شخص فضیلت کمال کے ساتھ مخلوق نہین ہے اور
اوسکے حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہین اگرچہ بسبب تفاوت استعداد کے
کوئی بآسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی
چاہیے یہانتک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو اون کا موں پر جو موجب اوسکی تحصیل کا ہے
اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ اوسکو حاصل ہو یہ صناعت فن طبابت کے ساتھ مشابہت تام رکھتی ہے
کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاجی کا ہے جب تک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اوسکا
بعد زوال کے اور اس فن کے طلب کرنیوالی کا قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرتی ہے بحال اوسکو
حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہ علم حقیقت کے رو سے خود طب روحانی ہے جیسے سابق مذکور ہوا
یہین سے ہے کہ جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو لکھا تھا کہ یہ نامہ طبیب بدنی سے
طبیب روحانی کو پہونچے پس جیسے علم طب کے دو جز ہین ایک احتیاط کرنی صحت کی دوسرا بیماری کو
دور کرنا ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے
دوسری جو دفع رذیلت کے لیے کام آوے پس طالب کو پہلے اون تینون قوتون مین
نظر کرنا لازم ہے جنکا ذکر سابق مذکور ہوا اگر اون سبھونکا احوال اعتدال کے طور پر ہے تو اوسکی
محافظت کی سعی کیا چاہیے اور جو اوس سے منحرف ہو تو اوسکے بدلنے مین کوشش کرے
جب اونکی تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین مقصد سعی بلیغ کرنا
واجب جانے یہانتک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اوسمین مصروف
رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہونچ جائے تو اون لمعہ صحت نفسانی کی محافظت میں

جب روح کو تئین کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اوسکی حفاظت کرنی اور اوس قوت فاضلہ کو اپنے
اختیار مین رکہنا اور اچہے اچہے آدمیون سے صحبت ملاقات رکہنی اور بُری لوگونکی مجلس سے احتراز کرنا
واجب ہے کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خوئین طبیعت مین جلد اثر کر جاتی ہین اسیواسطے حکیمون نے کہا ہے
کہ طبیعت گویا چور ہے یعنی اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لیلیتی ہے اور جیسے بدون کے اختلاط سے اپنے تئین
بچانا واجب ہے اوسی طرح سے اونکی باتون سے بہی خصوصًا اون کلامون سے جنمین اونکے خیال اور
وہم باطل تراش کر اونکو بناوٹ مین رکہتے ہین کیونکہ ویسی ایک مجلس مین بیٹہنا یا ویسی ایک باتکو سننا
اس تہوڑے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اونسے چہوٹنا سوا ایک مدت کی اور بہت سی
تدبیر کے میسر نہین ہوتا اور اکثر یہی کہ یہ صحبت علما و دانشمند کی بہی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہے
اور علم فقہ مین جو مقرر ہوا ہے کہ اون شعرون کا پڑہنا جو بُری باتون پر مشتمل اور اونمین طبیعت کی
رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہے سو اسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسباب
سرور کے جو کچہ شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بہی اسی قسم سے ہے کیونکہ عمل کرنا
اون چیزونکا موجب ہے شہوت پرستی اور بدکاری کا بہید اوسکا یہ ہے کہ پیدایش انسانی مین
بسبب علاقہ بدنی کے روح کو قواے جسمانی کے ساتہ بہی نسبت ہے اور اسباب شہوت
و غضب کے اسمین داخل ہین پہر ہوا و حرص کی طرف رغبت کرنی کیسی ہے جیسے نیچے اوترنا
کہ اوسمین کچہ تکلف نہین اور فضیلت کا قصد کرنا کیسا ہے جیسا بلندی پر چڑہنا پر یہ بدون
محنت شاقہ اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنے بغیر ترک کیے ہوا و حرص جسمانی کی میسر کہان

مصرع ع آسمان سر دری یار و بہت ہے دور ہی ✣ یہین سے ہے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ
والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون سے اور دوزخ
ہوا و حرص اور خواہشون سے جاننا چاہیے کہ دوستونسے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا
ایک انداز موافق کے ساتہ بہتر ہے بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت دائمی کا سبب ہوتا ہے
جیسے اور خلقون کی دو دو طرف ہین ویسے اسکی بہی دو جانب ہین طرف افراط کو جو مسخرہ اور
مسخراپن اور بے غیرتی کہتے ہین اور جانب تفریط کو بیمزگی اور بگاڑ اور پشیمانی پس یہ
دو طرفین مانند اور طرفون کی مذموم ہین اور مرتبہ وسط کا محمود اوسکا نام کشادہ روئی و خوش خوئی

اور ظرافت ہے اوس راس صلح کی نگاہ ور کھنے والی کو خندہ روئی و خوشی خوش طبع اور طرافت کہتے ہین حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اوس عظیم الشان ہونے کی ساتھ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے اور امیر المومنین حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود اوس مرتبہ ولایت کے ہنسی اس مرتبے سے کرتے کہ وے تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات کی تب اون نے کہا یہ وہ شے ہے کہ اسنے تمکو سبکے پیچھے ڈالا سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت کی خلقت مین شق ولایت کا جو موجب جذبہ باطنی اور غلبہ وحدت باقی کا ہے بیشتر تھا اور خلافت واسطہ ظاہری اور ملاحظہ کثرت فانی کے سوا نہین اونکے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہے اسیواسطے چندان شق ثانی کیطرف میلان طبیعت کا نہ تھا بیت موسیا آداب دانان او رہین ٭ دل سجلے او رسینہ بریان او رہین ٭ جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے تو اوسکی حفاظت مین سعی کرے طریق اوسکا اسطور پر ہے کہ اپنے قوہ کو خواہ وے نظری ہون یا عملی اچھے کامون مین معروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنی اپنی کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے سبب سست ہوجاتی یہانتک کہ محل زوال مین پہونچتی ہے اور یہ طریق ریاضت بدنی کے برابر ہے کیونکہ طبیب کو لازم ہے کہ صحت بدنی کی حفاظت کے لیے مراتب سعی مین سے کسی مرتبے کو فروگذاشت نہ کرے یہانتک کہ بدن صحیح اور تندرست ہوکر ہر طرحکی بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیے مشقت کی رو سے زیادہ ہے ریاضت بدنی سے کیونکہ اس ریاضت کے واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت نفسانی کے اسلیے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہے اعراض کرے تو بے شبہہ حماقت و ناوانی سے موصوف ہوتا ہے اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذاے روحانی اور رزق آسمانی ہے محروم رہتا باطن مین کمال انسانی کے مرتبے سے گرجاتا اور ظاہر مین حیوان بیزبان کی مثال دیکھائی دیتا پھر جب غفلت کی نیند سے چونک اوٹھے خواہ اس عالم مین یا اس جہان مین سواے افسوس و پشیمانی کے کچھ اوسکی ہاتھہ نہ لگے جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالی نے فرمایا ہے اوسکے معنے یہ ہین کہ اگر تو دیکھے گنہگارونکو

جس حال مین کہ ہوئی اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیے اور کہین یا پروردگار ہمارے ہمنے
دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنیوالے ہین ہر چند کہ علم و فضل سے
زمانے کا یکتا ہو اور اوسکے عصر مین کوئی اسکا ہمتا نہو چاہیے کہ عجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے
گر نہ پڑے اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے کیونکہ اس عالم تردد مین
ایک سے ایک عالم متبحر اور دانای عصری اور اپنی کبرسنی و کسبکمال کے چھوڑ دینے کا عذر اور سستی اور
ناتوانی کا بہانہ نکرے افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کب تک مستحسن ہے بولا جب تک کہ عیب جہالت کا رہے
اور لازم ہے کہ جو کچھ اوسنے حاصل کیا ہے اوسکے ضبط اور تکرار کرنے و دیکھنے سننے مین کاہلی نکرے کیونکہ
فراموشی علم و ہنر کے حق مین بڑی آفت ہے صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیے کہ اپنے
دل مین سمجھے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہارے جو محل زوال اور مقام انتقال مین ہے اوسکے
پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اوٹھاتے ہین پس دولت حقیقی اور
فضیلت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اوسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے
اپنے اوپر واجب جانے اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح ندے فرض کیا
کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی پھر جب وہ مرگیا تو اوسکے ورثے جو اکثر
اونمین سے اوسکے دشمن بھی سمجھے لے لیتے ہین بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق
دونون جہان مین ہے اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے
تو خدا تیرے تئین چاہے اور ترک کر اون چیزونکو جو آدمیون کے پاس ہین تو وے لوگ
تجکو پیار کرین اور دوسری حدیث مین ہے تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر ہوکے رہ اور اپنے تئین
قبر کے رہنے ہارون مین سے گن ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جو کوئی دن کاٹنے پر
قادر ہو چاہیے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اسلیے کہ اوسکی نہایت نہین اور اوسکے
ڈھونڈھنے والے کو بہت سی آفتین پہونچتی ہین اور کہا ہے کہ اسباب دنیاوی سے غرض
دفع احتیاج کے سوا نہین جیسے بھوکھ اور پیاس اور آفت بدنی سے بچانا اوسکی لذت
مقصود ہے بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہے جو میانہ روی کی چال سے ہاتھ آتی ہے پس معلوم ہوا
کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہے لذت اور صحت دونون کا اور اوسکی خواہش مین مشغول

دونون سے گم کرنیکا سلیمان ابن داؤد علی نبینا وعلیہما الصلوۃ کے صحیفے مین لکھا ہی کہ دنیا کے
اورمیان طلب زیادتی کی نکرو اسلیے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا
پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی اور اوسکو سوا اسکے
کچھہ اور فائدہ نہین ہو سکے کہ یہ چیز میری ہی اور جسکے گھر مین اوقات بسر کیکا خرچ نہو تو مقدار حاجت سے
تجاوز نکرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے اور چاہیے کہ کسی وجہ سے شہوت وغضب کو
اپنے اوپر غالب نکرے اور تحریک اوسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نرکھے بلکہ عقل
مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئین اون آدمیون کے برابر نکرے
جو اپنے دل مین اوس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً اونکو
پہونچی ہو پھر اوسکے سبب اوسی طور سے ایک لذت ایسی اور اوٹھائے جو وہ سبب دوسری
اور شہوت یا غضب کا ہو پھر اسی وضع سے اپنے تئین ایسے وبال سے گرفتار رکھین اگر اس
چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اوس شخص کے حال سے شبیہہ ہی جو اپنی جال سے بلا مین مقید
ہو جاے پھر اوس سے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر
اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اوسکے وقت مین
عقل کی مصلحت سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہو تا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے
مرتبے کو پہونچے اور لازم ہی کہ کھانے بولنے کام کرنے بیٹھنے اوٹھنے چال چلن مین پہلے
سوچ لے تا عادت انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہی اور عقل کا اوس سے سرزد نہو
احیاناً اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام جو اوسکے مقصد کے برعکس ہی اوس سے ہو گیا
تو اپنے تئین ندامت مین اس وضع سے ڈالی جو اوسکی عبرت کا موجب ہو جیسے اوسنے
ایسے کھانے پینے کی جرات کی جس سے پرہیز کرنا عقل کی رو سے واجب ہی تو اسکی سزا
اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اوسکی خواہش نکرے بلکہ روزہ رکھے اور
اپنے تئین اس قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اوس سے
بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الرغم اوسکے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بہ سبب صدور امر
نا ملائم کے اوس سے چیکا ہو رہے اور غصے کو بیجا یا کرے یا کچھہ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی

ہوا اور چشم پوشی نگذری کرے تا بار دیگر مرتکب ایسی حرکت کا نکرے حکیمون کی تواریخ مین منقول ہی
کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاہل کے لیے حکم کیا اسلیے کہ اوس سے کوئی نسل یادگار رہے اور
اوس سے لوگ فائدے حکمت کے اوٹھا دین تب اوسنے ایک ایسی کلہ دراز عورت کو اختیار کیا
کہ ہر کو و مہ کے پاس وہ زبان درازی مین علامۂ عصر اور مشہور تھی اسلیے کہ اسکی صحبت سے
قوت غضبی کو مقہور کرے اور اقلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلا کر پیسا دیتا تا اوسکو
بر ملا زجر و ملامت کرین اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی دریافت کرے چاہیے کہ نیک
کامونکی مشقت سے جو اسکی عادت معہود سے زائد ہین اپنی تادیب کرے غرض اون
کامونکی مشق مین خوگر ہو کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہو یہان تک کہ اونپر قادر ہو
اوسنے خوگر ہو جائے اور بڑے کامون کو اگر وے چھوٹے بھی ہون تو اونکو چھوٹا نجانے
اور اوسنے احتراز کرے تا موجب سستی کا نہو یہین سے ہی کہ شرع کے بعضے اماموں نے
تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہی
اوس معنی کو پیغمبر علیہ السلام کی حدیث سے بھی نقل کیا ہے اور صغائر آہستہ آہستہ باعث
کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا
باعتبار اوس اختلاف کے جو علما کے بیچ ہے اور لازم ہی کہ اپنی پہچان کے سعی کرنے مین مقدور بھر
کوتاہی نکرے اور اوس وجہ کی رو سے جو جالینوس نے کہی ہے کہ ہر کوئی اپنے تئین چاہتا ہی
اور بحکم اوس قول کے جسکے معنے یہ ہین کہ دوستی ہر ایک شی کی بتجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہی نہ
اپنے عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائے عیب سے پس مناسب یہ ہی کہ دوستی کسی دانا کی
اختیار کرے اور بعد اسکے کہ جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخاست کا مضبوط ہو
تب اسکو اپنے عیبون کے اطلاع کر دینے کی تکلیف دے اور اس بات مین بہت سا مبالغہ
اور الحاح کرے ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھہ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہو بلکہ پوچھنے مین
اور بھی اصرار کرے پھر اگر اوسنے کسی عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بلکہ خوش ہو
امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے مطابق جسکا مضمون یہ ہی کہ جسنے میرے
عیبونسے مجکو واقف کر دیا خدا اسپر رحمت بھیجے وسے اپنے حق مین احسان سمجھے اور شکر اوسکا

اپنے اوپر واجب جانے اور اونکے چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اوسکا مقصد بر نہاوے
تو دشمنون سے التماس کرنا واجب ہی کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اوسکے
افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہی پس اسی طریقے سے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہی پھر ایسا کرے
جو کسی طور سے اپنے خلل راہ نپاوے یہی معنے ہین اوسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین کہا ہی
کہ نیکون کو دشمنون سے نفع حاصل ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہی کہ مین نے
بے ادبون سے ادب سیکھا اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ فضیلت کے طلب کرنیوالے کو
چاہیے کہ اپنے آشناؤن کے احوال کو آئینے کے مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خو خوار کی
صورت اوسمین دیکھ لے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے کیونکہ نفس انسانی جسطرح غیر کی برائیون پر
جلد واقف ہوجاتا ہے اسطرح اپنی بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا دسوان لمعہ امراض نفسانی کے
معالجہ کرنے مین جیسے طب جسمانی مین مقرر ہی کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے
اختیار کرنے سے ہو سکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو اوسکی ضد ہی مندفع ہوتی ہی
طب نفسانی مین بھی یہ قاعدہ جاری ہی اور جب کہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتون کی آٹھہ ہین چنانچہ سابق
گذرین پس رذائل کو اوس اصطلاح کی رو سے جو کہتے ہین کہ وہ ضدادین دونون موجودونکا
نام ہی جنکے درمیان تفاوت اوس مرتبے سے ہو کہ کبھی دو اکٹھے نہو سکین اضداد فضائل کے
نہ کہہ سکیے لیکن باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اونھین دونون پر مخصوص نہین اور طب نفسانی کی
اصل یہ ہی کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر شناخت اسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہی اور اوسکی
علامت کیا پھر دریافت کرنا اوسکا کہ اس مرض کی دوا کسطور سے کیا چاہیے اور جب کہ قواے
انسانی کی تین نوع ہین قوت تمیز قوت غضب قوت شہوت تو اونکا منحرف ہونا حد اعتدال سے
کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے ہی یعنی زیادتی کرنی اعتدال کی حد سے یا اوس حد سے
نقصان کرنا پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہ سے ہو سکتی ہین افراط یا تفریط یا رداءت کیفیت
اما افراط قوت تمیز کا باعتبار شوق نظری یا بنظر شوق عملی کے ہوتا ہی اول جیسے کامون کی حد سے تجاوز
کرنا اور بحث و مناظرے مین مبالغہ کرنا اور ہر محل شبہہ کا نشانہ اوسکا سفسطہ بیجا ہی اور ان لوگون کے
معرفت مین جو لذت یقین ہے محروم رہتے ہین اسے عدم توفیق کہتے ہین اور سبب اوسکے حاصل یقین سے

رہجاتے پر دوسری قسم اگر اسو جزوی مین ہو اسکا نام کربزی ہی یعنے خلاف حکمت اور جو امور کلی مین ہوا سے
وہا گئے ہین یعنے اندازے سے زیادہ عقلمندی اور تفریط قوت نظری کی حمق ہی یعنے سستی فکر کی اور
بلاوت ہی اور قوت عملی کی بلاہت ہی غرض وہ قصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے عملیات مین ہو
یا علیات مین آثار ردائت اس قوت کی ہے جیسے شوق ان عملون کا کرنا جو نتیجے کمال حقیقی کے
نہین دیتے زیادہ اسقدر سے جو ممد تحصیل یقین کا ہو چنانچہ علم جدل اور خلاف اور سفسطی کا یعنے
بحث کرنیکا بے زیادہ اس سے کہ تحصیل یقین کا ہو اور جیسے علم جادوگری رمالی بازیگری کا اسلیے
کہ سبب انکی غرض اصلی کے رتبے سے رہجاتا ہی اما قوت غضبی کا افراط ہے جیسے بہت غصہ کرنا اور انتقام کے
پیچھے پڑجانا اور آتش خشم کو مرتبۂ اعتدال سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اوسکی جیسے بیغیرتی اور بزدلی ہی
پر ردائت اس قوت کی کیسی ہے جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا چارپایون یا لڑکون یا اون لوگون پر
جو اونکے تابعداری مین غصے ہونا یا بیوجہ خفگی کرنی پر قوت شہوی کا افراط ہے جیسے کھانے پینے پر
زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی ایسی جو استحسان عقلی سے خارج ہو اور
تفریط اسکی یہ ہے کہ جسقدر کھانا پینا ضروری ہی اوسمین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا ارادہ جس سے
بقائے نسل منظور ہی نہ کرنا اسکا نام خمود شہوت ہی یعنے شہوت کو بجھانا پر ردائت اس قوت کی
جیسے مٹی اور کوئلے کھانیکی بھوکھ ہونی اور شہوت رانی مردونکے ساتھ کرنی غرض شہوت رانی
اس وضع کی کہ عقل کے نزدیک برا ہو اور بے سبب امراض بسیط کے جنس ہین اور اونکے تحت میں
بہت سے انواع مندرج ہین پھر اونکے آپس کے ملنے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین
اونمین سے بعضون کو مہلک کہتے ہین اسلیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہین
جیسے حیرت نادانی غصہ ورمی بزدلی غمگینی حسد انتظاری عشق اور بیکاری ہی اور جب کہ تاثیر
اون بیمار یونکی بہت ہی تو معالجہ اونکا ضرور لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام مین ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
اور جبکہ بدن اور روح کے درمیان ازبسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہی چنانچہ اونکے کسی مین جو
کیفیت پیدا ہو دوسرے مین بھی سرایت کرتی ہے پس سوچنا چاہیے کہ بسبب اس کیفیت
سو یہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے سوء مزاجی یا بدترکیبی تو دوا اوسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور
اور جو علت اوسکی بدکاری کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے اور جیسے مدبیر جسمانی غذا کی

۱۲۲۱

اور دوا کے استعمال کرنے سے ہوسکتی ہی اور کدھی اتفاق ایسا ہوجاتا ہی کہ احتیاج زہر اور
سخت کامون کی طرف ہوتی ہی جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تدبیر نفسانی بھی
اسی روش پر ہی پہلا اپنے اخلاق کو درست کرے اور برے کامون سے اپنے تئین
نیک کامون کے وسیلے سے بچاوے یہ گویا غذا کی قسم سے ہی دوسرے اپنے تئین
کہنے سننے کام کرنے اور سوچنے کی روسے زجر و ملامت مین رکھے یہ گویا دوا کے
طور پر ہی تیسرے ارتکاب کرنا اوسکا جو سوجب ایک ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اوسکا ہی
یہ صورت تشبیہہ رکھتی ہی اوس حالت کے ساتھہ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو چوتھے
عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اون ریاضتون مین مصروف ہونا
جنسے نفس انسانی کو رنج پہونچے یہانتک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمانبردار ہو جاسے یہ
داغ دینے اور قطع کرنے کا شبہہ ہی یہ طریق معالجے کا ہی اجمال کی وجہ سے پر تفصیل کی
وجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اون تینون قوتون سے علاقہ رکھتے ہین ہوگا
تا اور مرضون کا قیاس اونپر کرین پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہین لیکن بخوف تطویل
تین قسم کی ہین ایک حیرت دوسری جہل بسیط تیسری جہل مرکب پہلی نوع افراط کی
قسم سے دوسری نوع تفریط کی تیسری رداءت کیفیت کی قسم سے ہی لیکن
علاج حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلین ایک مطلب کی آپسمین متعارض ہون اور وہ مطلب
خفی ہو مثلاً نفس انسانی اوسکے دونون طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو تو چاہیے
پہلے اس بدیہیہ کو سوچے کہ دونون نقیضونکا ماننا اور اونکا اوٹھہ جانا محال ہی جب اوسے
یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفون مین سے ایک طرف
حق ہوگی اور دوسری جانب باطل پھر اوس مطلب کے مناسب مقدمون مین بطور
قوانین منطقی کے تفتیش کرے اور اس تفتیش مین احتیاط کی شرطین اچھی طرح سے
ملحوظ رکھے یہان تک کہ حق باطل سے علیحدہ ہو اور وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاے
علاج جہل بسیط کا وہ عبادت ہی نادانی سے بدلے اعتقاد کے علم کے اپنے شان مین
پیدا کید لیکن یہ بد نہین ہی بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہی کیونکہ اگر وہ عالم ہی یا اپنے شان مین اعتقاد

علم کا کرتا ہو تو سیہ نا محال لیکن اوس مرتبے مین رہنا بد ہی اور شرع و عقل کی رو سے اوسکو
ملامت کرنا۔ اسبب علاج اوسکا یہ کہ وہ انسان اور دوسرے حیوانون کے احوال مین تامل
کرے تا اوسے یقین ہو کہ اونپر فضیلت آدمیون کی باعتبار علم و تمیز کی ہی اور روے نادان
جو نیور علم کمالی ہین حقیقت مین گونگے جانورون کی مثال ہین بلکہ اونسے بھی بدتر چنانچہ مطلع کی درمیان
ظاہر ہو چکا اسواسطے اون فضلا کی محفل مین جو میدان کمال کے شاہسوار ہین جب حاضر ہون
تو اونسے گفتگو کرنے کی کچھ راہ نپاسے اور حیوان بے زبان کے مانند منھ دیکھا رہجاے
بس سوچا چاہیے کہ وسے آپسمین جو باتین کیا کرتے ہین سو جانورونکی آوازسے مناسبت رکھتی ہین نہ
آدمی کے کلام سے اسلیے کہ انکی باتین اگر نطق انسانی کے شمار مین ہوتین تو ان علما کے
مجمع مین جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری ہین رواج پاتین بلکہ اونھین آدمی کہنا کیسا ہی
جیسے گیہون کے جو کو گیہون اور انگور خام کو انگور کہنا اور تھوڑے تامل سے ظاہر ہوتا ہی کہ
کہ اتنے گونگے جانور بسبب پیدایش کے اپنے کمال نوعی کے پہونچنے کے لیے قوا اور آلات
جسمانی کو مصروف رکھتے اور اس راہ راست جس سے اوسکی نہایت کو پہونچتے ہین منحرف
نہین ہوتے بخلاف اس نادان کے جو بھلے برے کی پہچان سے غافل ہی اور اپنے
ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدایش کے خلاف مقتضی مین صرف کرتا اور تحصیل کمال کی
سیدھی راہ سے جو خاصہ نوع انسانی کا ہی باز رہتا ہی پس یہ جاہل بے شبہ ان حیوانون سے
بدتر ہی پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہو کہ اس مرتبے سے
بھی وہ فروتر ہی کیونکہ اسنے بسبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلی علیین کے رتبے سے
اسفل السافلین مین ڈال دیا ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ اگر بینا اور نابینا دونو کنوے مین گر پڑین
تو گنتی مین دونون شریک ہین پر اندھا بسبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہی اور
بینا بسبب تقصیر کے عقل کے نزدیک مستحق ملامت و عتاب کا ہوتا ہی چنانچہ عرفی شعر مین کہا ہی
مضمون اسکا یہ ہی بیت مین نہین دیکھتا ہون انسان مین ٭ عیب جیسا ہی نقص قادر کا ٭
اور اہل نقل و علم کے اتفاق سے ثابت ہوا ہی کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہو سکتی
اسیواسطے حضرت حق سبحانہ تعالی نے کتاب اعجاز نصاب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی

دعا مانگنے کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہی کہو اے محمد کہ اے میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر
اور جب عائشہ صدیقہ نے حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کس چیز کے
سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب اور حضرت مصطفی علیہ السلام نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب منزلت ہر طرح کی
بندگی کے سبب پیدا کرتے ہین پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے اونکے مرتبے اور قرب سے
بھی سبقت کر اور حدیث مین آیا ہی کہ آدمی عالم یا متعلم ہی اور باقی گوبر کے کیڑے ایک صحابی نے
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہی فرمایا کہ علم پھر اوسنے یہی
سوال کیا تو یہی جواب ارشاد ہوا یہان تک کہ اوسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا
تب اوسنے عرض کی کہ مین عمل سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا
عمل بہتر ہی بہت عمل سے جو جہالت کے ساتھ ہو علاج جہل مرکب کا حقیقت اوسکی اعتقاد کرنا
اون باتون کا ہی جو مطابق واقع کے ہین اور یہ بے شبہہ مستلزم ہی اپنے عالم ہونیکے اعتقاد کا
باوجود کہ وہ عالم نہین یا جیسا وہ نادان ہی پر نہین جانتا کہ نادان ہی اسیواسطے اوسکو جہل مرکب
کہتے ہین اور جیسے اطبای بدنی بعضے امراض تو انکے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین
اطبای روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے لاچار ہین کیونکہ جب کوئی اپنے تئین
عالم اعتقاد کرتا ہی پھر علم کی طلب اور اوسکا حاصل کرنا کیونکر اوس سے متصور ہو چنانچہ حضرت
عیسی علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا کر سکتا ہون
پر احمق کے علاج سے لاچار ہون لیکن جو علاج کہ فی الجملہ شبہہ متصور اوس سے متوقع ہو سو
علوم ریاضی کا اشتغال ہی کیونکہ اوس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا ہی
اور وہم کی مداخلت چندان اوسمین نہین جیسے علم ہندسہ اور حساب اور مانند اوسکے تا طبیعت
اوسکی لذت یقین کی پاوے پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے اور راستی کی
چین اور لذت نپاوے اور اپنے خلل سے واقف ہو جہل اوسکا بسیط ہو جاتا ہی اور فضیلت
حاصل کرنیکی استعداد اوسمین پیدا ہوتی ہی پر قوت غضب کی بیماریان اگرچہ بیشمار ہین لیکن
سخت تر اونمین سے تین نوع کی ہین ایک غصہ دوسرے نامردی تیسری [illegible] پہلی قسم

افراط کی جہت سے دوسرے تفریط کی تیسرے سو انوت کیفیت کی سبب ہی علاج غضب کا
غضب وہ ایک کیفیت نفسانی ہی بسبب اوسکے روح اور خون جو سواری اوسکی ہی جوش و خروش مین
آتے ہین سبب اوسکا خواہش انتقام کی ہی پھر جب وہ کیفیت زیادہ زور کرتی ہی تو وہ جوش
خروش اوسکا اور بھی بڑھ جاتا ہی یہانتک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہین اوسکی
آتش خشم کے دھوئین سے بھر جاتی ہین اور تاریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی اور
تمام کام اسکے برخلاف عقل کے ہو جاتے ہین حکیمون نے تمثیل انسان کی اوس حالت مین
اوسکے ساتھ دی ہی کہ جیسے آگ سے بھرے ہوئے ایک غار مین کوئی پڑا ہی اور دھوئین کی
تندی سے کچھہ دکھائی نہین دیتا ایسے وقت مین علاج اوسکا مشکل ہی کیونکہ اسحالت مین
اوسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت کرین تو اور بھی اوسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو
لیکن اسصورت مین اوسے لازم ہی کہ وضع بدل ڈالے یعنے اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھہ جاے
اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ جاے علی ہذ القیاس تاکہ غصہ اوسکا فرو ہو اور اوسکو نافع
اور ٹھنڈا پانی پینا اوسکو مفید ہی اگر کچھہ خوف نہو اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق
وضو کرنا سو جانا شیطان سے اوسکو نافع ہی اور غصہ ہونے مین سبکے مزاج برابر نہین کیونکہ
بعضونکے غصے کی آگ ہرتال کے مثال ایک چنگاری سے سلگ جاتی ہی اور بعضون کی
روغن دار چیز کے برابر شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی اور بعضون کی سوکھی لکڑی کے
مانند پھونک پھانک کی طرف اور بعضون کی بہت دیر سے مشتعل ہوتی ہی پر یہ فرق بسبب
عجز و نامردی کے نہین بلکہ علم شافی اور دور اندیشی کے باعث ہی اور تفاوت ان مرتبونکا
باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہی بعد اسکے جب غصے کے اسباب پورے ہوا کرین تب وے
سب درجے برابر ہین بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت بلا ہوتا ہی اسلیے کہ اوسکے غصے کے ظاہر
ہونیکا واسطہ کسی سبب قوی کی جہت ہوگا اسیواسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے تئین بچائیو اور حضرت کی حدیث مین ہی کہ فرزند آدم
کئی قسم ہین بعضے ایسے ہین کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد بجھہ جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے
جلد بجھہ جاتے ہین اور بعضے وے ہین کہ بدیر خفا ہوتے اور بدیر ٹھنڈے ہوتے ہین

اور بعضے ایسے ہین کہ جلد غصے ہوتے اور دیر سے تسکین مین آتے ہین پر اونمین سے دوسرے
درجے کا سب سے بہتر ہی اور سب کا برا اخیر مرتبے کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جب کہ
غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہی تو بادشاہ کو لازم ہی کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر حکم عقوبت کا
نکرے اسواسطے کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاوے اور اوسکے دل مین خوشی
حاصل ہو یہین سے ہی کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ
اوسے پکڑ کر درہ شرعی مارین کہ اوسنے گالی دی وہین امیر المومنین نے اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا
کہ اب اسے اگر تازیانہ مارون تو اپنی تسکین خاطر کے لیے اوسکو دکھ دون نہ خدا کے لیے ایک دن
تقصیر مندون مین سے کسیکو عمر ابن عبد العزیز کے حضور لائے اوسنے سخت درشت باتین کہین تب
فرمایا کہ اگر میرے تئین اسوقت غصہ ہوتا مین تجھے عقوبت کرتا اور اسباب غضب کے دس ہین عجب
افتخار مراء لجاج مزاح تکبر استہزا غدر ضیم منافسہ اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو عارض
ہوتے ہین سات ہین ندامت ترتب دنیا و آخرت کی مکافات دوستون کی دشمنی استہزا بدنیا کی
شماتت اعدا کی تغیر مزاج کا تألم درسان حال لیکن حقیقت کے روسے دیوانی کا غصہ ایک ساعت کے
سوا نہین جیسے حکیمون نے کہا ہے کیونکہ ہر آئینہ غصہ ور کا مزاج اعتدال صحیح سے بہت حرارت
کیطرف مائل ہی پھر اگر یہ مزاج دیر پائی کرے جنون بھی پیدا ہو چنانچہ قوانین طبی کے واقف کار
اوسے جانتے ہین یہین سے ہی کہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ گرم مزاجی ایک
نوع کا جنون ہی اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی ہو تو وہ علامت ہی استحکام جنون کی اور کبھی
ایسا ہوتا ہی کہ روح خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہی اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہی خالی
رہجاتا ہی اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہونچتی ہی منقطع ہو جاتی ہی بسبب اسکے کہ حرارت
غضبی کی تپش جوہر روح مین پہونچ جاتی ہی اور بخار اوسکا دخان ہو جاتا ہی غرض اس نوع کی
حالتونمین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہی یا اخلاط اوس شخص کے سوخت ہوسکتے ہین اور
وہی امراض ردیہ جو موری ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہین اسیواسطے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق مین کچھ نصیحت
کیجیے بات فرمایئے اوسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اقتصار کیا اصحاب مین سے

ایک صحابی پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہی فرمایا کہ نیک خوئی پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا پھر بائین طرف آکر پوچھا تو یہی جواب سنا اسی طرح سے پیچھے جاکر سوال کیا فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہی کہ دین وہ ہی کہ تو غصے سے باز رہی اور کلام مجید مین ہی جو کوئی غصے کو پی جاے اور آدمیون کی خطا سے درگذرے علاج غضب کا اور بیماریونکی مثال دفع موجب سے ہو سکتی ہی پس اگر سبب اوسکا پندار ہو وہ ایک گمان کاذب ہی اپنے حق مین اوس مرتبے کا جسکا مستحق وہ فی الواقع نہین ہی اوسکے دور کرنے کا طریق یہ ہی کہ اپنے عیبونکو دھیان کرے اور اپنے تئین غضب مین ڈالے پھر اوسکے ساتھ اورون کے کمال کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال کو دیکھے تو جس کمال کا سزاوار ہی نا ہر ہو کیونکہ حضرت حق سبحانہ تعالی نے موجودات کی ہر ایک شے کو بموجب اوسکی استعداد کے اپنے خاص اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے معین کیا ہی اوسمین کسیکی شرکت نہین اور اس عالم نظام کے بیچ ہر شخص کو اوسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت فرمائی مصرعہ اس ملک مین طاؤس سا ہی کام مین ہر ایک مگس ✤ اور جو سبب اوسکا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہی پس اگر مال ہو تو دانا اون کو معلوم ہی کہ جو چیز لوٹ اور چھنے اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ سبب افتخار کا کسطرح ہو سکتی ہی اور جو خوبصورتی ہو تو ظاہر ہی کہ جو چیز تھوڑے عارضے سے زائل ہوتی ہی عقلا کے افتخار کا موجب کیونکر ہو گی بیت مغرور مت ہو ہرگز مال و جمال سے ہان ✤ اک شب مین اوسکو لے مین اور اسکو ایک تپ مین ✤ اور اگر نسب ہی تو وہ آبا اجداد کی شرافت کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اوسکا شگفتہ ہو اوس سے کہے کہ تو اس شرافت کا جو دعوی کرتا ہی وہ فی الحقیقت میری ہی اس سے کیا بزرگی تیری ہی جو تو فخر کرتا ہی تو وہ بے شبہ لاجواب ہو جائیگا اور شاید کہ فضلاے زمانہ سے کسیکے ساتھ باپ اوسکا درجہ مساوات کا رکھتا تھا اسلیے شرافت اوسکی طرف عائد ہوئی پس کیونکر اوسکے ساتھ نسبت رکھتی اوس فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہو سکیگی یہ خصلت ناقصون کی ہی کہ باپ کی شرافت کے اوپر بغیر وجود دعوا فوقیت کا علما پر اسطور سے رکھتے ہین کہ گویا اپنے باپ سے بھی کچھ زیادہ ہین فرض کیا کہ وے اونسے کمتر ہین تو تھوڑی بزرگی کے سبب

جو ایک شخص کی ذات مین ہو اشرف ہو سکتا ہو اون بہت بزرگیون سے جو اوسکے غیر مین ہین اور اسی
خیال باطل کے سبب اپنے تئین عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہین
چنانچہ عزلی شعر مین کہا ہو اوسکے معنے یے ہین کہ بیت اگر تو فخر آبا کا کرے ہو وے تو گندے
ہین ✦ ولیکن یہ بہت بد ہو کہ تو اونسے ہوا پیدا ✦ اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو
مکارم اخلاق کے تتمہ مین ارشاد کیا مضمون اوسکا یہ ہو کہ تم اپنے نسب کی باتین پیشتر نہ لاؤ بلکہ اپنے
اعمال کی گفتگو کرو اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہو معنے اوسکے یے مین قطعہ
مین بیٹا ہون اپنا مری ہو کنیت ✦ ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا ✦ جوان ہو وہی جو کہے
ہان کہ مین ہون ✦ نہ وہ ہو جو بولے کہ تہا باپ میرا ✦ نقل ہو کہ یونان کے رئیسون مین سے
ایک شخص نے ایک غلام دانا پر اظہار فخر کیا غلام بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہ لباس فاخرہ ہو
جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہو تو وہ اس کپڑے مین ہو اور جو یہ گھوڑا تیرے قدم ہو جسپر تو سوار ہو
تو یہ بزرگی تیری نہین اور اگر فضیلت پدری ہو تجھے اوس سے کیا حاصل جبکہ ان فضیلتون مین
سے کچھہ تیری نہین پس اگر تجھسے اپنی اپنی شرافت لے لین بلکہ جسوقت تیری طرف عائد
بھی نہین تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہین پھر اس سے تیری کیا شرافت ہوگی اور روایت ہو
کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال ومتاع دنیا دی کے سبب اپنے تئین
کھینچتا اور فخر کرتا اتفاقاً حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی دا ہنے بائین دیکھہ والھہ کے اوس
دولتمند کے منھہ پر تھوکا حاضران مجلس اوسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال یہی ہو
کہ نامعقول جگہہ مین تھوکیے بیٹھے جیتا ادھر ادھر دیکھا کوئی مکان اوسکے منھہ سے بڑا دانی کے
عیب سے صورت انسانی اوسکی مسخ ہو گئی ہو خراب بنایا اور اس فقیر نے بعضے اوستادون سے
خدا انپر رحمت بھیجے سنا ہو کہ پارس کی اطراف مین ایک دنیا دار مال ومتاع اور دولت فانی کے
سبب مغرور و مسرور تھا ایکدن کسی ولی کے پاس گیا جب اوسنے مر لینے سے فراغت کی
اور اوسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ اس گدھے کو یہان سے نکال دے
اور یہان تک غصے ہوا کہ وہ دنیا دار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوئے خادم نے استفسار کیا
بولے کہ مینے سوا ے شکل حماری کے اسکی صورت سے مشاہدہ نہ کیا پر مرار اور لجاج

جو عبارت جنگ وجدل سے ہی وہ علاقہ الفت کے سبب زائل ہونے کا اور رابطہ وحدت کے
ٹوٹنے کا موجب ہین اسلیے کہ مخالفت ضد ہی موافقت کی اور بسبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور
فتح مندی ہی سلسلہ انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بناے اتحاد کے گرجانیکا شبہہ ہی اسواسطے
کہ قوام کثرت تمہاری وحدت سے منوط و مربوط ہی پس یہ دونون خصلتین جہان کے بند و بست کے
اوٹھا دینے کا جو بڑا مفسدہ ہی سبب ہوتی ہین پر تکبر وہ قریب عجب کے ہی اور فرق انکے درمیان
یہ ہی کہ عجب اوس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی شان مین ہی جو حقیقت کی روسے اوس مین نہین
اور تکبر اسی کمال کا دعوی کرنا اورون کے ساتھہ اگرچہ وہ اوسکا معتقد نہو علاج اوسکا اس طور سے
ہی کہ سوچے مین کہان سے پیدا ہوا ہون اور حقیقت میری کیا جو شخص دو مرتبہ پیشاب کی راہ سے
نکلا ہو کسطرح وہ سزاوار کبر وغرور کے ہی جب یقین اوسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے
اپنی روح کو صحیح تندرست رکھے اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ آدمی کو غرور کرنا کیا
کیا لائق ہی اسلیے کہ اول اوسکا غلیظ نطفہ اور آخر بدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا ڈھونے والا
اور حدیث قدسی مین ہی کہ تکبر میری چادر اور بڑائی میری ازار پس جو کہ ان دونون کے لیے
جھگڑے اوسکو دوزخ مین ڈالونگا اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ حشر کے میدان مین تکبر کرنیوالون کو
چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوین حقیقت اوسکی یہ ہی کہ سواے غنی مطلق کے جسکے
دامن جلال مین کسیطرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی اور وجود جمیع ممکنات کا اوسکے
انوار وجود کا پرتو اور اوسکے دریاے بخشش کا قطرہ ہی کوئی لیاقت تکبر کی نہین رکھتا اسلیے
کہ تکبر و احتیاج مین منافات ظاہر ہی بیت کبر بد ہی اور گدا سے زشت تر [illegible] جیسے جاڑونمین
کرین جامے کو تر [illegible] پر استہزا اونا آدمیونکا شیوہ ہی اور بڑے لوگون کے دل لینے کے
لیے اور اونکے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے یہ چال اختیار کرتے ہین اور
جو کیکو فضیلت و ہنر ہو اور وہ آزاد ہو تو وہ [illegible] جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے
بلکہ اپنے ہنر و فضیلت سے اونکے پاس عز [illegible] کرے حدیث مین آیا ہی کہ روز قیامت میں
[illegible] لون کو بہشت کے دروازے پر بلا [illegible] جب وے وہان پہونچین در کو بند کرلین
پھر دوسرے دروازے سے بلا دین جبو [illegible] وہان جائین وہین دروازے موند [illegible]

اسیطرح سے اونکے ساتھ بھی سلوک اختیار اور برتھے کیصورت پر اونھین عذاب کرین لیکن عذر ذو دولت اور دغا
اور اوسکے غیر مین ہوتا ہی پر اوسکی سب قسمون کا موجب خیانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد اور بد و نکی
بدی ہی اور کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو اخلاق منافقین
سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے دن فریب دینیوالونکا ایک نشان ہوگا کہ اوس سے سب لوگ
اونکے فریب پر مطلع ہونگے یہ خلق ترکونمین بہت ہوتا ہی اور وفا جو ضد اوسکی ہی روم اور حبش کے
بیچ اکثر ہی صبیم وہ عبارت ہی کسیکو تکلیف دینے سے انتقام کے لیے کہ وہ تحمل ظلم کا کرے برائی اوسکی
ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم ہوتی ہی عاقل کو چاہیے کہ انتقام لینے پر اقدام نکرے جبتک
یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن یہ بہت سوچ اور فکر تردد اور قوت حلم کے حاصل
ہونے سے ہو سکتی ہی بلکہ بخش ہی دینا بہتر ہی اسواسطے کہ بسبب اسکے دشمن دوست ہو جاوے
اور طوق شرمندگی کا اوسکی گردنمین پڑے کیونکہ اہل غیرت عدو کے بخشش دینے کو باوجود اسکے
کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت و ناگوار جانتے ہین چنانچہ عربی مثل مین کہا ہی معنے
اوسکے یہ ہین کہ دشمنون کا عفو سخت تر ہی دوستونکے ظلم سے اور منافست وہ دم بھرتا ہی
اوس نفیس چیزون کے طلب کرنے مین جو شامل ہین کتنے خطرون پر لیکن بادشاہون اور
اہل دول کو اوس سے احتراز کرنا بہتر ہی پھر ہمارا اختیار کیا چلتا کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے
مین نفیس جوہر ہو اوسکے تلف ہو جانے سے امین نہین رہ سکتا ظاہر ہی کہ گردش آسمانی
اور انقلاب زمانی کے سبب بہت سے ہیر پھیر اور اولٹ پلٹ دنیا کے کارخانے ہوتے
ہین کیونکہ خیاط روزگار ممکنات کے لباس بلیغ کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہی پھر فتنہ
و فساد کی کھونچ کھا کر نہ سے پھاڑ کر آتش فنا مین جلا دیتا ہی اور نقاش قضا جس ترکیب
کی صورت کو اجزاے عنصری سے بناتا پھر ہاون فلکی مین کوٹ کر اوس مادے سے
دوسری ترکیب تیار کرتا چنانچہ آیہ قرآنی مین آیا ہی معنے اوسکے یہ ہین کہ عادت خدا کی
وہ چیز ہی کہ تحقیق آگے گذری اور کبھی خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نپاویگا اور جب بادشاہ
اون نفایس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا ہو کھو دے تو بے شبہہ آثار غم و الم
اوسکے صفحۂ خاطر مین زیادہ اوس خوشی کے مرتبون سے پیدا ہون جو اوسکے ہاتھہ آنے سے

حاصل ہوے تھے چنانچہ نقل ہے کہ ایک بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور بڑے بڑے کاریگرون نے
اوسے چھیل کر کے گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اوسکی صفائی کے
آگے آب وتاب جواہر کی بے آب تھی اور دیکھنیوالے اوسکی شادابی سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے
پادشاہ کے حضور بطریق تحفے کے لائے پادشاہ نے بہت تامل سے اوسکو ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا
اور اوسکی آنکھونمین دوسرا آفتاب و مہتاب نظر آیا ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین حفاظت مین رکھین
تا وہ جون وقت اوسکے مشاہدے سے دل کو خوش کرے اور بمقتضا اوسکے کہ کون دولتمند ہے
کہ زمانہ اوس سے مکدر نہین کرتا جب حادثہ زمانی نے اپنی عادت کے طور پر اوسکو تلف کر دیا پادشاہ
اسکے سبب بہت دلگیر ہوا یہانتک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبون کی صحبت رعایا کی رفاہ سے
درگذرا اور از بسکہ تاسف سے اپنے یاقوت لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا اور غایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرہ کہربائی پر بہاتا اور آنسو ونکی لڑی لیکر اوسکے سودا کے بازار مین آیا اور اپنی
نقد اوقات کو اوسکے ذکر مین صرف کرنے لگا اسقدر سودا نے اوسکے دماغ بیچ جوش مارا
کہ قبہ بلورین فلک کا اسکے گوہر شب چراغ کے ساتھہ اوسکی آنکھون مین تاریک ہوگیا
لعل باوجود اوس سنگدلی کے اوسکی آتش غم سے موم کی مثال پگھل گیا اور جگر مرجان کا
اوس گران جانی سے خون ہوا خواص و اعیان ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے
بادشاہ کا دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے تھے محروم و نا امید پھرتے آخرالامر عنان ملک داری کا
سلطان کے قبضہ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا جبکہ بادشاہونکا یہ حال ہے
پس زبردستون کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھہ لگے زبردست لوگ اوسکی طمع سے سر اوٹھاوین
اور اوسکے چھیننے کے لیے ہاتھہ بڑھاوین اگر وہ کچھہ چون و چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ
ہدیئے کی صورت مین اپنی جان سے ہاتھہ دھو بیٹھے پس عاقل کس لیے ایسا اختیار کرے
جس سے اسقدر فساد برپا ہون مصرع مین جان جہان کی ہون نہ جہان جان ہے میری ۔
یہی ہے کلام غضب کے اسباب اور اوسکے علاج مین پیچ جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہے
غضب کی دوا اوسکے نزدیک آسان ہے کیونکہ غضب وہ ظلم ہے اور عدالت کی سیدھی راہ سے
بھٹک جاتا ہے اور کسی طرح بہتر نہین جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہین

کہ غضب علامت بڑی جوان مردی کی ہے اور اپنی نادانی سے اوسکو شجاعت جانتے ہیں محض
خیال فاسد ہے اسلیے کہ جو صفات سبب فتنہ وفساد کا ہوے اور جس سے نفی خدا یان متعدد
اور خویش و اقارب نوکر چاکر بلکہ غلام لوگ بگڑ جاتے ہیں وہ کس وجہ سے عقل کے نزدیک
بہتر ہو سکے اسیواسطے پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمیون سے جوان مرد وہ
شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے تئین تھامے اور جب لشکر اسلام غنیمتون سے مراجعت
فرمائی ارشاد کیا کہ مین جہاد اصغر سے پھرا یا جہاد اکبر کی طرف لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر
کیا چیز ہے فرمایا کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھہ لڑنا اور زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ تیرے دشمنون سے
بڑا دشمن تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے دو پہلوے درمیان ہے اگر افراط غضب کے ساتھہ رذالت
کیفیت کی بھی ملجاے تو حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم وجماد کے ساتھہ
جیسے پاس مال ومتاع ہین یہی طریق درپیش کرے اور چارپایون اور کبوتر اور بلی وغیرہ
حیوانات کی مار پیٹ سے اپنی تشفی خاطر چاہے یہان تک کہ اگر قلم کا قط مثلا اوسکی خواہش کے
مطابق نہو یا جلدی کے سبب صندوق یا پٹارے کا قفل اگر کھول نہ سکے تنگی کے مارے اوسکو
توڑ ڈالے اور دیوانون کے مانند بیہودہ گالیون مین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہے
چنانچہ سلف کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جونپور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین
کہ جب کشتی اوسکی دریا کے سفر سے دیر کو پہونچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اوسکے پانی کو
نکال ڈالین اور پہاڑون سے بھر دین اسیطرح سے دریا کی تہدید کرتا اور حکیم ابو علی
مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل کی ہے کہ جب چاندنی رات کو سوتا اور بیمار ہوتا تو چاند کے
اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا اور مہتاب کی ہجو کہتا اکثر ہجو چاند کی شان مین اوس سے مشہور
ہین بیت مہتاب نور بخشی ہی بھونکے ہی سگ پلید ہوگئے کو پوچھہ غصہ تیرا چاند پر ہے کیون ہے غرض ایسی ایسی
حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کا ہین پس جوان اوضاع کو اختیار کرے حماقت ونادانی مین
مشہور ہو یہ خاصیت ناقصون کی ہے جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈہے اور لڑکے اور بیمار ہین اور
جسطرح کیفیات بدنی بالفرض سودی اپنے ضد کی طرف ہوتی ہین اسیطرح جیسے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی کیفیت
بھی رذایل غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت ہے احراری سے ہوا ایک وجہ اونکی ضد ہے

پیدا ہوتی ہے کیونکہ جس کو جب خود شرارت بادشاہان اوسکے غضب کی اگ بھڑکے اور
بیجا ساکا اگر کچھ مال نقصان ہوا ہے دوستون اور ہم نشینون پر جو کسی وجہ سے امیدِ
مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے لیکن غصہ اور بد دوستون کا ناراستی اور ندامت سے
سوا کچھ نہین اور جو صاحب عدالت عقل کی ترازو سے اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ رکھے
اغماض واکرام وعفو وانتقام مین حد اعتدال کو نگاہ رکھے طریق اعتدال پر چلے منقول ہے
کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کی نسبت بدگوئی اور عیب جوئی کرنے لگا حواشیون مین سے
کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اسکو تنبیہ کرین تو اس حرکت سے باز رہے اور اورون کی عبرت کا
موجب ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بات رای صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہے کیونکہ ہمسے ابتک
اوسکو کچھ ایذا نہین پہونچی ہے اور جو شخص کہ اس ماجرا سے واقف ہوا وسکو بد کہے اور جب مین
اسکو دکھ دون تو بے شبہہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے
نزدیک اوسکے لیے جائے عذر ہوگی اور کسی وقت مین باغیون مین سے ایک شخص
بسبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اوسکی لغزش سے درگذرا اور اوسکو
آزاد کیا حضور مین سے ایک شخص نے بہت تشویش کھا کر کہا کہ اگر مین ہوتا اسے مروا ڈالتا
شاہ نے جواب دیا جب مین تجھسا نہین ہون اسواسطے اسکو نہ مارا علاج بزدلی کا وہ چپ
رہنا ہے انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب ہو اور وہ ضد ہے غضب کی اسلیے کہ وہ اسکا ہین
افراط ہے اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت وخواری و
بدزندگی یا اوسکے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور کامون میر کم ثابت رہنا اور سستی
مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب نا امیدی کا ہے بہادرون سے اور ظالم کو اپنے اوپر
قادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی برائیون مین راضی ہونا فضیحت اور گالی سنکر چپ رہنا
اور بغیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے ہچانا پس علاج اس بیماری کا اور مرضون کے
سرا بر ہر قسم سبب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے تئین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنے
اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے ہوسکتا ہر گاہ کہ افراد انسانی مین
غضب مرکوز ہے جب نا شرح ہو تحریک مکرر سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب مین

متواصل ہونے اوس شخص کو استسقا ہوگیا ہر دو طبیب سے پیچ سکے بہتر اور پیش آنا اون آدمیون سے جو
اوسکے کام کو ... اور خفیف کرینمین مبالغہ کرین نافع ہو اسمقام کے مناسب ایک قصہ ہے کہ منصور
بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اوس زمانے کے بڑے بڑے
طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمسے اسکی تدبیر نہین ہوسکتی تب ارکان
دولت کی راے پر ٹھہری کہ محمد ذکریا رازی سے جو رازدان قوانین طب کا ہے تشویت
اور کسیکو اوسکے لانے کے واسطے بھیجا جسوقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے
ڈرنے لگا آدمیون نے اوسکے ہاتھ پاؤن باندھکر کشتی مین ڈال دیا بہر صورت دریا سے پار ہوکر
حضور تک لائے اگرچہ ہر طرحکی تدبیر کرنیمین کچھ قصور نکرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا فرو
سکنجبین نے مقدار اثر بڑھایا صفرا کو جب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ ... بعد اسکے
بادشاہ سے عرض کی کہ ہرچند ... معالجے جسمانی سے کیے پر کچھ فائدہ نہوا اب تدبیر نفسانی
باقی رہی ہے اگر اوس سے آرام ہوا تو بہتر نہین تو کچھ بھروسا نہین دیکھتا ہون یہ کہکر بادشاہ
کو تنہا حمام کے درمیان لیگیا اور کہدیا کہ کوئی یہان نہ آوے آخر جب حمام کی گرمی نے
بادشاہ کے بدنمین تاثیر کی تب ایک چھری نکال کر سامنے آیا اور دشنام مغلظ دینے لگا
اور کہا کہ تو نے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھ پاؤن باندھ کر پانی مین ڈال دین اور بے حرمت کرکے
کوسون کی راہ سے لا دین اب مین اسی چھری سے انتقام اسکا تجھسے لونگا یہ بات سنتے ہی
سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار وہان سے اوچھلا محمد ذکریا نے جلد باہر آکر
ایک پرزے کاغذ مین لکھکر بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو اسمین
لکھا ہے اسی تدبیر سے عمل کرو اور وہین تیز قدم گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا
آخرالامر بادشاہ کی اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی حاصل ہوئی سبب اسکا
یہ ہے کہ مواد بلغمی کو جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کردیا
پھر بادشاہ نے ہرچند اوسے بلوایا پر اوسنے ملاقات نکی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت
سلطانی مین جو بے ادبی کی ہے وہ مصلحت علاج کے لیے تھی شاید بادشاہ کو غصہ اوسکو یاد
آجاوے اور خاطر مبارک مین گرانی آوے تو بادشاہون کے قہر سے کسیطرح جان بر ہونا متصور نہین

ان باتون سے غرض یہ ہے کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ بسبب سردمزاجی کے سست
ہوئی ہو ممکن ہی حکیمون سے بعضا شخص لڑائیون اور خوف کی جگھون مین جاتا اور طوفان کے وقت
کشتی مین جا بیٹھتا اسیلیے کہ خوف وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو علاج خوف کا
وہ عبارت ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو اور نفس انسانی اوسکے
دفع کرنے پر قادر نہو اور نسبت توقع کی اوس شئے کے ساتھہ ہوسکتی ہی جو زمان استقبال مین
ہوسکے پس وہ شئی ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اوسکے فعل کا غیر
لیکن اسصورتمین ڈرنا مقتضا عقل کا نہین پس کسی عاقل کو نچاہیے کہ اونکی کسی صورتمین خوف
کرے اور اگر وہ شئی ضروری ہی اور معلوم ہو کہ دفع اوسکا قدرت بشری کے احاطے سے باہر ہی
تو علاج اوسکا سواے اسکے نہین کہ اسپر راضی ہو اور اوس آفت کو قبول کرے کیونکہ بسبب اوس
حالت کے دین و دنیا کی تدبیرون سے رہجاتا ہے ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہ فساد
پیدا ہو اوسکو شقاوت دارین مین پہونچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اوسکا فعل شخص کا نہو
لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے مین برابر ہی تو ہونے پر یقین کرکے بالفعل
اپنے تئین غم والم مین ڈالنا خلاف راے صواب کے ہی بلکہ اوسے ہونے نہونے پر چھوڑنا
چاہیے یہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کی رو سے قسم اول کے ساتھہ خصوصیت رکھتی ہی لیکن جب
ہونیکا یقین نہین ہی تو اپنے تئین خوف مین نڈالنا اولی ہی اور اگر سبب اوسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی
کہ برے اختیارون سے اجتناب کرے اور اوس کام کا اقدام نکرے جس سے آل اوسکا بد
ہوجاے اسلیے کہ جان بوجھہ کر برائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس
برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہی اور جو چیز ہونے والی ہو اوسکا ہونا کچھہ دور نہین پس
یقیناً اوسپر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہی اوسکے
وجوب کا اور اس صورت مین اوسکے امتناع کا ان دونونکا منشا سمجھہ بوجھہ کا قصور ہی اور جب
خوف کے سببونمین سے موت بہت بڑا سبب ہی تو اوسکو چھوٹا جاننا اور اوس سے پروا
نکرنا مناسب ہی علاج خوف موتکا پہلے سوچا چاہیے کہ موت انسان کی فنای ذاتی نہین اسواسطے
کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا ترشح اور عالم جبروت کے آثار سے ہی اور فنا کو اوسکی بقا کے

میدان مین وجلال ورحیات جاودانی کا اوسکے بوسہ ذات سے پہنچنا ہمیشہ مرتا ہی سبب وجہ کہ ہوا
زندہ عشق سے ہمین ثابت ہی حیات جاودانی ہماری کتاب مین + اور یہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلی
دلیلون سے مستحکم ہو چکا ہی اس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو یہ ہی کہ اگر انسان فرض
کرے کہ اوسکے اعضا مین سے کوئی عضو مثلا ایک انگلی جاتی رہے تو اوسکی انانیت مین کچھ نقصان
نہین ہوتا اسی طرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہانتک کہ تمام عضو اوسکے بدن سے منتفی ہوجاوے
اور نظر تعمق سے مرتبہ ذات مین تامل کرے تو اوسکو محفوظ پاوے جب تمہید اس مقدمہ کی
ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا اسواسطے ہی کہ اوسکی حقیقت کو جانتا نہین اور اوسکے
خیال مین گذرتا ہی کہ مرنا موجب فناے ذاتی کا ہی یا بسبب تصور کرنے اس الم کے جو
موت کی حقیقت مین ہی یا گمان کرتا ہی کہ مرنے مین کچھ اوسکا نقصان ہوتا ہی یا اون احوال کو
سوچتا ہی جو بعد موت کے پیش آئین خواہ اوسکو جیسے عاقبت کے عذاب یا اوسکی اولاد کو
یا اوسے حیرت آجاتی ہی کہ مرنے سے کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اون چیزون کو
دیکھے اور اندیشے کی کسوٹی پر پرکھے تو دو سبب خوف کا ہو نہین سکتے مین پہلی صورت مین
اسواسطے ہی کہ تمہید سے معلوم ہوا کہ حقیقت موت کی عبارت ہی علاقہ نفس انسانی کے چھوٹ
جانے سے جو بدن کے ساتھہ ہی اور آلات بدنی کے رہجانے سے اور دوسری صورت مین
اس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہی اور حیات تعلق نفسانی کا پرتو
اور موت اس تعلق کو اوٹھا دیتی ہی پس حقیقت مین موت اوس الم کے دفع ہونے کا
سبب ہی کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو منعدم ہو گئی پہر خوف کس بات کا
اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی کے آثار کی متمم ہی چنانچہ قدیم حکیمون نے
اوسکی تعریف مین کہا ہی کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہی پس موت اوسکی نہایت
اور تمامی ہوئی پہر اوسمین توہم نقصان کا کرنا قصور عقل ہی مصرعہ شنا نہین کہ موا جو کوئی تمام
ہوا + دانا کو چاہیے کہ طبیعت کے بندی خانے سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے
اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح دے اور اوس کمال کی طرف جو عقل کے
وسیلے سے حاصل ہو قصد کرے اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھ کے

عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے ابیات سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہ صدا ✤ مقام رہنے کا ہرگز نہین ہے یہ دنیا ✤ بنایا عالم علوی مین گھر ہے تیرے لیے ✤ عبث تو دام ہوس کا یہان اسیر ہوا ✤ فرد بتجھے جو دولت وصل اوسکی ہاتھہ آے علا ✤ ندال طرح اقامت کو تو یہان حاشا ✤ اوچوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہے پس چاہیے کہ جو سوجب گناہ کا ہوا وسپر اقدام کرے کیونکہ منشاے خوف اوسکی بد فعلیان ہین اور پانچوین صورتین اگر دہشت اوسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہے توسوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بمقتضاے حکمت لم یزلی کے اس عالم موجودات کی ہر ایک شی کو جس طرح اوسکا بند وبست مناسب جانتا اوسکی نہایت ہین پہونچا دیتا ہی کہ کسی شخص کو اوسکے بدلنے کا مقدور نہین ہوسکتا پھر کیا غم ہی فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی ہے لیکن اوسکے جیتے جی مین پرورش اون لوگون کی اوسکے اراوسے کے موافق میسر کہان بلکہ مشیت الہی کے وتیرے سے پرورش پاتے ہین چنانچہ آنکھون سے دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے واسطے بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اونکی اصلا فائدہ نہین کرتی اور جو تاسف اوسکا اسلیے ہی کہ وہ سب سے جدا ہوجاتا اور مال وملک اوسکے ہاتھہ سے چھوٹتا ہی تو یہ حزن کی قسم سے ہی لیکن یہ اون چیزون کے واسطے غم کھاتا ہی جن کی غمخواری مین کچھ فائدہ نہین انشاء اللہ تعالی علاج حزن کا بھی اسکے پیچھے بیان ہوگا پھر اسکے بعد تقریر کیجاتی ہی کہ حکمت کے درمیان قرار دی کہ ہر ایک موجود کو معدوم ہونا ہی اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہی پس اوسکو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپسمین ملے ہین لیکن ہر ایک بنظر اپنی ذات کے داعی افتراق کا پس بالضرورت ایک دن جدی ہوجاینگے اسلیے یہی کیا اندیشہ ہی بیت پے اسمیل متفق کہ اوکھاڑ ینگے یہ درخت ✤ سے باد مختلف کہ بجھا دیوین یہ چراغ ✤ پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرائش چاہتا وہ ضمنا اوس فساد کو چاہتا ہی جو اوسکے بدن کو لازم ہی چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک کیونکر پہونچتی ابو علی مسکویہ نے کہا ہی اگر فرض کرین کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا حفظ ترب مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل

واولادوس کے ساتھہ اتبک یہ مدت چارسو برس کی ہوا ہوگی زمانہ ابوعلی مسکویہ کا تھا زندہ رہتے تقریباً
کروڑ ہزار سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود ظلم ستم کے جو اس خاندان مین ہوئے وحکام نے
اونکے استیصال کرنے مین سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھہ کے انہین سے بلاد متفرقہ
مین موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو اونکا ہم عصر تھا اگر ہم اعتبار کرین تو اس چارسو برس کی مدت سے
زیادہ اس حساب سے ہوویگا اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر چارسو برس تک آدمی نہ مرین اور توالد
وتناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہوجاوے پھر جب یہ مدت دونی ہو
تو لوگونکا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون پر شمار کے درجے سے باہر جاوے اور کوہ و
بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے ناپا ہے اگر ہر ایک
شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسیکو اتنی جگہ میسر نہ آوے جو پاؤن رکھے اور سیدھا کھڑا رہے اور جو چاہے
کہ ہاتھہ اوٹھا کر آپسمین ملکر کھڑے ہون جو کبھی زمین تنگی کرے پھر بیٹھنا اوٹھنا سونا آرام کرنا
چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار جب کہ آٹھہ سو برس کی نہ
بلکہ اس سے کمتر مین نوبت یہان تک پہونچے تو اوسکے دونے دون کا کیا دخل پس حیات
جاودانی چاہنی اور مرنیکو برا جاننا خیال فاسد ہے داناکو لازم ہے کہ آئینہ خاطر کو ایسے گمان کاسد کے
غبار سے صاف و مصفا رکھے اور سوچے کہ جو اس عالم امکان کے بندوبست مین مشاہدہ کرے
تو آئین کامل اور قانون افضل ہے اور توہم زیادتی کا لاحاصل ہے جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی
کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات سے
غرض لذت زندگانی ہے اور معلوم ہے کہ پیری کے وقت تمام قوتین اوسکی سست ہوجاتی ہین
اور اوسکے حواس ظاہری و باطنی مین خلل راہ پاتی ہے اور تندرستی جو اصل لذائذ ہے نہین رہتی اور
اس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنے یہ ہین کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہین اوسے خلق کے
بیچ سے نگون کرتے ہین تمام احوال اوسکے راجع ہوکر قوت اوسکی سستی سے آرام بے
آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے بتدیل ہوتی ہے چنانچہ قبیلہ اور اولاد دس سے ہزار
ہوجاتین علاوہ ہر دم ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت طرح طرح کے
دکھہ درد مین گرفتار ہوویگا پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین اون

پریشانیونکا طالب ہو جو اوسکے تابع ہین اور جب معلوم ہوا کہ موت سے چارہ نہین اور حقیقت روح یعنی
نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف کے بوجھہ اوٹھانے سے اور آزاد ہونا طایر ملکوتی کا اس بدنی
کے قفس سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا اوری عالم ہی پس دانا کو چاہیے
کہ سعادت سرمدی کے حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیے سعی و کوشش کرے
اور چارپایون کے مانند دانے پانی کی طرف سر نہ جھکاوے اور قواے جسمانی کو لذات عقلی کے
تحصیل کرنیکے واسطے مصروف رکھے اور اس پیدایش مین علاقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر
کر کے مطابق اوس آیت کے جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مر جاو اپنے تئین
موت ارادے سے مردہ صفت بناوے پھر جسوقت مرگ طبیعی آپہونچے تو زمین و مکان کی
تنگی سے چھٹکارہ پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود
اصلی اور ابتدا اور اوسکے دوستون کا مکان ہی پہونچ کر حیات ابدی حاصل کرے چنانچہ افلاطون نے
کہا ہی تو اپنے ارادے سے مر جا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ شعر خوب آن وہ ہی کہ اس
منزل ویران سے چلون ٭ ساتھہ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن ٭ ذرہ سان رقص کنان
راہ طلبگاری مین ٭ پہونچون مطلب کو گر اس چشمہ خورنا پہونچون ٭ یہی علاج ہی امراض
قوت غضبی کا اما قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا ردائت کیفیت کے
سبب پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف تر انمین سے
چار ہین افراط شہوت بطالت حزن حسد پس انکے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہی
علاج افراط شہوت کا اگر وہ بسبب کھانے پینے کے ہو تو اوسکی رذالت اور شریکون کی
خست کا ملاحظہ اور اون خرابیون اور برائیون کا جو اوسسے پیدا ہوتی ہین ضرور ہی جیسے سستی
اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگون کے نزدیک سبک ہونا ہی اور ہر طرح کی خرابیان
جیسے کم عقلی اور بیوقوفی اور نوع بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اوسسے ظاہر ہوتی ہین
چنانچہ طبیبون نے کہا ہی کہ تمام مرضون کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہی اور حضرت علیہ السلام
کی حدیث مین آیا ہی کہ شکم خالی رکھہ کہ لطافت و تو صحیح و تندرست ہو اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی
کہ پرشکم کھانا سب بیماریون کی جڑ ہی اور جو مشتہی خورنون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیے کہ ضعف بدن

اور فساد عقل اور نقصان عمر اور تلف مال کے بڑے سببون مین سے عورتون کی چاہ ہے امام حجۃ الاسلام
ابو حامد غزالی علیہ الرحمتہ نے اس شہوت کی تشبیہ عامل ظالم سے دی ہے کہ اگر بادشاہ اوسکو
مطلق العنان کردے تو رعیتون کا مال واموال لوٹ لے اور اونکو فقر و فاقہ مین ڈالے اور
بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے لیے کچھہ نہ پہونچاوے اسطرح سے یہ قوت
شہوت بھی اگر مغلوب و تابع عقل کے نہ ہو تو تمام مواد صالحہ و اخلاط محمودہ کو جسے قوت غاذیہ
کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے حوائج مین صرف کرے سب قویٰ و اعضا کو ضعیف و سست
کردے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی
رہنے کے لیے اقتصار کرے تو اوس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر
کرتا ہے اور بادشاہت کے انتظام کے واسطے جیسے گھاٹی بند کرنی پل بندھوانا لشکر روانہ
کرنا ہے صرف کرے لازم ہے کہ سوچے کہ عورتون سے صحبت کرنیکی لذت اکل و شرب کے
مزے سے زیادہ تر ہے پس جیسا عقل کے نزدیک برا ہے کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود
رکھہ کر اس قسم کے طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے ویسا ہی برا ہے کہ عقل و شرع کی آبرو کھو کر
اپنے حلال کی قربت کو چھوڑ کر حرام کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے صحبت رکھے
باوجود اسکے کہ اتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اوس سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ
حدیث پیغمبر صلعم مین آیا ہے کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہے اور
زبور مین مسطور ہے کہ جو بلائین زانی پر مسلط ہین اونمین سے کمتر یہ ہے کہ اوسکی روزی سے برکت
اوٹھہ جاتی ہے اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھہ مین دے اوس درجے کو پہونچے کہ فرض
کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہے کہ اوس سے قربت نکی ہو اور خیال کرتا ہے کہ اوسکی
ساتھہ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہے کہ کسی عورت مین متصور نہین یہ نہایت نادانی اور اوسکی
حماقت ہے اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اون برائیون سے
محفوظ رہے اور قوم نے اس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہے اور
اس قوت کے مرضون مین سے اوسکو بدترین بیماری کہا ہے اور وہ اپنی ہمت کو مصروف کرنا ہے
ایک شخص معین کی تلاش مین بسبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اوسکا یہ ہے کہ اوسکا خیال چھوڑ کر اوسے

اون دقیق علمون اور اچھے پیشون مین اشتغال رکھی جنمین بہت تامل اور مشقت کی احتیاج ہو اور استفراغ کی
دوائین جنسے قوت شہوی کے مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کری جس سے آتش شہوت
ٹھنڈی ہو رہی چنانچہ طب کی کتابون مین مشروح ہی اشراق یہ باتین عشق بہیمی مین نہین جو منشاد
افراط شہوت کا ہی پر عشق نفسانی کہ سبب اوسکا مناسبت روحانی ہی رذائل کے عدد مین نہین ہی
بلکہ فضائل کے قسمون سے ہی کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتون کی بحکم اسکے کہ جنسیت موجب
آمیزش کا ہی بڑی خواہش ہو سکتی ہی چنانچہ اشارہ اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہی اور جو اس
مقام مین مناسب ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ مزاج شخصی کے اعتدال کی نسبت جتنی بہت لطیف و سریع
ہوگی اوتنی ہی اوسکی روح کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیک خوئی کی طرف
ہوگی اسلیے کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا درخت ایکہی سرزمین سے پیدا ہوا اور ایک ہی
آب و ہوا کی تاثیر سے پرورش پاے اور اونکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایکہی چشمہ سے سیراب
ہون تو اونکے درمیان خواہش اتحاد کی جو حقیقت مین محبت اسیکا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب وی
دونون شریف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو بسبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل کے بے شبہہ
ایک اتم و اعلیٰ ہوگی اور دوسری انقص و ادنیٰ پس عاشقیت نقصان کے جیب سے سر نکالتی
اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ دکھاتی اور اول فنا و انتفا کو چاہتی ثانی بقا اور لقا کو
اسیواسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہی اون دو عددون سے جنمین ہر ایک کے کسور ملکر
دوسرے کے مین ہوتے ہین جیسے دو سو بیس ۲۲۰ اور دو سو چوراسی ۲۸۴ حکیمون نے کہا ہی کہ اگر
دو شخصون کو کسی امر مین اتفاق ہو اون دونون عددون پر کہانیکی چیزون مین سے یا اونکے
غیر مین سے یا ہر ایک اونمین سے اون دونون عددون سے کیلیے اتفق عدد کو تختی مین لکھ دو اور
اپنے پاس رکھی تو البتہ اونکے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیے
اور بڑے کو معشوق کے واسطے مقرر کیا ہی جاننا چاہیے کہ کسور سے یہان مراد کسور صحیح ہی اور
کسور صحیح دو سو بیس ۲۲۰ کے جو اقل عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اس حساب سے آدھا ایک سو دس ۱۱۰
چوتھائی پچپن ۵۵ پانچوان جز چوالیس ۴۴ دسوان جز بائیس ۲۲ گیارھوان جز بیس ۲۰ بیسوان جز گیارہ ۱۱ بائیسوان جز
دس ۱۰ چوالیسوان جز پانچ ۵ پچپنوان جز چار ۴ ایک سو دسوان جز دو ۲ دو سو بیسوان جز ایک ۱ ایسے لیے

تمام اجزا عدد اقل متحابین کے برابر ہین عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر نہین اسلیے کہ مجموع
ان گیارہ اجزا کے دو سی چوراسی ہین اور یہی مقدار عددین متحابین کے اکثر عدد کا ہی اور کسور صحیح عدد
اکثر متحابین کے پانچ ہین نصف ایک سی بیالیس ۱۴۲ ربع اکتہر سترھوان جز چار ایک سی بیالیسوان جز دو
دو سی چوراسوان جز ایک مجموع ان پانچون جز کے دو سی بیس ۲۲۰ ہوئے یہ مساوی عدد اقل
متحابین کے ہین اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رک اور ثانی کا نام رکدمی اخلاق جلالی
اور ترجمے مین اوسکے اعداد متحابہ کا حساب نہ تھا اور اکثر طالب العلم یہان گھبراتے تھے اسلیے خادم الطلبہ
غلام حیدر نے اس حساب کو بیان پر وضاحت کے ساتھ لکھکر لاحق کر دیا تاکہ شائقون کو نفع ہو
اور اس گنہگار کو ثواب اور یہ عشق شعار حکماء متالہین کا ہی اس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشندلی کا
موجب ہی اسلیے کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا بحکم اوس آیت کے جسکے معنی یہ ہین
بینے زمین کو اوسکے پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے نکلی کثافت
طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب مین غائب ہو جائے اور جس جگہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی
تمام عالم کو وصف حال اوسکا ہی وجود کی بستی مین لگی طبیعت کے گھرون کو درو لبست جلا دے
بیت آتش عشق نے یہ خرمن پندار جلایا ٭ جان و تن و دین یہ دل سب کو بیک بار جلایا ٭ بل بے
ای عشق جہان سوز عجب شی ہی تو ٭ دین کو زندہ کیا کفر کا آثار جلایا ٭ اسواسطے حکیمون نے کہا ہی کہ
تین چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہی پہلے عشق دوسرے فکر تیسرے
ناصح ذکی و شریف کی نصیحت ماننی اسلیے مشائخ صوفیہ نے طلبگار کو پہلے تعشق کے واسطے ارشاد کیا ہی
مصرع اس سے بہتر اور کیا ارشاد ہی ٭ اور حدیث مین ہی کہ جو عاشق پاک ہوا اور اوسے چھپا کر مرا
تو وہ شہید ہوا اور دوسری حدیث مین ہی کہ خدا جمیل ہی اور جمیلون کو دوست رکھتا ہی اور شیخ
ذی النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہی کہ خدا سے انس پیدا کری تو ہر ایک شی ملیح اور چہرہ صبیح کے
ساتھ انس اختیار کری اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتے ہین کہ اسرار
لاہوتی رحمت ناسوتی سے بیچے ہوئے ہین اور حسن ناسوتی عکس ہی جمال لاہوتی کا شعر
کون ایسی جا ہی وان نہین اوسکے جمال ہست ٭ پر تو چمک جھلک جو کہو کائنات مین ہی اور حقیقت
کہ بحکم ایک مقولہ عربی کے جسکے معنے یہ ہین کہ حضرت نا خون سے لگی ہوئی ہی محبت ازلی کے اسلیے

ممکنات کے قالب مین بھرے ہوئے ہین اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اوس
کلام قدسی کا ہی جسکے معنے یے ہین کہ پس چاہا مینے کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے درون پر
پڑی ہوئی ہی یقین ہی کہ وہ ایک پرتو ہی کہ افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبدا حرکت
دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبیعی کی صورت سے پڑا اور نباتات مین نشو و نما کا سبب ہوا
حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت عشق نفسانی کے
جلوہ دکھایا اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم مین پھر آوے اور فرشتون کے
مقام سے ہو کر جو کثافت طبیعت سے بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر وہان سے مرکز زمین مین
اوترے تو ایک ذرے کو بھی نور عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے بیت عشق کے خم سے دیا اوسکے
ازل مین اک جام ✤ چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین مست کرے ✤ فرد تیری جاہ سب کے
دلون مین بھری ✤ نہین کوئی تیرے ہی غم سے بری ✤ سربان کے بڑے بڑے حکیمون نے
عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہی لیکن جب کہ تفرقہ کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے
مشکل ہی اور ہر ایک کو قواے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنے کی قدرت
نہین ہی کیونکہ مصرع کیا جانے ہی ہر کوئی آئینہ بنانے کو ✤ جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامردی کے
پاؤن جرات سے رکھتے ہین اور جیتے مردہ ہو کر طبیعت کی خواہشون اور شہوت کی لذتون سے
اپنے تئین بند کر سکتے وہی گوگرد سرخ سے بھی عزیز تر ہین اور اکثر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے
دام مین گرفتار ہو بد نظری کے قید سے نہ چھوٹ کر فسق کا نام عشق رکھتے ہین چار پاؤن کی
خاصیت کے ساتھ دعوی کمالیت کا کرتے ہین اور باوجود پابندی رشتہ ہوس کے مرتبہ
آزادی کے مدعی ہین افسوس صد افسوس شعر توشہ اس راہ کا ہاتھون مین سلیمان کے
دیا ✤ ہر مگس کب یہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا ✤ اس سبب یہ طریق بہت راست ہو سکتا ہی
بیت بندگی کر لو کہ خالی ہووے چاہ و پیار سے ✤ اول و آخر ہی اوسکا قتل اور آزار سے ✤
یہ نصیحت سننے کی تیری تئین اب دوست جان برخلاف اوسکے فلان جسنے کیا پیزار سے
جس علامت سے عشق نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کر سکیے چنانچہ امام غزالی نے بعضے
تصنیفون مین لکھا ہی وہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص جس سے لذت اس طرح کی پاوے جیسے سبزے

اور آب روان اور اوسکے مانند کے دیکھنے سے پاتا ہی تو یہ نشانی شہوت مارنیکی ہی اور اسصورتمین نظر اوسکی مباح ہی اور اگر دوسری لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہی اوسکا نام عشق ہیجی ہے تو نظر اوسکی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہی کہ عشق نفسانی مین اکثر بات چیت اور ناز و انداز کی رغبت ہوتی ہی اعضا اور اونکی خوش تراشی کی رغبت سے اسیلیے روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہی جسمانی کی خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتین ایسی نہین جو ضمناً بیان کیجاوین تو اوسیقدر پر اختصار کرکے اصل بات کی طرف رجوع کیا علاج حزن کا وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سے جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا ہوتا ہی سبب اوسکا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی اور لذات بدنی کے حاصل ہونیمین اور توقع رکھنا ہی متاع اور آرایش دنیاوی کے بیچ علاج اوسکا تامل کرنا ہی اسمین کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہین جیسے خوف موت کے علاج مین اوسکی طرف اشارہ ہوا ہی اور جو کہ ثابت و باقی رہسکتا ہی وہ امر عقلی اور سعادت نفسانی ہی کہ زمان و مکان کے علاقے اور ضدون کے تصرف اور فساد کے دخل سے برتر ہی جب اسبات کا یقین کامل حاصل ہو طمع بیجا اور خیالات بیہودہ چھوڑے اور دلکو اسباب دنیوی مین جو ڈھلتے ہوئے سایے کے برابر ہین نہ لگاوے بلکہ کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنیمین جو نیکی باقی اور ذوالجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونیکا سبب ہین ہمت مصروف رکھے اور حرص کے مکان سے جو محل ہی حزن دائمی اور الم روحانی کا نجات پاکر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی پہونچے چنانچہ مضمون اوس آیہ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو کچھہ خوف نہین اور وے غمگین نہونیگے اوس سے خبر دیتا ہے

بیت جسکو بھایا وصال سبحانی ✝ کب اوسے بھاوے لذت فانی ✝ شعر جز قصہ علم جم کے رہا یادگار کیا ✝ زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان پر ✝ اور چاہیے کہ جو اپنے پاس ہی اوس سے خوشدل رہی اور جو اوسکے نزدیک نہین ہی اوسکے لیے غمگین نہووے تو ہر دم کی خوشوقتی سے زندگانی کرے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور بندگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و فرحت کو چھپایا ہی اگر اوسپر سخت گذرے تو گروہ خلائق کے

احوال مین فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفہ سے بھی ہو تو بمقتضا اسکے کہ ہر ایک قوم اپنے
اپنے پیشے کے ساتھہ خوش اور اپنے چال وچلن اور راہ وروش کے مطابق مسرور و محظوظ ہی
بلکہ اورون کو نام دھرتا ہی پس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اسباب مین نا وان کمر ہونے
بھی کم نہووے اور پرائے مال و متاع پر نظر نرکھے اور اپنی خسارت سے بھی غم نہ کھائے چنانچہ
خداوند تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین فرماتا ہی کہ تو اوس چیز کی طرف
مت دیکھہ جسسے برخوردار کیا ہمنے کتنون کو اونکا فرقون مین سے دنیا کی زندگانی کی آرایش
کے لیے تا اونھین ہم آزماوین بیچ اوسکے اور بطلیموس حکیم نے کہا ہی کہ حریص ہمیشہ فقیر
رہتا ہی اگرچہ تمام دنیا اوسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اوسکے پاس کچھہ نرہی اور قرآن کی بعضے
منسوخ آیتون سے وہ آیت ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے
روپے سے بھرے ہوئے ہوتے تو ہر آئینہ تیسرے کی آرزو کرتا اور اوسے آسودہ نکریگی مگر خاک

بیت ہوس کے بادہ سے پر ہوئی کب یہ کاسۂ سر ٭ یہ سچ کہ اوندھا پیالہ بھرا ندیکھا کبھی ٭

اور کندی حکیم اوسپر دلیل لایا ہی کہ غم کھانا ضروریات سے نہین ہی بلکہ وہ ایک ایسی علت ہی
جو اختیار کا دخل اوسمین تمام تر ہی اور وہ اختیار اسطور سے ہی کہ ایک جوہر مطلوب کسی شخص سے
مفقود ہوجاے تو تامل کرے کہ البتہ ایک جماعت ہی کہ اوس سے محروم ہی اور ساتھہ اسکے بھی وہ
خوش و محظوظ رہتی ہی یہ دلیل اوسکی ہی کہ فقدان مطلب سے غم کھانا کچھہ ضرور نہین اور کچھہ
مصیبت یا آفت کسی شخص کے اوپر آن پڑے یقین ہی کہ بعد چندے حزن اوسکا خوشی اور رونا
اوسکا ہنسی سے مبتدل ہوتا ہی اور مثال اوس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا
کرتا ہی کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہو اور خوشبوے مجلس کے درمیان
ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہونچائین اور ہر کوئی اوسمین سے فائدہ اوٹھاے جب نوبت
اوسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھہ سے ندے اور جو اوس سے
چھین لین تو افسوس اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الٰہی ہین
ہر ایک کو طبقات خلائق سے اوسکے وقت اوسے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ ہوا جب
متعلق ہوا اوس سے لے لین چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مال و منال اور

زن و فرزند امانت کے سوا نہین اور بالضرور ایک دن سب کو پھیر لے پس عاقل کو چاہیے کہ امانت کے
پھیر لینے مین خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر
سوا عاریت کے دنیا کا اور عیب نہوتا تو بھی چاہیے تھا کہ صاحب ہمت اوسکی طرف التفات
نکرتا سقراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہی بولا
کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا ہون کہ اوسکے جانے سے غمگین ہون علاج حسد کا وہ پرائی
دولت کے زائل ہونیکی آرزو رکھنی ہی خواہ اوسے وہ ملے یا نملے اگر سبب اوسکا خواہش اسکی ہو
کہ وہ نعمت اوسے حاصل ہو تو یہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہی اور جو باعث اوسکا
فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھ پہونچے تو قوت غضبی کے رذائل سے ہی بے مداخلت قوت شہوی کے
اور یہ مرض سب مرضون سے نہایت بدتر ہی اسلیے کہ حاسد پرائی بہتری اور فراغت سے
ملول ہوتا ہی اور کبھی نعمت الٰہی اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن والم اوسکا کبھی
انقطاع پاتا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ حسد نیکیون کو کھا جاتا ہی جیسے آگ لکڑیکو کھاتی اور حسد کی
نوعون مین سے بدترین حسد وہ ہی کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب دنیاوی آدمیونکی
کم توانائی کے سبب محل منازعت کے ہین تو کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص کو دولت حاصل
ہوتی ہی بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس
عیب سے منزہ ہی اور اوسمین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان
نہین ہوتا پس یہ ہی کہ حسد اون لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہی علاج حسد
حزن و غضب کے علاج کے قریب ہی اور غبطہ وہ ہی جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اورون کو
حاصل ہوتی ہی ویسی مجھے بھی ہو بے آرزو کیے اسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہ امور دنیاوی
مین ہو تو قدر کفاف اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہی اور باندازہ گذران اور بہبود کے
محمود اگر عاقل دانا اون سببون مین فکر کرے تو اونکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو
مثلاً کذب کے معالجے مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہ ہی جو غیر کے احوال
سے خبر دے یا اپنے مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اوسکا منافی ہی پس کذب کو اوسمین
دخل دینا بیموقع اور ظلم اسی سے عبارت ہی باعث کذب کا حرص مالی ہی یا حرص جاہی

رذالت اوسکی ظاہر ہی اسی قیاس پر تمام رذائل ہین دوسرا لامع تدبیر منزل مین اسمین چھہ لمعے ہین پہلا لمعہ منزل یعنے مکان کی احتیاج مین ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیے کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذاے انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اوسکا تردد اور آباد کرنا پھر جب پکی تو کاٹنا انبار کرنا ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور انتظام اون سبہونکا بدون اعانت وشراکت کے متصور نہین بخلاف حیوانون کی غذا کے اسلیے کہ وہ طبیعی ہی صناعت کا دخل اوسمین کچھہ نہین اور جب کہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا خلل قباحت ہی تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیے اور اوسکو حفاظت مین رکھیے لیکن محافظت اوسکی بلے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہان محفوظ رہ سکے اور چور اُچکے کے ہاتھہ سے بچ رہے ہو نہین سکتی پس ضرور ہوا کہ حویلی اور گھر بنائے اور جبکہ ہر ایک شخص کو اس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کے حاصل کرنے کے لیے ضرور ہو احتیاج ہی تو البتہ اوسکے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جسوقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاے تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کامون مین اوسکے ساتھہ اعانت کرے پر یہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہی اور بنظر احوال نوع کے ضرور ہی کہ ایک عورت کو نکاح مین لائے کہ بسبب اوسکے توالد و تناسل ہوا کرے پس حکمت الہی مقتضی اوسکی ہی کہ مناکحت سے بندوبست خانہ داری اور سررشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اوسکی اچھی روش سے واجب جانے جسوقت ایک جماعت یعنے جورو خصم اولاد اکٹھے ہون تو بے شبہہ انکی گذران کے بندوبست کے لیے معاون درکار ہون تو خدمت گار چاکر نوکر کی احتیاج ہو اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جبکہ بندوبست سررشتہ کا الفت یکجہتی پر موقوف ہی پس انتظام خانہ داری ابھی تدبیر صناعی سے جو موجب رابطہ الفت کا ہی ہو سکتا ہی لیکن ان شخصون مین سے اس تدبیر مین باپ اولی ہی تو ریاست منزل اور سیاست اہل اسیکی راے پر مفوض رہی اور اس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرحکی تدبیرون سے جیسے رغبت دلانی ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی تشکیفی بیمار داری غمخواری وغیرہ ہی اہتمام کرے تا جو کچھہ اسکی تدبیر مین ہی آئین مناسب سے ظہور پائے اور اس مقام مین گھر سے مراد وہ گھر نہین

جو گل ولاے اینٹے تپھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بناوین بلکہ مقصود اوس سے الفت یکجہتی ہی
جو خصم جورو اور باپ بیٹی اور نوکر و آقا اور رعال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو خواہ ویسے گھر و نیز
رہین یا خیمہ و خرگاہ اور درختون کے سائے اور غار اور پہاڑون مین تدبیر منزل عبارت ہی اسی
فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اسطور پر اختلال سے مامون رہ سکے اور
جب تمام آدمیون کو ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سکو اس علم کا حاصل کرنا ضرور ہی تدبیر منزل کی
اسل اصول یہ ہی کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اوسکے مرتبے کے
موافق رکھے اور کسی سے خلل پیدا ہو تو اوس کی اصلاح کرے جیسے طبیب عضو اشرف کی مصلحت
کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانتا ہی تو تدبیر منزل مین بھی رکن خسیس کو اشرف کا
تصدق کرنا لازم ہی اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اس فن مین ملحوظ نہین ہی جیسے اوسکی طرف
اشارہ ہوا لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیے ایما کیا ہی اور کہا ہی کہ بہترین
محلون سے وہ ہی جو مضبوط ہو اور چھت اوسکی بلند اور دروازے اوسکے بڑے ہون اور
ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اوسمین تیار ہی اور اوس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے
جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کیڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون سے
بچ سکو واجب ہی لیکن حدیث مین آیا ہی کہ چھ گز سے اونچا مکان نہ بناوے اور جب اسقدر سے
زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارتا ہی کہ کہان تک ای مسرف اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کرے
کیونکہ بد ذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہی افلاطون نے زرگر محلے مین جگہ بنائی تھی جب اوسکی
حکمت کو پوچھا بولا سبب اسکا یہ ہی کہ جسوقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کر دیتی ہی
تو اونکے ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اوٹھتا ہون تو و منہ الجمعہ قوت اور مال کے جمع کرنیکی
تدبیر مین جب معلوم ہوا کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنے کی طرف ہی تو تدبیر اوسکی
اسطور پر ہی کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع کرے اسلیے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس اونمین سے تلف ہو جاوے
تو دوسری کام آوے اور سبب کاروبار اور ضروری معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت
اور ناموس اصغر ہی احتیاج ہوا اور آبرو و حرمت اور ستھرائی اور اپنی مضبوطی اور بندوبست کے لیے
تھوڑا اوسمین سے اور جنسونکی ہتایت کے برابر ہی اسیواسطے غلے اور اناج دور دراز کے مکانو سے

لانے کی حاجت نہین ہی اگر ایسا نہوتا تو اور شہرون سے ضروریات کے ڈھولانیکی مشقت برداشت کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی ہی آمد کی دو قسمین ہین ایک اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہی جیسے صناعت یعنے پیشہ دوسری وہ کہ جسمین اختیار کا کچھہ دخل نہین جیسے میراث یا بخشش ہی اور سب پیشون کی جڑ تین چیزین ہین چنانچہ بعضے ایمہ دین نے بھی کہا ہی یعنے کھیتی سوداگری اور پیشہ امام شافعی اسپر ہین کہ ان تینون مین تجارت بہتر ہی اور اوسکے اصحابون سے ماوردی نے کہا ہی کہ زراعت بہتر ہی اور متاخرین عالمون سے بعضون نے کہا ہی کہ اس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہی اور جھوٹھہ آدمیون پر غالب تو تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی پس زراعت بہتر ہی جب کہ امام شافعیؒ کے زمانہ مین مال حلال بشیتر اور دیانت و امانت لوگونکی اکثر تھی اسواسطے اونسے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا حکیم کہتے ہین کہ سوداگری کا اعتماد نہ کیا چاہیے کیونکہ شرط اوسکی سرمایہ ہی اور وہ تلف ہونے سے بچ نہین سکتا اور کسب و حرفے مین تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہی پہلے ظلم سے جیسے تولنے ناپنے مین کچھہ تفاوت کرنا دوسرے بیغیرتی سے جیسے مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالی تیسرے کمینہ پن سے جیسے خاکروبی و باغی ساتھہ اسکے کہ وہ اچھے پیشے کر سکے لیکن اون پیشون مین سے بعضا ضروری ہی جیسے کاشتکاری ہی مثلا اور بعضے غیر ضروری چنانچہ زرگری اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہین شریف خسیس و متوسط شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھہ تعلق رکھی یہ پیشہ امتیازی صاحب مروت لوگون کا ہی پر اوسمین سے ذی شان تین قسم ہین پہلے جو علاقہ جوہر عقل سے رکھی ہی جیسے وزارت کا کام دوسرے وہ جو علم و ادب سے متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت حساب دانی پیمایش کا ہنر تیسرے جو زور اور شجاعت سے علاقہ رکھی جیسے سپاہگری اور کمینے پیشون کی بھی تین قسمین ہین ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور علم تسخیر یہ حرفہ بد لوگونکا ہی دوسرے جو فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے مسخراپن کلانوتی اور جوآ اور یہ پیشہ سفیہون کا ہی تیسرے جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے حجامی دباغی خاکروبی یہ پیشہ کمینون اور ادنی لوگون کا ہی لیکن جب کہ

عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہین تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہین جانتی بلکہ زندگی
کے لیے ضروری ہی بس چاہیے کہ ایک فریق اس کام مین مشغول رہی بخلاف اگلی دو قسمون کے
اسلیے کہ وہ عقل کے نزدیک بد ہین اور جو کوئی حسب پیشے مین نامزد ہوا لازم ہی کہ اوسمین سبقت
و کمال کا قصد کری اور پست ہمتی مین اپنے تئین نڈالی اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراغ
روزی سے بہتر نہین اور اوسکے اچھے سببون مین سے وہ پیشہ ہی جو عدالت پر مشتمل ہو کر پاکی
و مروت کے قریب ہوا اور جو مال کہ غصب سے لے یا بیغیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگا اگرچہ
بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہی شرع و عقل کی رو سے احتراز کرنا اوس سے واجب ہی
اور جو کچھ حسن مشقت اور حق حلال سے پیدا ہوا اگرچہ تھوڑا بھی ہو تو بہت اور با برکت ہی
و لیکن مال کی بخشش اور اوسکے خرچ کرنے مین حد اعتدال کو ملحوظ رکھی سبیل اوسکی اس طور
سے ہی کہ زیادہ خرچ اور بخل سے بچا وی اور دکھانے اور فخر کرنیکے لیے خرچ نہ کری اور
چاہیے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہوا اور ایام سختی کا لحاظ رکھی جیسے قحط سالی مفلسی علالت
بیماری ہین اور مال و اموال کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہی کہ کچھ نقد ہوا اور کچھ جنس اسباب
کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے باغ مواشی وغیرہ ہی اسواسطے اگر کسی مین نقصان آوی تو دوسرے
سے جبر اوسکا ہو سکی اور اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہی ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے
قانون پر خرچ کیا چاہیے چنانچہ زکواۃ و صدقہ دینا اور نذر و نکاح ادا کرنا دوسرا بطریق سخاوت
و اکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا تیسرا ضرورتا کسی جہت سے کچھ فائدے
کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امرا و سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی اور اپنے
قبائل کے کھانے پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون کو پیسا دینا کہ بسبب اوسکے
آبرو و حرمت بچ رہی لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضرور ہی ایک وہ ہی کہ جو کچھ کسیکو دے
تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نکری اسلیے
کہ خداتعالی اپنے خزانہ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرماتے اور اوسکو
حکم کری کہ اوسمین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بد ہی کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین
گرانی لاوے دوسرے یہ کہ صرف للہ دے اور سوا اسکے کچھ غرض نرکھی تا احسان اوسکا برباد ہو

تیسرے وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل کو پہونچاے کہ حق تعالی نے اونکی شان مین فرمایا ہی مضمون اوسکا یہ ہی کہ نادان اونکو غنی جانتے ہین اسلیے کہ وہ کسیکے دروازے پر سوال کو نہین جاتے چوتھے وہ کہ خیرات چھپا کر دے کیونکہ علانیہ مین گمان تکبر اور منت رکھنے کا ہوتا ہی اور شاید مستحق کی خاطر شکنی ہو اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہی اور دوسری حدیث مین واقع ہوا ہی کہ خیرات دینے مین بہتر یہ ہی کہ داہنے ہاتھ سے اسطور پر دے کہ بائین ہاتھ کو خبر نہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب حضرت حق تعالی نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس پہاڑون کو خلق کیا کہ اوسکے سبب ٹھہر رہی فرشتے اس سے تعجب مین آئے اور سوال کیا کہ ای بار الٰہ کوئی مخلوق تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہی فرمایا ہان آگ ہی پھر پوچھا کہ اس سے بھی غالب کوئی چیز ہی فرمایا کہ پانی پھر سوال کیا کہ پانی سے بھی اشد ہی فرمایا کہ ہوا پھر بولے کہ اسپر کوئی چیز غالب ہی فرمایا ہان خیرات پنہانی جو بنی آدم دیتے ہین بشرطیکہ داہنے ہاتھ سے دے کہ بائین ہاتھ کو خبر بھی نہو اور تاثیر اوسکی سب سے زیادہ ہی کیونکہ وہ بلاے سخت کو دفع کرتی ہی اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا چاہیے پہلے دینے مین جلدی کرنی اسلیے کہ انتظار کے بعد شاید لذت اوسکی انتظار کے الم کے برابر یا اوس سے کمتر ہو دوسرے پوشیدہ دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہی تیسرے وہ کہ جو کچھ دے اوسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اسلیے کہ یہ شیوہ اہل مروت اور صاحب ہمت کا ہی چوتھے انعام کا دروازہ اوسکے حق مین بند نکرنا اسواسطے کہ طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعامون کے ضائع ہونے کا سبب ہوتا پانچوین اچھے مقامون مین دینا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نہو **بیت** مصرف بیجا سے واجب ہی گریز + تا نہ مسرف تو کہاوے ای عزیز + اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہی پہلے حد اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میل کرنا اسقدر مین احتیاط ہی کہ اپنے اور دولت و حرمت کے ضرر سے بچ رہی اسلیے کہ اکثر لوگون مین انصاف و عدالت نہین ہوتی بلکہ طمع و حرص اور بغض و حسد اونمین بھرے ہین پس بنا نفقہ کرنے کی عرف عامہ ناس کے قاعدے پر آبرو و حرمت کی حفاظت کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف کی طرف ہی تیسرا لمعہ اہل خانہ کی تدبیر مین چاہیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تاہل سے سوا اسکے

نہ رکھے کہ اپنے تئین بدکامون سے بچائے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے نہ کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا دعا کرے پر عورتونمین سے بہتر وہ عورت ہے کہ عقل و شعور اور دیانت و پارسائی اور شرم و حیا اور رحم دلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضا جوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھہ نہو لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اوسکے کنبے کی عورتون سے ہوسکتی ہے کہ عورتین اونکی بانجھہ نہون اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے کہ اوسکے اولاد ہوئی ہے یا نہین اور نئی لونڈی سے بہتر ہے تا بسبب اسکے ہچشمونکی برابری اور دشمنونکی استمالت اور کاربار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہوا اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہے اسلیے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری اوسمین بیشتر متصور ہے اور جو اون فضیلتون کے ساتھہ نسب حسب اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو نہایت بہتر ہے ولیکن ان تینون مین کئی خطرے ہین اسیواسطے احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہے اور جب کہ رنڈیان ناقص العقل ہوتی ہین تو بسبب بندار نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چڑھاتی اور مونہہ بناتی ہین بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خصم کو خادم کے مثال خیال کرتین اور یہ رسوائی اور جان و مال کی خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہے اور مال و جمال مین اور بھی مفاسد ہین اسواسطے کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع قبائح کی ہے اونمین کمتر اسواسطے بہت سے فساد کی طرف منجر ہوتین اور شوہر کو اپنے اہلیہ کے بند و بست مین تین چیزونکی رعایت کرنی ضرور ہے پہلے ہیبت کی یہان تک کہ اوسکی نظرون مین مہیب دکھائی تا اوسکی فرمانبرداری اور رضامندی مین سستی نکرے یہ تدبیر کی قسمون سے بہت بڑی تدبیر ہے لیکن انتظام اوسکا بغیر ظاہر کیے فضیلتون اور بدون چھپاے رذیلتون کے متصور نہین دوسرے کرامت لی یعنے اپنے قبیلہ کو ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار و محبت روز بروز ترقی پکڑے تا اوسکے کم ہونیکے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نکرے اور ستر و حجاب مین غیر محرم کی نظر سے محفوظ رکھے اور اوسکے ساتھہ دلبری کی باتین کیا کرے اور پہلے پہلے ایسی چال چلے کہ اوسے شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے تیسرے وہ ہے کہ اوسکے خویش و اقربہ کے ساتھہ طریقہ اکرام و احترام اور تعظیم و تواضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور بغیر ظہور قصور کے دوسری عورت نکرے اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلی سے زیادہ ہو کیونکہ بمقدر رشک و حسد اونکی طبیعتون مین

بھراہی ساتھ نقصانی عقل کے ا بخفن سماحت اور ضعیت مین ڈوالی اور ہوا و شاہون کے جو مقصود و
تزوج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتون کی نسبت اونکے ساتھ بغیر فرمانبرداری کے چارہ نہین ہہت
نکاح کا حکم نہین دیا پس اونکو بھی احتراز ان سے اولی ہی کیونکہ نسبت مرد کے گھر کیطرف کیسی ہی جیسے
نسبت دل کی بدن کی طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا ویسا
ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست کر نہین سکتا اور اپنی بی بی کو خرچ یومیہ اور نوکر چاکر باندی غلام کی
فرمائش مین جس وجہ سے بندوبست گھر کرنے کا بخوبی انجام پا وی مختار کری اسطور پر کہ ہمیشہ
دل اوسکا امور خانہ داری اور علاقہ خانگی مین لگا رہی تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہی اسلیے
کہ نفس انسانی تحمل بیکاری کا نہین کرسکتا اور بے فکری آدمی کو برائیون مین ڈال دیتی ہی اور
موجب باہر نکلنے اور نظر بازی کا ہوتی اور اس سبب شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کری
چاہنے والے بھی اوسکے پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر دو تین چیزین جنسے پرہیز کرنا
واجب ہی پہلے اونمین سے بہت چاہت اسلیے کہ بسبب اسکے اپنے تئین تراشنی اور نافرمانی
کسنی بلکہ چاہتی ہی کہ شوہر کے اوپر حکومت بھی کری یہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہی کیونکہ
جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ انتظام مین اختلال آوی اگر اوسکی محبت مین مبتلا ہو
تو اپنے دل مین رکھی اجیانا اگر غلبہ کرجاسے تو اون تدبیرون سے جو باب عشق مین کہا ہی دفع
کری دوسرے وہ کہ بڑے کامونین اسکے ساتھ مشورت نکری اور اپنے اسرار پر بھی مطلع
نکری اور مال و اموال گر ملے گڑا ئیے سوا سے قوت لابدی کے اوس سے پوشیدہ رکھی
اسلیے کہ کم عقلی اوسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہی اور تواریخ مین لکھا ہی کہ حجاج کا ایک دربان تھا
اوسے بہت چاہتا کسیوقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو سے نہ کہا چاہیے
اور اوسپر اعتماد نکریے تب دربان نے کہا کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہی اوسپر بہت اعتماد
رکھتا ہون مین اسواسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اسکے احوال کا وثوق حاصل ہوا ہی
اور اوسکو اپنا محرم اسرار جانتا ہون حجاج نے کہا یہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہی مین اسبات
سے تجکو واقف کردون اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا توڑا لائین اور اوسپر اپنی مہر کی اور دربان کو دیا
اور کہا کہ یہ نقد تجھے مین نے بخشا پہ میری یہ مہر اوسپر رہی اسے گھر لیجا اور اپنی جورو سے کہہ کہ اوس

توڑیکو بادشاہی خزانے سے چرا کر تیرے لیے لایا ہون دربان نے ویساہی کیا حجاج نے کتنے
دن پیچھے ایک لونڈی اوسکو عنایت کی وہ اوسے گہر مین لایا - وسکی جورو نے کہا کہ میری خاطر
اس لونڈی کو بیچ لاؤ وہ بولا کہ جب کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہے کسطرح اوسکا بیچنا روا ہے اسبات پر
غصے ہوئی اور پہر رات گئے حجاج کے محل سرا کے دروازے پر گئی اور وہانکے نگہبانون سے
کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دربان کی جورو آئی ہے حضور مین کچھہ عرض کیا چاہتی ہے غرض
جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جاکر آداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر اس
ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیا ہے اب ایک خیانت اوس سے
خزانۂ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اس لونڈی پر واجب ہے اسلیے
پوشیدہ نہین رکھہ سکتی ہون یہ کہکر توڑا مہر بادشاہی کے ساتھہ روبرو رکھہ دیا اور کہا کہ
آپکے خزانے سے میرا خاوند چرا لیگیا تھا دیکھیے آپکی مہر بھی اوسپر ہے حجاج نے دربان کو بلوایا
اور توڑے کو اوسکے آگے دھر دیا اور کہا کہ یہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے
اگر مین سرگذشت سے واقف نہوتا تو تیرا سر لڑکون کے گیند ہو کر چارپایون کا پامال ہوجاتا
تیسرے وہ ہے کہ اپنی جورو کو نظربازی اور غیرمردون کی بات سننے اور اون عورتون کی آمیزش سے جوان
خصلتون مین موصوف ہین منع کرے علی الخصوص بوڑھی رنڈیون سے جو بدکامون مین متہم ہین اور حدیث مے
نقل کی ہے کہ عورتون کو حضرت یوسف کے قصے پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہے کہ مبادا طریقہ
عفت سے بہر جانیکا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتونکی رعایت کرنی شرط ہے
وہ پانچ خصلتین ہین پہلے پارسائی اختیار کرنی دوسرے کفایت شعاری تیسرے شوہر سے ڈرنا اور
چشم احترام سے اوسپر نظر کرنا چوتھے تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا پانچوین معاشرت مین اظہار
خوبی کرنا اور خفگی نکرنی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوقات مین سے کسیکو سجدہ
کرنا اگر درست ہوتا تو مین عورتون کو اونکے شوہرون کے سجدہ کرنیکے لیے حکم کرتا حکیمون نے
کہا ہے کہ نیک زنین شفقت و محبت مین مان کی برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈیکی مثال اور
الفت و صداقت مین دوستون کے مانند اور بدعورتین ظالمون سے تشبیہہ رکھتی ہین نافرمانی
اور ہنگامہ پردازی مین اور دشمنون سے شوہر کی بے آبروئی اور عیب جوئی مین اور چورون سے

اوسکے مال سے طمع کرینین بطریق خیانت کے جو کوئی کسی نالائق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اوسکا
سوا مفارقت سکے کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کی طرف رجوع نکرے جیسے اطفال کا ضائع ہونا اور
سوا اوسکے جو فساد ہو اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین
ان سبھونکے بعد بہترین تدبیرونمین سے یہ ہے کہ اوسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے
جو اوسے برے چلن سے منع کرسکے اور خود سفر دور ودراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید
اوس سفر مین رہے تا شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کردے اور خبر نیک
اوسکی طرف سے آوے عرب کے حکیمون نے کہا ہے کہ پانچ قسم کی عورتون سے احتراز کیا چاہیے
حنانہ منانہ انانہ کیتہ القفا خضراء الدمن پر حنانہ وہ عورت ہے کہ دوسرے شوہر سے اوسکے
اولاد ہو اور اس خصم کی دولت سے اوسپر مہربانی کرے اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین کہ
بسبب اپنے مال ومتاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو اور انانہ وہ عورت ہے جسکا آگے ایک خصم تھا
اور اوسکو اپنے زعم مین اس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اوس کے احوال سے شکوہ شکایت
رونا پیٹنا کرے کیتہ القفا اوس عورت کو کہتے ہین جو پارسائی کی جادر مین مستور نرہے اور آدمی
پیٹھہ پیچھے شوہر کے اوسکی بیحیائی کی جہت نام رکھین خضراء الدمن وہ ایک عورت ہے
خوبصورت اور بد اصل تشبیہہ اوسکی سبزۂ گلخن سے دی ہے یہ معنے سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین واقع ہین پر جو کوئی الحنانہ کے بند وبست سے قاصر ہو
اوسے تجرد اولی ہے چوتھا لمعہ اولاد کی تدبیر مین پہلے چاہیے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج
اوسکے لیے مقرر کرے اسلیے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئین لڑکونمین اثر کرتی ہین اور جبکہ شریعت حق مین
وارد ہوا ہے کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتوین دن بہتر ہے تو اوسکی متابعت کرنی ضرور تاخیر کی حکمت یقیناً یہ ہے
کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اوسکے لائق مقرر کیا جاوے اسلیے کہ اگر کوئی برا نام اوسکے واسطے
معین کرے تو ساری عمر بسبب اوسکے پریشانیون سے گذرے اسلیے ماباپ پر فرزند کا حق ہے کہ نام
رکھنے مین شرط احتیاط کی ادا کرین جب مدت دودھ پلانیکی تمام ہوچکے تو اوسکی تعلیم وتادیب مین
مشغول ہوئین تاکہ بداخلاقی نہ سیکھنے پائے اسلیے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھتے ہین
اور طبایع انسانی رذائل کیطرف متوجہ چنانچہ سابق بیان اسکا ہوچکا ہے اور اوسکے اخلاق کی

درستی مین

درستی مین جسطور سے کہا ہی پیروی طبیعت کی کر کے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ قوت تمیز کے پہلے اثر نمیز
سے قوت حیا ہی چنانچہ مذکور ہوئی تو زیادتی حیا کی فضیلت و نجابت کی دلیل ہی پس جسوقت
یہ خصلت اوس سے مشاہدہ کرے تادیب مین اوسکے زیادہ اہتمام کیا چاہیے پہلی تادیب
یہ ہی کہ اوسے بداخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیا منع کرے اسلیے کہ طبیعت صاف معتفا
تختون کے برابر ہین جو نقش اوسمین کھینچیے آسانی بن جاسے پھر اوسے احکام ونہی اور
وقاعدے کے طریقے سکھلائے اور اونکے یاد رکھنے کے لیے تاکید اور اونکے انکار پر زجر
تادیب کرے پر اوسکی طاقت وقوت کے موافق جسطور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہی
سات برس کی عمر مین نماز پڑھنے کے لیے حکم کرے اور دس برس کے وقت ترک صلوۃ
کے سبب مار پیٹ سے ادب دے اور اوسے نیکو نکی مدح اور برونکی مذمت کرنے پر اوبھارے
اور عیاشی کا مانع ہوا گر اچھا اختیار کرے تو تعریف سے دل بڑھاوے اور جو بری چال
چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے اور مقدور بھر ظاہرا ملامت نکرے بلکہ اسطور سے
کہے کہ تو نے سہواً یہ حرکت کی ہی بار دیگر ارتکاب اسکا نکرنا دلیر نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہے
تو اوسکے راز کو فاش نکرے پھر اگر بار بار ایسی حرکت اوس سے سرزد ہو تو خلوت مین لیجا کر
بہت ہی ملامت و نصیحت کر کے اوسکی قباحت کا مبالغہ کرے اور اسکے عود کرنے پر ڈرائے
اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہی شاید بسبب کثرت ملامت کے
ڈھیٹھ ہو جاے اور بمقتضا اوس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ انسان کو جس بات سے
منع کرین اوسی کا حریص ہو خواہش معاودت کی اوسکے مزاج مین آئے بلکہ حکمت عملی کے
طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیے اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و
پوشاک کی زینت اوسکی نظرون سے گرادے کہ اوسکے دل مین یقین ہو جاے
جو رنگ برنگ زربفت کا لباس خاصیت عورتون کی ہی اور مردون کو چاہیے کہ اس سے
بے پروا رہین اور ہر دم آب ودانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی ہی پہلے کھانے کے
آداب چنانچہ تفصیل اسکے آویگی اوسکو سکھلائے اور سمجھائے کہ اکل وشرب سے غرض
صحت بدن کی ہی نہ اوسکی لذت مقصود ہی اور چاہیے کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہین

پس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے دفع مرض کے لیے استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی
باندازۂ رفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایکہی
قسم پر خوگر کرنا لازم ہی اور اوسکی اشتہا کو ضبط کرین یہانتک کہ تھوڑے مین صبر کر سکے اور لذت
و مزے کی چاٹ مین گرفتار نہو اور کبھی کبھی اوسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین تا لاچاری کے
وقت کوٹال سکے سیدھے طریقے غریبون کے لیے بہتر ہین اور بڑے آدمیون کے لیے بہت بہتر
اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا سستی اور خواب ذنکو اوسپر غلبہ نکرے پر گوشت
موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون سے اور اون کھانون سے
جو جلد ہضم نہو پرہیز واجب ہی اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیے ہر چند کہ سب آدمیونکو
مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہی علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ کرنی ضرور اسلیے کہ نشہ کی
چیزین اونکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور و بیغیرتی اور سکی کا باعث ہوتی ہین اور ایسے بد خصلتیں
اوسکی طبیعت مین مستحکم ہو جائین بلکہ اون لوگونکی مجلس سے بدلے اندیشہ اوسے باز رکھا چاہیے
اور بری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور اور ہر روز جب تک ادب قاعدے کی مشق سے
فراغت نکرے اور سختیان نہ اوٹھائے کھانیکو ندین اور پوشیدہ کامون سے اوسکو منع کرین
تا بدچالی پر دلیر نہو جاے اسواسطے کہ بے شبہہ سبب چھپانیکا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اس
کام مین تصور کیا ہو اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور
اسباب تنعم اور نرم و ملائم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے
گرمیون مین اور آتش و پوستین جاڑونمین باز رکھین اور کبھی کبھی سیر کرنے یا پیادہ
چلنے سواری چڑھنے اور مناسب محنتین اوٹھانیکی خو سکھائین اور نشست و برخاست و
گفتگو کرنیکے سلیقے جیسے بیان اونکا آویگا بتائین اور بالونکی آرائش اور زیب و زینت اور
زنانے لباس مین اوسکی عادت کرنے ندین اور جب تک اوس وقت کو نہ پہونچے کہ
جب انگشتری کار کمنا در کار ہو تب تک اوسے انگوٹھی نہ پہنائین اور اپنے ہمچشمون سے
اور اسباب دنیاوی کے سبب اوسکو فخر کرنے اور جھوٹھہ کہنے اور سوگند کھانے سے
جھوٹھہ ہو یا سچ منع کرین اسلیے کہ قسم مطلقاً بد ہی خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً

اگرچہ سچ ہو تو بھی مکروہ ہے مگر جب کسی مصلحت دینی کے لیے ہو مردون کو اگرچہ سوگند کی
احتیاج ہوتی ہے پر لڑکون کو کچھ ضرورت نہین اور خاموشی جواب مختصر دینے بزرگون کے
حضور چپ ہوکر سننے اور اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر ان
اوبون کی احتیاج ہوتی ہے اور چاہیے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے طریقے سے واقف
اور پاکدامنی اور عزت و وقار ہیبت و مروت مین مشہور اور اخلاق شاہی اور اونکی مجلس کی نشست
وبرخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیے کہ اور لڑکے
اپنی ہمجنس کے بلکہ بعضے بعضے بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے اراستہ ہون
مکتب مین ساتھ اوسکے رہین تا ملول و غمگین نہو اور طریقے آداب کے اونسے سیکھے اور انہین
دیکھکر تعلیم و تعلم مین زیادہ سعی کرے اور جس وقت اخوند ادب کے لیے اوسکو مارے تو شور و فریاد
اور شفاعت کرانے سے منع کرین کیونکہ یہ خصلت غلام اور بیچارونکی ہے اور معلم کو چاہیے کہ
جب تک کوئی تقصیر ظاہر اوس سے مشاہدہ نکرے مارنے کا اقدام نکرے اور جو مار کی حاجت ہو
تو پہلے بار چاہیے کہ شمار مین اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پر جرات
نکرے اور چاہیے کہ سخاوت کی ترغیب اوسے دین اور نعمت دنیاوی اوسکی آنکھونمین خوار
دکھلائین اسلیے کہ زر و سیم کی محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہے امام غزالی
اوس آیۂ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنے یہ ہین کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی
عبادت سے باز رکھیو فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زر و سیم ہے اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے دعا مانگی ہے کہ میرے تئین اور میرے فرزندون کو زر و سیم کی پرستش
اور اوسکی دل بستگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فسادونکا انہین کی محبت ہے
اور تعطیل کے دنونمین اوسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ اسکے سبب کسی دکھ اور
باعث کوئی قباحت کا نہو اور یہ آداب سب لوگون کو بہتر ہے خصوصاً جوانون کو نیک تر
اور جب آثار تمیز کے اوسمین غالب ہون تو سمجھائین کہ اسباب دنیاوی سے غرض
صحت بدن کی حفاظت ہے نفس انسانی جتنی استعداد دار البقا کی حاصل کریگا باقی اور
قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم سے ہے تو تربیت مذکور سے لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حکمت سے

توجسوقت آداب شرعیہ لقدر واجب سے فراغت کری اپنے پیشے مین اوسے لگا دسے
پر بہتر یہ ہی کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اوسکے احوال مین غوص کری کہ کون سے علم
وہنر کی استعداد اسمین زیادہ تر ہی جسکی لیاقت پائے اوسمین مشغول کردے اسلیے کہ بمقتضا
اس آیۂ کریمہ کے جسکے معنے یہ ہین ہر جسکے واسطے پیدا ہوا ہی اوسکو آسان ہی ہر شخص کو استعداد
ہر ایک صناعت کی نہین ہی بلکہ ہر کوئی جدی جدی صناعت کی لیاقت رکھتا ہی اور اسمین ایک
بھید ہی جو سبب قوام عالم و انتظام احوال بنی آدم کا ہی حکما رسابق مولودوں کی طالع مین نظر کرتے
اور طریقہ نجوم سے جس کسب وہنر کی لیاقت اوسمین دیکھتے اوسمین مصروف رکھتے اسلیے کہ جو کوئی
جس فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اوسمین کامل ہو سکتا ہی اور جسکی استعداد نہین رکھتا اوسکی
سعی کرنی تعطیل روزگار تضییع اوقات ہی اور طبیعت اوسکی جس ہنر سے مناسبت نہین
رکھتی اور ہتھیار و اوزار اوسکے موافق بھی نہین تو اوسے اوس ہنر کی تکلیف نہ دین
بلکہ دوسرے پیشے مین لیجائین بشرطا اسکے کہ اوسپر قائم رہنے کی پاس لگی ہوئی ہو نا موجب
اضطراب کا نہو اور ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لائق کا جس سے حرارت غریزی
کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب
کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے لیے اوسکو حاکم کیا چاہیے اسلیے کہ جسوقت
لذت اوسکی پائے تو اوسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کری اور اوس ہنر کے دقائق مین
نظر کرکے سبقت لیجائے اور اوسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشراف کا ہی
عادت کری اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نکری اسواسطے کہ اکثر دولت مندزادے
جو دولت پدری پر مغرور ہو کر علم وہنر کے سیکھنے سے محروم رہجاتے زمانیکے ہیر پھیر سے
خرابی کے میدان مین آجاتے ہین جب روزگار کرنے لگے اور لیب اوسکے تعیش مزاج
مین آجائے تو اولی والنسب یہی جو اوسے متاہل کردین اور اونکے محاصل کو نکالکر جدا کردین
ولایت پارس کے بادشاہ فرزندونکو لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے
بلکہ دانائون کے ساتھ کسی طرف بھیجتے اسلیے کہ تکلیف و سختی کی عادت اختیار کرین اور
روسائے ویلم کا طریق بھی یہی تھا اور جنے برعکس اسکے تربیت پائی اصلاح اوسکی مشکل ہی

الخیص

علی الخصوص اوسکی جو کہ سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت دشوار ہی سقراط حکیم سے
کسینے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھہ کسواسطے ہی تو یہی جواب دیا اور تربیت لڑکیونکی ا
جسکے وہی لائق ہین اوسیطور سے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گہر کے درمیان رہنا اور پارسائی
و پردہ نشینی کے لیے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اون خصلتون کے واسطے جنکا
بیان عورتون کے احوال مین ہو چکا ہی ترغیب دینا لازم ہی اور اچھے اچھے ہنر اونکی شان کے
موافق سکھلانے ضرور اور پڑھنے لکھنے سے کلیا منع کیا چاہیے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے
ہمچشمون کے ساتھہ نکاح کر دینے مین تعجیل واجب ہے طریقے اولاد کی تربیت کے بین
اور جبکہ اثناے بحث مین بعضے آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہی تو ضرور ہوا کہ بیان اوسکا بطریق
اختصار کے کیا چاہیے اگرچہ وہی مخصوص اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اوسکی استعداد و قابلیت کے
بیان کیا آداب گفتگو کے چاہیے کہ بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی
اور موجب سبکی اور بے اعتباری کا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ حضرت مصطفا
صلی اللہ علیہ وسلم جو طوطی خوش الحان و ماینطق عن الہوا کے تھے علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات
اعتدال کے ساتھہ گفتگو اسطور سے کرتے کہ اگر مجلس دیر تک بھی رہتی تو جو جو نکتہ زبان حقائق
ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور بزرجمہر حکیم نے کہا ہی جب کسیکو دیکھے کہ بے سبب بات
کرتا ہی یقین جانے کہ وہ دیوانہ ہی اگر بولا چاہی جب تک اوسے خوب دل مین نہ ٹھانے خاموش رہے
حکیمون نے کہا ہی کہ پہلے بہت سوچ پھر بول لازم ہی کہ بات مکرر سہ کرر نہ بولے مگر جسوقت بہت ہی
احتیاج اوسکی ہو اور جب کوئی کچھہ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا بھی ہو تو جب تک اوسکی بات
تمام نہو نہ کہے کہ مین جانتا ہون اور جس بات کو اوسکے غیر سے پوچھین اوسکا جواب نہ دے اور
جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین جسمین وہ بھی ہی لازم ہی کہ پیشدستی نکرے اور جو کوئی
اوسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اس سے بہتر پر بھی قادر ہی صبر کرے جب بات اوسکی تمام ہو
تب اپنے جواب کی تقریر شروع کرے اسطور پر کہ اگلے کی طعن کا موجب نہو اور جو بات
کہ اوس سے کہین جب تک تمام نہو جواب دینے مین مشغول نہو جو بحث و محاورہ اوسکے
سامنے مذکور ہو اور وہ اوس سے مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نکرے اور جو بات کہ اوس سے

پوشیدہ رکھین اور اوسکے سننے کا قصد نکرے اور نہ رگون سے کنایے کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو
اعتدال پر رکھے اگر کسی بات بے تشکیل ظاہر نہو تو اسکی تمثیل سے واضح کر دے اور طول بے مصلحت سے
اجتناب کیا چاہیے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا لازم ہے اور الفاظ غیر محاورہ اور کنایات بعیدہ کو
استعمال نکرے اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہے اگر کسی امر فاحش کے بیان کرنے کی احتیاج ہو
تو تعریض و کنایے پر اکتفا کرے اور بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب خفت
اور باعث حسد و عداوت کا ہے اجتناب لازم جانے اور ہر ایک مقام مین کلام مقتضای حال کے
موافق کہے اور گفتگو کے وقت دست و چشم و ابرو سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک اچھے طور سے
جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھ خواہ وے دانا ہون یا نادان حق و ناحق
تملق و خلاف کی چال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اوسکے نزدیک الحاح نکرے اور مناظرہ مین
انصاف کی شرائط سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھ جو اوسکو نہین سمجھ سکتا ہے
نہ بولے اسلیے کہ ہر ایک سے اوسکی عقل کے بموجب کلام کیا چاہیے چنانچہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مضمون اوسکا یہ ہے کہ ہم گروہ انبیا ہین ہمین حکم کیا ہے کہ ہم آدمیونکے
ساتھ اونکی عقل کے موافق بات کرین اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نادانون کے
نزدیک حکمت ضائع مت کرو اور بول چال مین لطف و لطائف کا طریقہ ملحوظ رکھے اور قول و فعل
حرکات مین کسیکو آزردہ نکرے اور وحشت آمیز باتون سے احتراز ضرور جانے جب کسی بزرگ کے
حضور کچھ کہا چاہے تو نیک فالی سے شروع کرے جیسے حق تعالی آپکی عمر دراز کرے حضرت کے
دشمن پامال ہون آپکا اقبال برقرار رکھے بخت بلند کرے یا عاقبت بخیر ہو علی ہذا القیاس غیبت
اور تہمت و بہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور سننے سے بالکل احتراز واجب جانے بلکہ ایسے
لوگون کے ساتھ مداخلت بھی نکرے چاہیے کہ سننا اوسکا بولنے سے بیشتر ہو کسی حکیم سے
پوچھا کہ سننا تیرا کسواسطے کہنے کی نسبت سے بہت ہے بولا کہ مجھے کان دو دیے اور زبان
ایک وہی اسلیے کہ دو سنون اور ایک بولون آداب چال چلن و نشست برخاست کے
چلنے مین جلدی نہ کیا چاہیے کہ نشان سبک اعتباری کا ہے اور بہت دیر بھی نکرے کہ علامت
سستی کی ہے مغرورونکے مانند اور زنانے پن اور مخنثونکے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے

آداب چال

اور اعتدال کی روش اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیے کہ یہ خصلت احمقون کی ہے اور ہمیشہ سر نیچے کیے نرہے کہ یہ دلیل غلبہ حزن و فکر کی ہے اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ رکھنا چاہیے اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے اور پانون پر پانون نرکھے اور سوا بادشاہ حضور اور اوستاد اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اون لوگون کے جو اونکے برابر ہین دوزانو نہ بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھ پر نرکھے اسواسطے کہ یہ علامت حزن و کسالت کی ہے اور گردن کو کج نکرے اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا احتراز کرے اور ناک اور موتھہ کے درمیان انگلی نڈالے اور انگلی نہ چٹکاے اور بدن کو بھی خمیازہ اور انگڑائی سے احتراز کرے اور تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ اہل مجلس کو معلوم نہو اور آواز بھی اوسکی نہ سنین اور قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھہ آستین اور دامن سے نہ پونچھے جسوقت کسی مجلس مین جاے تو اپنے رتبے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہے تو جہان چاہے وہان بیٹھے اسلیے کہ صدر وہین ہوگا اگر ایک ناواقف اپنی جگہہ پہچانا نکرے بیٹھا لازم ہے کہ جب واقف ہو تو اپنے مقام پر آ بیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پاے تو پھر جاے اسطور سے کہ لوگون کو معلوم نہو کہ یہ شخص بیزار یا دق ہوکر گیا اور غیر محرم اور خدمتگارون کے آگے سوا ہاتھہ اور موتھہ کے برہنہ نکرے خلوت مین ہو یا کہ جلوت مین زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت جیسے قضاے حاجت یا غسل وغیرہ ہے اور مجلس کے بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوئے اور کبھی چت ہوکر نہ لیٹے خصوصًا وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہے اسلیے کہ اسطرح کے سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی ہے اگر محفل مین خواب اوسپر غلبہ کرے ہو سکے تو اوٹھہ جاے نہین تو کسی بات یا کچھہ فکر یا کوئی شغل مین مشغول ہو جس سے آسیب نیند کا دفع ہو جاے اور جو کسی جماعت کے ساتھہ ہے اور وے سب سوجائین اونکی موافقت کرکے یا باہر جاے حاصل کلام یہ ہے کہ ایسا سلوک اختیار کرے کہ لوگون کو اوس سے نفرت اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضی اوسکو دشوار معلوم ہو تو دلمین سوچے کہ اہل عقل کی ملامت اور طعن و تشنیع اونکا بسبب بے ادبی کے سخت تر ہے اوس عادت سے کہ جو کرنیگی

مشقت سے پس اختیار کرنا اوس عادت کا اولی ہی آداب کھانیکے چاہیے کہ پہلے ہاتھہ موںھہ ناک
دھوے بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر تمام کرے اور سب سے پہلے کھانیکے لیے سبقت نکرے
مگر جو شخص میزبان ہو اور اسطور سے کھاے جو کپڑے دستارخوان اور آستین آلودہ ہون زیادہ
تین اونگلیون سے لقمہ نہ اوٹھاے اور بہت موںھہ نہ پسارے بڑے لقمہ سے پرہیز کرے اور جلدی
جلدی نہ نگلے اور موںھہ کے درمیان جمع نکرے کہانے مین اونگلی نہ چاٹے بعد فراغت کے سنون ہی
اور رنگ روپ کھانیکا نہ نہارے اور نہ سونگھے اور نہ دانت سے کاٹے اگر دسترخوان مین کچھہ کھانا
بہت لذیذ بچ رہی اوسکی طمع نکرے بلکہ اورون کو دیدالے اونگلیون سے چکنائی چھڑا ے روٹی اور
نمک کو نہ بھگوے اور جو ایکہی رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسیکے نوالے پر نظر نکرے اور اپنے
آگے سے کھاے مگر میوے مین دوسرے جگہ سے کھا سکتا ہی ہڈی اور جو چیز کہ موںھہ سے
چھوٹے دسترخوان پر نرکھے اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ موںھہ سے نکالکر پھینک دے
ناپسند حرکتون سے احتراز واجب جانے اور موںھہ سے کوئی چیز نکالکر رکابی یا پیالے مین نرکھے غرض
اسطور سے کھاے کہ اگر کوئی اوسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نکرے اگر مہمان ہی تو میزبان کے
آگے کھانے سے ہاتھہ اوٹھاے جسوقت حضار مجلس ہاتھہ کھینچین تو وہ بھی اونکی متابعت
کرے اگرچہ اوسے سیری نہو مگر اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین جہان اوسکے محرم کا رہین اور
جو میزبان ہو تو لازم ہی کہ جب تک ہاتھہ اوٹھائین عذر خواہی کرے کہ اگر کسیکو کچھہ رغبت رہی
تو حجاب نکرے کھانے مین اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ پیے کہ اوسکی آواز کوئی نہ سنے اور اہل
محفل کے سامنے خلال نکرے اور دانتون سے جو کچھہ کہ زبان سے نکالے اوسے نہ کھاے جو کچھہ
خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پھینکے کہ لوگون کو نفرت نہ آوے اور ہاتھہ دھونے کے
وقت اونگلیون اور ناخنون کی جڑ کو اچھی طرح سے صاف کرے اسیطرح ہونٹھہ اور موںھہ اور
دانتون کو اور کلی طشت مین نکرے اور موںھہ دھونے مین اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھون سے
احتیاط کرے ہاتھہ دھونے مین اورون پر پیشدستی نکرے لیکن میزبان کو روا ہی کہ سبکے آگے
ہاتھہ دھوے پانچوان لمعہ حقوق والدین کی رعایت مین جب کہ عقل و نقل کے موافق
شکرگذاری منعم کی واجب ہی نعمت الٰہی کے بعد کوئی نعمت فرزندون کے حق مین ماں باپکی

نعمت کے برابر نہین ہی اسلیے کہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی پھر اوسکی پرورش کا
واسطہ ہی کھانے کپڑے اور اون ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اوسکے جینے اور ہوش
سنبھالنے کا سبب ہین بعد اسکے وسیلہ ہی اوسکے کمالات نفسانی کے حاصل ہونیکا جیسے
آداب و ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کرکے
اسکے لیے جمع کرتا اور اوسے دیتا ہی بلکہ ایثار اوسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور مان اسکے
موجود ہونے کے سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اسکے بار برداری حمل کی اور اسکی مشقت کو
سہنا علاوہ جننے کے خطرے اور درد زہ کو دیکھا چاہیے اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندونکی
حیات کا اوسکے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اوسکی حفاظت اور پرورش کی
تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اوسپر فدا کیا اسیواسطے والدین کی محبت
لڑکون کے حق مین محبت طبیعی ہی اور اونھین انکے فرزندون کے حق کی رعائت مین احتیاج
تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین کے حق مین شرائع الہی مین اولادون پر
والدین کے احسان کے لیے حکم بیشتر عکس کا ہی پس عدالت کا اقتضا یہ ہی کہ مان باپ کے
ساتھہ نیکی اور انکی اطاعت کو انکو تربیہ خالق کی طاعت کے جاننے چنانچہ اکثر آیۂ قرانی اور حدیث
نبوی علیہ السلام مین اوسکے بعد بیواسطہ مذکور ہوئی ہی اور جب کہ حق سبحانہٗ تعالی کی بے نیازی کا
جوش اس سے برتر ہی کہ کوچۂ نیستی کے مفلس اوسکی بے انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ
شکر سے برآوین یا کچھہ اوسکے بدلے مین آگے لاوین اور اوس راہ کے چلنے والون کے
پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوئے ہین بخلاف والدین کے اسلیے کہ اونکی
وجوہ احتیاج ظاہر ہی پس اسی وجہ سے اونکا حق رعائت کے باب مین اولا ہی اور شریعت کے
قاعدے کے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہی حق اللہ سے اسلیے کہ حضرت
حق سبحانہٗ تعالی جواد مطلق ہی اور اوسنے فرمایا ہی کہ بے شبہہ اللہ تعالی سب سے بے نیاز ہی تمام عالم سے
والدین کے ایفائے حق کی اصل حقیقت تین چیزون سے مرتب ہو سکتی ہی پہلی خالص دوستی
دل و جان سے اختیار کرنی اور مقدور بھر زبان اور ہاتھہ پانون سے اونکی تعظیم اور فرمان
برداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا نہو اور اگر اونکے کسی کا سبب ہو

توحسن سلوک کے طور سے اونکے خلاف رائے کرنا مضائقہ نہین پر مجادلے کے طریقے سے بدہی مگر
ایسی صورت مین کہ شرعًا واجب ہو امام غزالی نے اکثر علمون سے نقل کی ہی کہ شبہات مین اطاعت
والدین کی واجب ہی مباحات کا کیا ذکر دوسری اونکے ساتھ مساعدت کرنی مصالح معاش مین
طلب بے سنت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نکرے
تیسری ظاہر و باطن مین اونکی خیر خواہی کا اظہار کرنا اور مرنے بعد جیسے ہین اونکی نصیحتون کو ماننا
اور جب کہ والد کے حق کے لیے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے
اطراف جسمانی اور اسیواسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہی اور مان کے حق
مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین اسبب اوسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کی طرف زیادہ
ہوتا ہی پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین کہ جنمین روحانیت غالب ہی جیسے
تابعداری کرنی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہی اور مان کے حق اوا کرنے کے لیے امور جسمانی مین
جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی اور جب اس فضیلت کے مقابل حقوق
والدین کا رذیل کی قسمون سے ہی پس اوسکی بھی تین انواع ہین اس فضیلت کی تین
نوعون کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں بڑے بھائی ہین
اونھین اور اونکے دوستونکو بھی اونکے برابر جاننا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص اونکے ساتھ
لازم ہی اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ نیک کامون سے بہتر یہ ہی کہ اپنے باپ کے دوستدارونسے
رعایت کیا چاہیے اور بموجب اوسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہی
اوستاد کے ساتھ کہ وہ پدر نفسانی ہی یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے چوتھا ملعہ خادمونکے
بندوبست مین بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھ پانون کے برابر ہین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری
کامون پر اقدام کرتے ہین اور جو بے سبب نہ ہین تو اپنے تئین اون کامون مین مشغول اور
اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو اونمین معروف رکھا چاہیے اور وہ لوگ نہون تو اسباب آرام کے
منقطع ہوتے ہین اور بسبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہین کر سکتے
اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف
عائد ہو پس لازم ہی کہ اونھین ودائع الہی کی مثال جانکر اونکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب جانی

اور اونکے ساتھ مہربانی و مدارات کا طریقہ جاری رکھے اور اونکو مقدار طاقت سے زیادہ کسی کام کی
تکلیف نہ دے اور اونکے لیے آرام کے وقت معین کرے اسلیے کہ اونکو بھی ماندگی سستی
و ضعف مزاجی ہوتی ہے اور طبیعت کی خواہشین پیدایش ہی سے لگی ہوتی ہین اور ملاحظہ کیا چاہیے
کہ اصل فطرت مین آپ مین اور اونکے درمیان اشتراک ہے اور شکر اسبات کا کہ حق سبحانہ تعالی نے
اونکو تابعدار اپنا کیا ہے بجالایا چاہیے اور اونپر ظلم نکرے حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ نے جو
متمم اخلاق کے ہین فرمایا ہے کہ خورد و نوش مین اونکو اپنے برابر قیاس کیا چاہیے اور جب کسیکو
کسی خدمت کے لیے نوکر رکھے لازم ہے کہ پہلے چشم غور سے اوسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ سے اوسمین
بیسمری ہو تو دانائی و ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے اور چاہیے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے
احتراز کرے اسلیے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اوسکی خلقت کے ہے اور برعکس اسکے کم پایا ہے
حکیمون نے کہا ہے کہ سب چیزون سے بہتر خوبصورتی ہے حدیث نبوی مین آیا ہے کہ طلب کرو
تم حوائج کو خوبرویون سے اور فرمایا ہے کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہے کہ نیکنام اور خوبصورت
ہو اسلیے کہ خوبصورتی پہلی اون نعمتون مین سے ہے جو شخص کو پہونچتی ہین اور دوسری حدیث
مین ہے کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے اور چاہیے کہ مریضون سے جیسے ٹھیرے
لنگڑے اور گنجے برص والے اور جو اونکی مثال ہین اجتناب کرے جسوقت دانائی کی علامات
خادم سے مشاہدہ کرے اوسکے ساتھ احتیاط سے رہنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان خصلتون مین
اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اسباب مین بہت حیا تھوڑی عقل کے ساتھ بہتر ہے بہت دانائی سے
و ڈھیٹھ پنکے ساتھ اسلیے کہ حیا بہترین خصائل ہے خادم جس کام کی لیاقت اوسے یاد ہے اور
اوسکے اسباب اوسکے مساعد ہون اور اسکی طبیعت بھی اوس سے مناسبت رکھتی ہے اسمین
مشغول کیا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدے جدے کام کی ہے جیسے
کشتکاری بیل کا کام ہے گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کر و فر کے لائق نہین جب نوکر کو
کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اوسکو معزول نہ کیا چاہیے اسلیے کہ یہ فعل کم ظرف
اور کوتاہ نظرون کا ہے اور بے شبہہ اوسکے معزول کرنیکے بعد اوسکے بدلے ایک اور چاہیے
اور نہین جانتا ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو یا بدتر اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیے کہ اونکی

جدائی اپنے سے کسی طرح محبوب نہین تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور اولی
زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وہی بھی شرط ہواداری اور جان یاری کی بجالاوین اسلیے
کہ جب نوکر اپنے آقا کی ہردم کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک
اوسکا سمجھے اور برے بھلے مین رفیق اور خیرخواہ رہے اور جب جانے کہ خداوند کا لطف و مہربانی کا
سررشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے قصور مین خدمت سے معزول کر دین تو اوسے عاریت کی
مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی کی بجا نہ لائین بلکہ جانے کے لیے ذخیرہ کرین
خدمت سے لینے کی اصل یہ ہے کہ بنا اوسکی محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے
تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدوروں کے مانند بعد اسکے بنا اسکی رجا پر بہتر ہے نہ خوف
پر تو کام اگر محبانہ نکرین البتہ مزدورانہ کرین اور مظلوموں کے طور سے نکرینگے اسلیے کہ جب
اسکے دل مین دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش ودلی سے کسی کام مین اقدام نکریگا بلکہ
بقدر دفع ضرر کے اوسکا قصد کریگا چاہیے کہ خادموں کی صلاح حال اپنی صلاح حال کے
اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اون سے علاقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اسے
انجام دین نکراہت و بددلی سے اور اونکی اصلاح کار مین نظر کیا کرے مہربانیوں سے
امیدوار اور خشمنائی سے ترسناک رکھے اگر اونمین سے کوئی توبہ کرنیکے بعد تقصیر کی
طرف عود کرے تو مناسب سزا سے اسکو گوشمالی دیجائے اور صرف اسی سے اوسکے
نا امید ہونا چاہیے اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہے
تو اوسے جلد دفع کیا چاہیے تا اوسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین غلام خدمت کے
لیے آزاد سے بہتر ہے اسلیے کہ غلام کی خواہش خاوند کی فرمانبرداری اور تابعداری کی
طرف بیشتر ہے اور تادیب سے نیک خو ہوسکتا ہے اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہے غلام و خدمتگار کو اونکے
فرقے سے جنکی عقل و شعور و گفتگو درست اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اوسے اپنی ذات کے
کاموں کے لیے مقرر کرے اور جس مین کفایت شعاری یا رسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اوسے
تجارت کے واسطے اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کاموں پر صابر اوسکو تردد و
آباد کرنے پر متعین کرے اور جو کہ بہت ہوشیار اور بلند آواز ہو اوسے نگہبانی کے لیے

معین کرین اور بندے تین قسم کے ہوتے ہین ایک حر بالطبع دوسرا عبد بالطبع تیسرا عبد بعض پہلے کو
اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے دوسرے کو چارپاے اور مواشی کی مثال تیسرے کو بقدر
ضرورت طمع وحرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب مصلحت کے فرمایش کامون کی
کیا چاہیے اور گروہ خلائق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و فہم کا مین ممتاز ہین
پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم اور اونمین سے اہل حبش وفا وثبات قدم مین
معروف ہین ولیکن کبر وعدم تحمل مین اونکی صفت نہ کیا چاہیے اور اہل عجم عقل وتدبیر اور
صفائی و واناقی مین ممتاز لیکن مکر وفریب حرص ونفاق مین موصوف اور اہل روم وفا وامانت
داری اور کفائت شعاری مین موسوم اور بخل وبدخوئی سے بدنام ہین اور اہل ہند قوت
حدس یعنے سرعت ذہنی اور چستی وچالاکی مین مشہور لیکن بسبب عجب وپندار وکینہ کشی اور مکر
مذموم ہین اور اہل ترک شجاعت وجودت خدمت وخوبصورتی مین مشہور پر غدر وفنا اور
بے حفاظتی مین موصوف ہین تیسرا لمعہ شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی مین آئین
سات لمعے ہین پہلا لمعہ بیان مین اسکے کہ انسان کو آبادی مین رہنے کی احتیاج ہے اور اس
فن کی فضیلت مین حکمت کی روسے پوشیدہ نہین ہے کہ تمام موجودات کمال کی وجہ سے
دو قسم ہین ایک وہ ہے جو کمال اونکا اونکی پیدایش ہی کے ساتھ ہے جیسے اجرام سماوی ہین
دوسرے وہ کہ کمال اونکا اونکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسے اجسام عنصری ہین
پر اس قسم کے واسطے نقصان کے مرتبے سے درجہ کمال مین پہونچنے کو ایک نوع حرکت کی
ضرور ہے لیکن یہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور نہین اور وے اسباب اون کمالون کے
ساتھی رہتے ہین جیسی صورتین ہین کہ مبدأ فیاض سے نطفون پر فائز ہوتی ہین تو کمال
انسانی کو پہونچین یا وے وسائل جو مواد کو صورتون کے قابل کر دیتے ہین جیسے غذا کا پہونچانا
بدنون کے تو کمال نمو کو پہونچین لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہے پہلی معونت بالمادہ
یہ معونت ایسی ہے کہ معین جزو ہوتا ہے اوس شی کا جیسی معونت غذا کی ہے حیوانات کے لیے دوسری
معونت بالآلہ یہ معونت اسطور پر ہے کہ معین اوس شی کے فعل کا واسطہ ہو جیسے پانی ہے قوت غاذیہ
کے لیے تیسری معونت بالخدمت یہ اسوجہ سے ہے کہ معین وہ کام کرے جو اس شی کے

کمالات کا سبب ہو اور اوسکی دو قسمین ہین ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی کمال اوس شی کا ہو دوسری خدمت بالغرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اوسکا بہ تبعیت حاصل ہو اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابو نصر فارابی نے کہا ہی افاعی ہین خادم بالذات عناصر کے لیے اسلیے کہ اونھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنک مارنے ہین جو موجب فساد ترکیب کا اور اجزاے عنصری کے جدا ہونیکا ہی کچھہ نفع نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہین کہ اون کو حیوانون کے پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا بہ تبعیت لازم آجاتا ہی اور جب کہ خادم بالذات مخدوم سے اخس ہی پس نچاہیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہی اونکی کسیکی خدمت کری مگر بالغرض پر وی سب اعانت انسان کی کرین کوئی لطریق مادی اور کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالغرض کے طریقے سے بھی اسلیے کہ عناصر ترکیب بدن انسانی کے جز ہین اور نباتات وحیوانات غذا اوسکی ہی اور غذا کی معونت بالمادہ ہی اور عنصرون مین سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل خاص مین مادی کا واسطہ کرتا ہی جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم و سرد کرنے اور غذا کے ہضم کرنے کے لیے اور ہوا کو دم چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہی روح کی راحت اور زمین کو زراعت کرنے اور مکان بنانے وغیرہ کے لیے اسیطرح سے نباتات وحیوانات مین سے کسیکو غذا کرنا اور کسیکو دوا بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہی بلکہ اجرام فلکی سے بھی اسلیے کہ فصلون کو جو حرکات سماوی سے حاصل ہوئین بحسب مصلحت کے اپنے اعمال کا جیسے زراعت و عمارت مین سبب مقرر کرتا ہی چنانچہ مضمون اس آیت کا کہ اگر تو نہوتا تو آسمانون کو پیدا نکرتا مین اس سے خبر دیتا ہی اور توریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مینے تیرے تئین ای ابن آدم اپنے لیے اور تمام اشیا کو تیرے واسطے اگر فطن لبیب اس مقام مین کچھہ تامل کری تو فرشتون کے سجدہ کرنیکا راز اوسپر منکشف ہوا ور علامت خدمت کی نباتات وحیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہی اسلیے کہ نبات کے وجہ سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اوسکے دیدہ بصیرت مین جلوہ گر ہی اسیطرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہی لطریق خدمت کے نہ لطریق واسطے اور نہ لطریق مادے کے بلکہ انسان بنظر اپنے ذات کے مادی کے

دیتا ہے تو معونت کسی شی کی نہین کرسکتا ہے اسلیے کہ وہ جوہر مجرد ہی پس انسان جیسے
عناصر و مرکبات کی اعانت کے طرف محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی اعانت کی طرف بھی
ویسے نوع اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیے محتاج ہی تو بطریق خدمت ایک
دوسرے کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات صرف عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہین
پر اپنی اپنی نوع کی طرف محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا ہوتے ہیں جیسے
اکثر حیوانات آبی ہین شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے مین اپنی نوع کی
افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہین اور جو توالد سے ہین جیسے چارپائے وغیرہ حیوان
ہین نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کال
معین تک محتاج اپنی نوع کے ہین اور بعد پرورش کے محتاج معاونت کے نہین رہتے
پس اجتماع اونکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہی بعد اسکے ہر ایک منفرد
رہ سکتا ہی اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقائے شخصی
و نوعی مین معاونت کے محتاج ہین پر بیان اوسکا کہ انسان بقائے شخصی کے واسطے اپنی افراد
نوع کا محتاج ہے یہ ہی کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اونکی
مبادی کی تیاری مین خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اوسے افزار نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے
جو محتاج علیہ ہین بہم پہونچانے پڑتے پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکور مین مصروف رکھنا
ضرور ہوتا یہانتک کہ غذا و لباس و مسکن اوسکے موجود ہون تو بے شبہہ جب تک اسباب
تیار ہون بے غذا و لباس و مسکن کے رہنا اور سبب اوسکی ہلاکت کا ہوتا بلکہ اگر اپنی ساری عمر
ایک صنعت مین ان صنعتون سے صرف کرے اتنک عہدہ برا نہو سکے ولیکن جب مجتمع ہون
تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے
اور معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال
اشخاص کے درست اور سلسلے نوع کے باقی رہین اور جو خبر کہ اس معنی کی طرف اشارہ
کرتی ہی وہ مضمون اس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام
کرتے تب روٹی پکے تیار ہوتی اور ہزار و ایک کام سے سرد ہوتی حکیمون نے کہا ہے

کہ ہر ایک ایک کام چاہیے تب کوئی ایک نوالہ مونھ مین اوٹھا سکتا ہی اور جب کہ اون کے
کامون کا بند وبست کلک و معاونت پر موقوف ہی تو حکمت بالغہ آلہی یہ چاہی کہ گروہ خلائق
ارادہ اور طبیعت مین مختلف رہین تا ہر کوئی جدی جدی صنعت اور سہم کی طرف قصد اور اوسکی
تکمیل کی سعی کری اسلیے کہ اگر سب کوئی قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال
کرتے باقی پیشے بیکار رہجاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسیطرح اگر فقر و غنا مین سب
مساوی ہوتے کوئی کسیکی معاونت نکرتا اسلیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے
مقابل کسیکو توقع نفع کی نہ ہتی اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی استغنائی کے سبب
کوئی کسیکی خدمت نکرتا پس جب اختلاف ہمم کے سبب ہر ایک کو ایک ایک ہنر لائق ہے
اور اوسکی تکمیل کی کوشش کری تو بمقتضاے اختلاف احوال کے ہر کسیکو کسی وجہ سے احتیاج
دوسرے کی طرف ہو پس لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام پر قیام کری اور آپس کی
معاونت سے سبکے احوال حسبطور پر ہی منتظم ہون اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے بنی نوع کی طرف
اجتماع مین محتاج ہی اوسیکو تمدن کہتے ہین اور وہ مشتق مدینے سے ہی یعنے شہر کے درمیان
اکٹھا ہونا اور مراد مدینے سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اوس قیاس پر ہی جو تدبیر منزل مین
کہا ہی یعنے اجتماع عوام کا اس وضع پر جو موجب انتظام امور کا ہو سکے اور یہ معنے اوس
قول کے ہین جو حکیمون نے کہا ہی الانسان مدنی بالطبع یعنے محتاج اسکا ہی کہ اپنی طبیعت کی قتضاسے
اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین اور جب کہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور
سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس اگر اونھین انکی طبیعت پر چھوڑین اور
کوئی کسیکی اعانت نکری تو باہم یاری کرنی اونکی متصور نہوا اسلیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کے خاطر
دوسرے کے ضرر کا قصد کریگا اور آپسمین لوٹ مار چھینا چھانی مارک مار اخون خرابا کرینگے
تو ایسی ایک تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اوسکے حق پر راضی رکھی اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ
ہوں اس تدبیر کا نام سیاست علمی ہی اسباب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہی
ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کی طرف احتیاج ہی پر صاحب ناموس وہ شخص ہو سکتا ہی خدا کی
الہام و وحی سے اور دن پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملۂ دنیاوی کے احکام مین

بسطور سے کہ سبب صلاح معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہے
اور اوسکے احکام کو ناموس اور متاخرین کے عرف مین نبی اوشارع اور اوسکے احکام کو شریعت
افلاطون نے اونکی شان مین کہا ہے کہ وہ لوگ بڑے قوت والے اور غالب ہین یعنے قوت
علمی اور عملی مین اوروں سے ممتاز ہین اسلیے وہ غیب کے اسرار پر الہام آلہی سے واقف ہوتے
اور عالم کون و فساد مین بخوبی تصرف کر سکتے ہین اور ارسطاطالیس نے اونکی شان مین کہا ہے
کہ وہ لوگ ایسے ہین کہ خدا کی مہربانی اونپر بہت ہی ہے عالم وہ شخص ہو جو تائید آلہی سے ممتاز ہو تو
اوسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور اونکی مصلحت کے انتظام کرنے کی قدرت ہو حکما اس
شخص کو بادشاہ علی الاطلاق کہتے ہین اور اوسکے احکام کو صناعت ملک و اسی کی متاخرین
اوسے امام اور اوسکے فعل کو امامت کہتے ہین اور افلاطون اوسکو مدبر عالم کہتا ہے اور ارسطاطالیس
نے اوسکو انسان مدنی کہا ہے یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دے سکے جب کہ گروہ خلائق
کی مصلحت کا سر رشتہ ایسے عالی مقدار کے کف کفایت مین ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے
اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہونچے جیسے اس زمان خجستہ آوان مین لطائف تدبیر پروردگار نے
بموجب اسکے کہ کمان اسکے بنانیوالے کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی پادشاہ کامگار کے
قبضۂ اقتدار مین رکھی کہ اوسکی عدالت کے دبدبے نے آوازۂ عدل نوشیروانی کو لیست کر دیا
اور اوسکی عطوفت کی برکت نے دلونکے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم
سازگار بنایا اور مدبر عدل نے اوسکے گرگ کو شبانی سکھلائی اور درد کو پاسبانی اوسکی
ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسیکو گریبان دریدہ نہ دیکھا اور نالہ بزار بغیر مرغان
چمن کے کسی سے نہ سنا اور اوسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت
انفاس عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے اوسکے ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے آفتاب کو
ید بیضا دکھایا اوسکی عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھ سکیے وہ بھی خونریز
اور آشوب بدون زلف خوبون کے نپا سکیے وہ بھی پیچ و تاب مین امید کہ خورشید اقبال اوسکا
قیامت تک آسیب زوال اور کسوف و وبال سے محفوظ رہے مدبر عالم کو پہلے چاہیے کہ احکام
شریعت کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصلحت وقت کے جو جہ پر

موافق قواعد کلیہ شرعی کے ہوا وسی کے اختیار مین رہے ایسا شخص حقیقت کی روسے ظل اللہ
اورخلیفۃ اللہ اور نائب نبی ہوتا ہے جیسے طبیب واقف کا رحفظ اعتدال مزاج انسان کا کرتا ہے
اوسے بھی لازم ہے کہ مزاج عالم کی صحت کو جیسے اعتدال حقیقی کہتے ہین نگاہ رکھے اور جب اوس مین
اختلال راہ پائے اعتدال کی طرف لائے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب عالم ہے اور اوسکی صناعت ہے
طب کلی کی اور جیسے اعضا بدن انسانی کے اپنے باقی رہنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہے
مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اورقوت زندگانی مین ہے اور دل محتاج جگر کا ہے روح طبیعی اور
تغذیہ مین اور وہ دونون محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اورقوت حسی مین اور دماغ محتاج اون
دونونکا ہے حیات و تغذیہ مین اسیطرح سے اجزا سے نفسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہے بقا مین
پس تمام وکمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہے اسلیے اپنے بنی نوع کے ساتھہ
باہم مددکرانے کے طور پر آمیزش ضرور ہے وگرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور ظلم کے
نشان مین متصف ہون اور جب کہ ایک گروہ ایسا جو آدمیون کی صحبت سے کنارہ کرتا اور
سجا گنار رہتا ہے اور بنی نوع کی معاونت سے کلیا احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار آورون کے
سر پر رکھہ دیتا ہے اور اسیکو زہد جانکر افضیلت قرار دیتا ہے حالانکہ یہ حالت محض جور ہے اسلیے کہ وے
لوگ کھانے کپڑے اور آدمیون سے لیتے ہین پر اوسکے بدلے کچھہ اونھین نفع نہین پہونچاتے
اور اوسکی قیمت بھی نہین دیتے اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اون سے
سرزد نہین ہوتے عوام الناس اونکو اہل فضیلتونین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہ نہایت
خطا ہے اسلیے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہے بلکہ عدالت کی وجہ سے اور عدالت یہ نہین جو کسیکو کبھی
اسپر ظلم نکرے بلکہ معاملات مین آدمیون کے ساتھہ انصاف وانتصاف کے طریق پر چلے ابوالحسن
عامری کہتا ہے کہ قصہ خوان اون لوگون سے بھی بدتر ہین اسواسطے کہ باوجود اسکے جو وے آدمیون سے
توقع منفعت کی رکھتے اور اون سے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھہ نفع اونکو نہین پہونچاتے ہین
بلکہ اونھین ایذا دیتے ہین اسلیے کہ جھوٹھی باتون سے اونکو فریب دیکر اونکی اوقات ضائع کرتے
اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اوسوقت میسر ہو
کہ جب اوسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اوس سے خبردار ہونا بے پہچانے اس علم کے قوانین کے

سہل نہین ہی پس ہر ایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہی تو معاملات و معاشرات انکا
عدالت سے کے طریق پر متحقق ہو علی الخصوص بادشاہون کو جو سابق مذکور ہوا کہ وہی مزاج عالم کے
طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہین اور یہ علم عبارت ہی اون قاعدون سے جو متعلق عوام الناس
کی مصلحت پر اسطور سے ہو کہ بسبب تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی کی طرف دوسرا لمعہ
محبت کی فضیلت مین جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تآلف پر موقوف ہی
اور وہ بغیر محبت و الفت کے متصور نہین اور باوجود علاقہ محبت کے احتیاج عدالت کی
نہین جیسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت ہی اسواسطے کہ وہ ایک وحدت غیبیہ
طبیعی کی اور عدالت شبیہہ ہی صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہی کہ طبیعی مقدم صناعی ہی اور جب محبت
چاہتی ہی کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اوٹھاوے تو اوسکے ساتھ احتیاج عدالت کی نہ ہی
انصاف لغت مین دو ٹکڑے کرنا ہی یعنے جو چیز کہ آدھون آدھ جھگڑے کی ہی اپنے اور شریک کے
درمیان دو حصے کر لیوے یہ معنی فرع ہی کثرت کی پر جسوقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اوسکی
نہین رہتی قدیم حکیمون نے کہا ہی کہ اقوام موجودات کا محبت سے بنا ہی اور کوئی وجود یگونہ
محبت سے اسطور پر نہین خالی ہو سکتا ہی جو حقیقت مین اوسکی وحدت نہو اسیواسطے کیفیات جسمانی
متضادہ مین جیسے حرارت و برودت ہین مثلاً انہزام ہر ایک کا اوسکے ضد سے محسوس ہوتا ہی
اور جمادات و نباتات کی طبیعتون مین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہی اور عناصر مین میلان اونکا
طبیعت کی گرد آوری سے مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادی کی
صورت ظاہر ہی جو مبدا اس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہی اور شوق توجہ اسکی طرف ہی جیسا کہ
حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہی اور بحسب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب
نقص و کمال مین اختلاف ظاہر ہوتا ہی اسلیے کہ محبت جو سبب تو وحدت کا ہی مقتضا ہی بقا و کمال کا
اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا مورث ہی نقص و اختلال کا اور حکیمون کے فریق سے اس فرقے کو
اہل محبت و غلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین
ساری ہی جب کہ گذرا بیت ؎ حب ازلی سبکے ہی دلمین ساری ٭ ورنہ بہر گل کے لیے
کرتی نہ بلبل فریاد ٭ اور متاخرین کی اصطلاح مین محبت ایسے مقام مین جہان عقل بائی نہ مانے

اطلاق نکرین عناصر کے میلان کو جو اونکے حیز طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق و اشتیاق کہتین لسبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن و مقناطیس کے درمیان اور اونکے تباعد کو ایک دوسرے سے واسطے تبائن مزاجی کے جیسے سنگ باغض الخل اور سرکے اور اونکی مثالون مین ہی جب اور بعض نہین کہتے بلکہ اوسے میل و ہرب کہتے ہین اور بیزبان حیوانون کی موانست و منافرت کو الفت و نفرت کہتے ہین اور نوع انسانی کے بیچ محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے دوسرے ارادی جیسے الفت شاگرد کی استاد سے اور محبت ارادی کی چار نوع ہین اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی اور شتاب زائل ہوتی ہے دوسرے وہ جو بدیر ہو اور دیر رہی تیسرے وہ جو بدیر ہو اور جلد جائے چوتھے وہ ہی جو شتاب آئے اور دیر جائے اسلیے کہ سبب اس محبت کا فقط لذت ہی یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب انسے پر لذت سبب اس محبت کا ہی کہ جلد پیدا اور فوراً زائل ہو اسلیے کہ لذت جیسے بسہولت حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی اوس اتحاد کا کہ دیر سے حادث ہو اور شتاب تغیر نا پائے اسواسطے کہ نفع مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی سے جاتا رہتا ہی اور خیر منشا ہی اوس محبت کا کہ جلد ہو اور بدیر جائے پر جلد ہونیکا سبب یہ ہی کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہی اور دیر جانیکی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی پر مرکب سبب ہی اوس محبت کا جسکا علاقہ دیر بند ھی اور دیر کھلی اسلیے کہ اجتماع نفع و خیر دونون حالت کو چاہتا ہی اخلاق ناصری مین یہ تقریر اسیطور سے مذکور ہی اور نظر دقیق یہ چاہتی ہی کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونون صورتون مین متوسط ہی اور اون احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے اونکے مقتضا سے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالی دانا تر ہی جانا چاہیے کہ محبت صداقت سے عام ہی اسلیے کہ محبت بہت لوگون کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اوس سے کمتر پر عشق سب سے خاص ہی اسلیے کہ ایک دل مین دو شخص کا عشق گنجائش نہین کر سکتا جو عشق کہ افراط کے ساتھہ ہو محبت اوسکی طلب لذت ہی یا طلب خیر ولیکن پہلا عشق مذموم ہی سابق تعبیر اسکی عشق بہیمی سے کیگئی ہی اور دوسرا عشق محمود بیان اوسکا

عشق انسانی

عشق نفسانی سے ہو چکا حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استقلال کے طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے
کسی صورت سے عشق مین دخل نہین ہی جوانون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت ہی اور جب کہ
لذت سریع الزوال ہی تو اونکی صداقت بھی محل تبدیل مین ہی اور پیر مردون اور اہل تجارت کی
صداقت کا سبب فقط نفع ہی اسیواسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہی اور دانا ؤن کی صداقت
کی جہت محض خیر ہی اور جب کہ خیر ایک امر ثابت غیر متغیر ہی تو مودت اونکی تغیر و زوال سے
محفوظ رہتی ہی اور جسوقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک
طبیعت کے موافق ہو دوسرے کا مخالف ہی اور اسیواسطے لذت جسمانی شائبہ الم سے خالص
نہین ہوتی اور جب کہ نفس انسانی جوہر بسیط اور لوث تضاد سے منزہ و مبرا ہی تو جو لذت کہ اوسکی
جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت حکمت ہی اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو
وہ باقی مراتب محبت سے عام ہی اسے عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہین ارسطاطالیس افلیطس
سے نقل کرتا ہی کہ مختلف چیزون کے بیچ التیام و تألف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین
باہم مشتاق ہوتی ہین اور اسکی شرح مین کہا ہی کہ جب جواہر بسیط آپسمین متشاکل اور باہم مشتاق
ہین ہر آئینہ انکے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جائے
اسلیے کہ علاقہ تباین مادیات کے لوازم سے ہی اور انین اس نوع کا تألف ممکن نہین پھر انکے
بیچ اصل و حقیقت کا ملنا کسطرح متصور ہو بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا ہی اس سے اور
اس اتصال سے بہت فرق ہی اور جب کہ نفس انسانی جوہر بسیط ہی جسوقت کدورت جسمانی سے
پاک ہو اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جاے تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب ہو
اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد حقیقی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع
تجلیات الٰہی پر فدا کر دے تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامون کی ہی پہونچے یہی مرتبہ
حق الیقین کا ہی اس رتبے والے کو بدن کے ساتھہ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے مین چندان فرق
نہین ہی اسلیے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا اور اور ونکو
جو سعادت عاقبت مین مترقب ہی اوسکے تئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہو ابیات وہ کام
آج کر کہ ہو بینا تری نظر ہے حیران رہی جمال حقیقی پہ یہ بصر ❊ افسوس شرم آنکھونمین تیرے نہین ذرا

بیٹھا ہی لیس عید مین فردا کا منتظر ٭ لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بہ سبب اوسکی لذت کے
کچھہ وغدغہ باقی رہجاتا ہی اسلیے کہ ہرچند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما و صفات کے دقائق سے
مطلع ہوکر وحدت ذات کو مشاہدہ کری پر شہوت اثنینیت کے شائبے سے جو مقتضا عالم التعلق کا ہی
خالی نہین ہو سکتا اور بے مزاحمت رقیبون کے خاطر جمعی سے تمام و کمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوتخانہ
تجرد کے میسر کہان اسیواسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہوکر زبان حال کو اس مقال سے مترنم
رکھا چاہیے **ابیات** غبار تن کا مرے ہی حجاب چہرۂ جان ٭ خدا کری کہ مین اس چہرے سے
نقاب اوٹھاؤن ٭ نہ یہ قفس ہی سزاوار مجھہ خوش الحان کا ٭ ارم کا طائر قدسی ہون اُس
چمن مین جاؤن ٭ اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطلق اور ذروۂ مقامات خدا
ترسون کا ہی ٭ **بیت** جو کچھہ کہ ہی سو ہی عشق کہتا ہون اور کہا ہی ٭ دکھلاوی عشق تجکو باغ وصال جانان ٭
بعد اسکے محبت باہمدیگر اہل خیر کی ہی اسلیے کہ حب غایت اس محبت کی نیکی ہی تو خلل اوسکی طرف
ہرگز راہ نہین پاتا بخلاف اور محبتون کے اسلیے کہ تھوڑے عارضے سے وہ محل زوال کے ہون
چنانچہ مضمون اس آیۂ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ دوستون مین سے آج کے دن بعضے بعضے کا
دشمن ہی سوا متقیون کے جز اوسکی دیتی ہی پر جو محبت بسبب منفعت یا لذت کے ہو خواہ بد لوگون
یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہی چنانچہ سابق بیان ہوچکا اور کبھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایک
ساتھہ رہی اور سختیون کے سبب یہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سر اوسکا
یہ ہی کہ انسان بالطبع مائل اُنس کا ہی اسی سبب اوسکو انسان کہتے ہین اور جب کہ اُنس طبیعی خواص
انسانی ہی اور کمال ہر ایک شی کا اوسکی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے مین ہی پس کمال انسان کا
اپنے بنی نوع کے ساتھہ اس خاصیت کے ظاہر کرنے سے ہو اور یہ خاصیت مبدا اوس
محبت کی ہی جو مقتضا تمدن و تالف کا ہی اور ساتھہ اوسکے کہ موافق حکم عقل کے مستحسن ہی شرع مین
بھی اسباب کے لیے مبالغہ عظیم فرمایا ہی اسیواسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے
ساتھہ ادا کرین تا اہل محلہ اس اجتماع کی برکت کے سبب موانست کے زیور سے آراستہ
ہون پھر فرمایا ہی کہ سب اہل موضع ہر ہفتے مین ایک مرتبہ ایک جگہہ مجتمع ہون اور نماز جمعے کی جماعت
سے ادا کرین تا موانست اونکے درمیان حاصل ہو پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی اور

اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین تو اونکے درمیان اجتماع کے سبب الفت پیدا ہو بعد اوسکے سب اُمّت کے تئین ساری عمر مین موقف حج کے درمیان ایکبار جمع ہونے کے لیے فرمایا اور اوسکو ایک وقت معین مین مقرر نہ کیا ہی تا موجب ہرج کا نہو حکمت اسکی یہ ہی کہ جمیع افراد اُمّت کے بیچ مواُنست حاصل ہو اور اوس سعادت سے جو اہل محلہ اور شہری اور بادشاہی لوگون کو حاصل ہی محظوظ ہین اور اس موقف کو بقعے کے درمیان جو مقام صاحب شریعت کا ہی مقرر فرمایا تا اس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اوسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنیکا سبب ہو اسلیے کہ شریعت مین بے شبہہ اوسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی ان امرونکے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اوس سے تحقیق کرنا رابطۂ وحدت کا اور اوٹھا دینا شبہۂ کثرت کا بقدر لائق کے ہی بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین شامل اوس غرض کے ملحوظ ہی اور جیسے نبیون کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہی عمل کے رو سے بھی توحید کی طرف رجوع کرتی ہی یہین سے ہی کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہی کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مینے چاہا کہ آتش روشن کرون تا جو کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اوسکے گھر مین آگ لگا دون اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہے جو جمعے اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی تتمۂ احکام محبت وہ ہی کہ اللہ تعالی کی محبت کے سوا اور محبت کا سبب لذت و نفع ہی اور زوال کی مداخلت سے خالی نہین پس ممکن ہی کہ دونون طرف سے ایکبارگی زائل ہو جاسے اور جائز ہی کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری جانب باقی رہی اور جب سبب محبت کا ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اوس محبت مین اختلاف سبب کے جہت شکائت بہت سے واقع ہو جیسے محبت مطرب اور مستمع کی ہی مستمع گانے والے کو واسطے لذت کے پیار کرتا اور مطرب سُننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہی اور محبت عاشق و معشوق کی اسلیے کہ عاشق اپنے معشوق کو فرحت کے لیے پیار کرتا اور معشوق فائدے کے واسطے اس دوستی مین شکائت ہونیکا سبب ہی کہ لذت کا چاہنے والا جلدی کرتا اور نفع کا ڈھونڈھنے والا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھتا ہی پھر موافقت اونکے بیچ کم متصور ہو اسیواسطے عشاق ہمیشہ شاکی اور مظلوم رہتے ہین

لیکن حقیقت مین وہ خود طالم ہین اسلیے کہ وہ دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو شتاب چاہتے
اور اوسکے بدلے نفع پہونچانے نہین دیتے کرتے ہین اس قسم کی دوستی کو محبت لوّامہ کہتے ہین یعنے
ملامت کے قریب اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کے ہی
وہ بھی بجہت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہین اسلیے کہ ہر ایک اپنے
صاحب سے کچھہ طلب کرتا ہی جو اکثر اوقات مین نہین ملتا اور مطلب کا ہاتھہ نآنا بی شبہہ سبب ملال
ہوتا ہی جو مادہ شکائت کا ہی لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی
یہ فساد مرتفع نہین ہوتا پر محبت نیکو نکی جب کہ منشا اوسکا ارتباط روحانی و اتحاد جانی ہی عوارض نفع
و لذت سے اور مقصود اونکا فقط خیر ہی ہی تبدل کو اوسمین کچھہ دخل نہین اور مخالفت و منازعت کے
شایبے اور ملامت کے عاقبے سے خالی ہوتی ہی اور معنے اوسکے ہین جو حکیمون نے کہا ہی کہ دوست
تیرا وہ شخص ہی جو حقیقت مین تو اور ظاہر مین تیرے غیر ہو پر یہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہے
شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیر کے مطلع مین اس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونیکا مبالغہ کیا ہی
اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت غیر سے اطلاع نہین اور محبت اونکی لذت یا منفعت پہ منتہی ہے
پھر جسکی بنا عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جائے اکثر بادشاہون کی محبت رعیتون کے
ساتھہ اس جہت سے ہی کہ وہ رعایا کے لیے منعم و مفضل ہین اور بے شبہہ منعم منعم علیہ کو
دوست جانتا ہی محبت باپ کی فرزند کے ساتھہ اس جہت سے ہی کہ اوسپر حقوق رکھتا ہی
وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ سے اوسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اسواسطے کہ اوسی
اپنے برابر جانی اور اوسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال کرکے اوسکی شکل لوح فطرت پر ثبت
کرے فی الواقع یہ نیک تصور ہی کیونکہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی اور وہ اوسکے
بدنکا جز اور خلق اور خلق مین اوسکے برابر ہی اسیواسطے باپ خود جس کمال کو چاہتا ہی فرزند کی لیے
بھی اوسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہی کہ فرزند اوسسے بہتر ہو اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے
خوش ہوتا اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے حساب کرتا ہی کہ گوئین کہ اب وہ خود
اکمل ہی اوس سے جو سابق تھا ایسے اسبات سے خوش ہوتا ہی فرزند کی افضل سے بھی
خوش ہوتا ہی سوا اسکے فرزند کی محبت کے لیے ایک سبب دوسرا ہی کہ باپ اپنے تئین

اوسکا منعم اور مفضل گمان کرتا ہی جیسا سلطان و رعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جسقدر نسبت اوسکی زیادہ کری یہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہ ہی کہ اسکے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی رکھتا ہی اور اسکی ہستی کو سن بعد اپنے بقاے ثانی جانتا ہو لیے سنے اگرچہ اکثر باپ کو تفصیل اوسکا نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور اسکا اجمالا رکھتا ہی تشبیہ اسکی یہ ہی کہ جیسے کوئی کسی صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کری محبت اور اوسکے غیر کے حاصل ہوتے ہین اس قسم کا علم کافی ہی اور فرزند کی محبت باپ کے ساتھ اوسکی محبت سے کمتر ہی اسیلیے کہ وجود اوسکا اوسکے وجود کا سبب اور اوس سے متاخر ہی اور ایک مدت کے پیچھے اس حال سے خبردار ہوتا اسیواسطے جب تک باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اس سے انتفاع نہ اوٹھاے محبت اوسکی حاصل نکر سکی اسیواسطے شریعت کے درمیان فرزندون کو والدین کی محبت کیلیے اور اونکے حق کی رعایت کرنے کو حکم کیا ہی بدون عکس کے پر بھائیون کی دوستی باپ بیٹے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہی اسلیے وی کہ رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت سے خالی نہین ہوتی بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہی یا دوست بولا کہ بھائی جب کام آوی کہ اگر دوست ہو اور چاہیے کہ بادشاہون کی محبت بھایا سے محبت پدری کے مثال ہو اور اونکے ساتھ شفقت اور مہربانی کا طریق مرعی رکھی اور رعیت کو لازم ہی کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص کی راہ پر چلی اور اس بادشاہ دانا کا اقتدا کری اور ظاہر و باطن مین کسی صورت سے اقدام اسکا نکری جو سلطان کی عظمت شان کے لائق نہین ہی اور جو چیز کہ اسکو میسر ہی اوس سے خدمت اسکی واجب جانی چنانچہ بزرگون نے کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہون تا باغیون مین سے نہون اور جو ظاہرا خدمت اوسکی نہو سکے تو بہ دل سے دعا کی مدد کرین اسمین بھی وی اوسکے لشکریون کے شمار مین داخل ہو سکین اور چاہیے کہ رعایا آپسمین بھائیون کی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا مددگار ہے اور باندازہ استحقاق اپنے حق کو لے تا فضاے زمین و زمان عدالت کے نور سے روشن اور عرصۂ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہی اور جو اس وجہ پر نہو تو آئین سلطنت کا ٹوٹ جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہین تاہم جیسے کہ

سے کتنے مراتب ہین پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیون کا اور معدن کمالون کا ہی پہ یہ محبت حقیقۃً سوائے
اوس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جلال الٰہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہے
اسلیے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت الٰہی کا دعوا
کرے وہ جاہل مغرور ہی اور حضرت پیغمبر خدا صلوۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنے اللہ جاہل کو کبھی دوست
نہین رکھتا ہی صریحاً اوسکو جھوٹھا بناتا ہی چاہیے کہ یہ محبت باقی مراتب سے اعلی ہو اسواسطے کہ اور مرتبہ کو
اوسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہی دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وے اوسکی ہستی کا سبب صوری ہین
یہ مرتبہ بعد اوس مرتبے کے ہی اور کسی محبت کو یہ رتبہ نہین ہی مگر چاہیے کہ شاگرد کی محبت استاد کے ساتھ
اس سے بھی موکد ہو اسواسطے کہ اگر باپ اوسکے وجود و تربیت جسمانی کا سبب قریب ہی لیکن معلم سبب ہے
اوسکے کمال و تربیت روحانی کا اور اسی صورت انسانی مین لاتا ہی بلکہ حقیقت مین اوستاد پدر روحانی ہے
پس جسطرح روح کیتئین جسم کے اوپر شرافت ہی اسیطرح سے اوستاد کو باپ کے اوپر پس محبت ماں کی
موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہی سکندر سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہے
یا اوستاد کو بولا کہ اوستاد کو اسلیے کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اوستاد وسیلہ ہی جاوید زندگانی کا اور حدیث
مین وارد ہوا ہی کہ تیرے باپ تین قسم کے ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور جسنے
تجھے بیٹی دی پر اونسے بہتر وہ ہی جسنے تیرے تئین علم سکھایا اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے
منقول ہی کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا بیشبہ اوسنے میرے تئین غلام بنایا اور جب محبت
اوستاد کی اس مرتبے سے موکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولی ہے
بعد محبت حق سبحانہ تعالی کے سب محبتون سے موکد ہو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے اور اپنے اہلخانہ اولاد
اپنے فرزند سے زیادہ تر نچاہی بعد محبت صاحب شریعت کے دوستی خلفاے راشدین کی
جو آئمہ دین اور ایوان یقین کے مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین موکد جانی چاہیے
حدیث مین آیا ہی کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون کو پس وہ دوست جانتا ہی میرے تئین
مین دوست جانون اوسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض رکھتا ہی مجھسے
مین بغض رکھتا ہون اوس سے اور دوسری حدیث مین ہی کہ جسنے محبت کی عالمون سے پس

بے شبہہ محبت کی اوسنے مجھہ سے اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ جسنے علما کی تعظیم کی اوسنے میری تعظیم کی
تیسرا مرتبہ رعایا کی محبت بادشاہ کے ساتھہ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے ساتھہ اور بعضون
نے رعیتون کی محبت کو بادشاہ کے ساتھہ باپ کی محبت سے موکد کہا ہی یہ قول یقیناً محققون کے
نزدیک ہی اسلیے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہونچانا متصور نہین ہی اور جیسے باپ
تدبیر بیٹے کی کرتا ہی بادشاہ باپ اور بیٹے دونون کی تدبیر کرتا ہی چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و
شرکا کی اسطور پر کہ جو جس مرتبے کا ہو اوسکے رہنے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے
اسلیے کہ رعایت حقوق مین خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہی اور صداقت کی خیانت
اموال کی خیانت سے بدتر ہی اسواسطے وہ خیانت صفات روحانی کے طرف جو اشرف جوہر جسمانی سے ہی
ہین رجوع کری ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملمع چیزین
جلد بگڑ جاتی ہین تو چاہیے کہ خالق و خلق کے ساتھہ طریق عدالت کا مسلوک رکھے اور ہر ایک سے
ایسی محبت جو حق اوسکا ہی حاصل کری اور مطابق اوسکے عمل مین لائے کہ خالق کے ساتھہ
طاعت و طلب مناسبت مین اور معشوق کے ساتھہ بطریق قربت کے پیغمبرون اور ائمہ دین کے
ساتھہ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین اور سلاطین کے ساتھہ اونکی بزرگی اور
تابعداری مین اور والدین کے ساتھہ اکرام و خدمت گذاری مین اور ہر ایک عوام الناس کے
ساتھہ رفق و آمیزش مین حکیمون نے کہا ہی کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھہ بیشتر اوسکے
عکس سے ہی اسلیے قرض دینے والا اور احسان کرنیوالا قرض کے لینے والے اور مانگنے
والے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اوسکے باقی رہنے کے لیے مصروف رکھتا ہی ولیکن
قرض دینے والا جب کہ اپنے حق لینے کے لیے سلامتی قرض خواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت مین
وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے ساتھہ اسلیے وہ
بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سے کہ وہ اوسکے
احسانکا قبول کرنیوالا ہی پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اوسکے محسن کے ساتھہ نہو بلکہ وہ اسکو
بالذات اور محسن کے تئین دوست بالغرض جانتا ہی اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو
کسی وجہ سے نفع پہونچے پس یہ صورت شبیہ اس شخص سے رکھتی ہی جیسے دولت بیچ

ومشقت سے جمع کی ہو ہر آئینہ اوسے عزیز جانتا ہی اور اوسکے خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی
بجالاتا ہی بخلاف اس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہوا اور وہ کچھ اوسکی قدر نجانے
اور اوسکے صرف کرنے مین احتیاط نکرے اسواسطے ماں اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے بہت
چاہتی ہی اسواسطے کہ وہ فرزند کے لیے بہت سے دکھہ درد سہتی اور اوسکی پرورش مین بہت سی
تکلیف اوٹھاتی ہی اور اسی قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو او عزیز اوسکا اس شعر کے
سبب زیادہ دوسرون سے ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ لینے والا ہی اور لینے مین کچھ محنت
نچاہیے تو بالضرور محبت اسکی محسن کے ساتھہ اس مرتبے مین ہو پس ان مقدمات کے
سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھہ بیشتر عکس سے ہوگی ولیکن محبت کی قسمون سے
بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اسلیے کہ وہی لذت عقلی ہی اور جوہر نفوس کے
ساتھہ اوسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھہ اسی سبب سے اس محبت کے قاعدے اختلال
کی علامت سے مامون ومحفوظ ہین اور سعادت ونمیمہ کو اسمین دخل نہین ہی بخلاف اور محبتوں کے
کہ اونکے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنے
یہ ہین کہ آج کے دن دوستون مین سے بعضا انکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارون کے
مشعر اوسکا ہی پس یہ لذت حقیقت مین اوسوقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے سے
فارغ ہو اور جوہر روح کے ساتھہ مشغول ہو یہان تک کہ عالم عقلی اور اوسکے درمیان سے
حجاب اوٹھہ جائے اور وحدت خالص اور حق محض اور نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا
مشاہدہ متحقق ہو بیت وہ یار جو تھا پردۂ اسرار مین پنہان ❊ بیتاب سو کشش عشق سے آغوش
مین آیا ❊ یہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہی اسیواسطے حکیمون نے اوسکو سعادات انسانی
مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اسلیے کہ جب تک آئینہ ہستی قواے طبیعی کے آثار اور
تعلقات جسمانی کے غبار سے صاف ومصفا نہو جمال اوس کمال کا دکھائی ندے جب تک
سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ دراز ہی نگذرے
صحن وصل مین پہونچ نسکیگا بیت وصال یار تو چاہی اگر خودی کو چھوڑ ❊ کہ اوسکے اور ترے
بیچ پردے نہین حائل ❊ بیت کہتے ہین کب سے مجکو ملی دولت وصال ❊ اپنے تئین مین

چھوڑ جاوے اوسکی راہ مین۔ ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جب خداوند تعالیٰ کسیکو چاہے اوسکا تعاہد کرے تو جیسے
دوست دوستون کی ہر ایک مصلحت کا تعاہد کرتے ہین اور تعاق نامہ ری مین کہا ہی کہ یہ ایک لفظ ہی
ہماری زبان مین نہین بولتے ہین پر یہ بات ظاہر ہوا سلیے کہ نظیر اوسکی کتاب اور حدیث مین بہت
ہین جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ دوست رکھتا ہی نیک کام کرنیوالون کو اور بس کرتا ہی میرے
تئین اللہ اور وہ نیک وکیل ہی بلکہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے وارد ہی جیساکہ فرمایا
پس جسوقت کہ دوست رکھا مینے اوسکو تو ہوا مین کان اوسکا اور آنکھ اوسکی آخر حدیث تک اور
دوسری حدیث مین ہی جس شخص نے دوست رکھا میرے تئین قتل کیا مینے اوسکو اور جسکو قتل کیا
مینے پس دیت اوسکی مجھپر ہی اور جسکی دیت مجھپر ہی پس مین دیت اوسکی ہون اور ارسطاطالیس
نے بھی کہا ہی سچا ہے کہ ہمت آدمی کی الٹی ہو اگرچہ عاقبت اوسکی الٹی ہی اور یہ بھی سچا ہے
کہ مردے حیوانون کی ہمت پر راضی ہو اگرچہ آخر اوسکی موت ہی بلکہ اپنے جمیع قوا کو حیات الٰہی
کے حاصل کرنے مین صرف کرے اسلیے کہ اگر وہ جثے مین چھوٹا ہی تو ہمت کی روسے بزرگ ہے
اور عقل کی روسے تمام مخلوقات سے شریف تر ہی اسلیے کہ وہ ایک جوہر خدا کے حکم سے
سب چیزون پر غالب ہی اور تحقیق اسبات کی اس مقام مین یہ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور
ارباب ظاہر کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے ارادہ وقدرت کے
وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمون کی
اصطلاح مین اسے عقل اول کہتے ہین اور بعضے اخبار مین تعبیر اوسکی علم اعلیٰ سے کی ہے
اور اکابر آئمہ کشف وتحقیق کے اسکو حقیقت محمدیہ کہتے ہین اوس جواہر نورانی نے اپنے تئین
اور اپنے موجد کو اور اونکو جو اس موجد کے سبب اسکے پیدا ہو سکین افراد موجودات سے
جیسے کہ تھا اور ہی اور ہوگا جانا اور آفرینش وپیدائش مین سے جو کچھ کہ ہی اسکے علم پر مشتمل اور
اسکی حقیقت مین داخل ہی اور بھی جیسے تخم مین شاخ اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ
مجمل جس ترتیب کے موافق اس جوہر مین مکنون ہین عرصہ شہود مین تفصیلاً ممنود ہوتے جاتے ہین
خدا جسے چاہی مٹا دیوے اور جسے چاہی ثابت رکھے اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہی اور جسوقت
ایجاد سلسلہ عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہی تمام موجودات کیہانی کے لیئے عالم جسمانی کو کہ

کہ مقام تغیر اور محل تبدیل کا ہی اور مظہر ہی انواع تجلیات آلٰہی اور اُسکے آثار غیر متناہی کا پہونچا تب حکمت کاملۂ آلٰہی نے اس عالم کے انتظام کا علاقہ ایک ایسی شے جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت اور بنظر صفات کے متغیر ہی بیت عجب وہ ثابت و مضطر ہمین نظر آوی ٭ ٹلی نہ اپنی جگہ سے بھی اور کھڑا نرہی ٭ یعنے چرخ گردندہ پر موقوف رکھا تا اُسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر و منعین صحراے بالقوہ سے آبادی بالفعل مین پیدا ہون اور اوسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثۂ معین موقوف ہی سو عرصۂ وجود مین آتا رہو اور ہر وقت حوادث کے مبداے قریب سے جسے عقل فعال کہتی مین اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلۂ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہیولاے عناصر کے آئینے مین جلوہ دے پھر جسوقت ایجاد کی نوبت موالید ثلثہ تک منتہا ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگی قدر اوسکی اور باریکی حکمت اوسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات پیدائش انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبداء ایجاد کی تھی اس شریف نوع کے نیچے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر ہوا اسلیئے کہ جب نفس انسانی اسی رتبے مین پہونچے تو عالم علوی سے جو مرتبۂ عقل ہی ملجائے اور انتہا کا نقطہ ہدایت پر منطبق ہو کر ہستی کا دائرہ قوس نزولی و صعودی سے سرانجام پاوے بیت یہ وہی شے ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان ٭ پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہے عقل انسی اوسکا خاتمہ ہی مانند تخم کے جسنے شاخ اور پتے کی صورت مین پھیل کر کثرت کے مقامون کا سیر کیا پھر وحدت کا لباس پہن کر اپنی اصل کی طرف رجوع ہوا لیکن اسرار اس سیر دوری کی موجودات کے سب مرتبے مین روحانیت سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری ہی آسمانون مین جو واسطے نظام عالم اجسام کے ہین حرکت دوری وضعی کی صورت مین اور اجسام نامیہ مین حرکت مقداری نموی اور نوبولی کی شکل مین اور نفس ناطقۂ انسانی مین حرکت فکری کے درمیان پر حقیقت مین یہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی جسے اساطین آئمۂ ذوق و شہود کے عرف مین تجلی لذاتہ علی ذاتہ کہتے ہین کہا ہی بیت آپ ہی ماتا آپ ہی پیتا آپ ہی اپنا پالا رے ٭ اپنی گودی آپ ہی کھیلے ہو کر موہن لالا رے ٭ آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے والا رے ٭ آپ بقا ہو کے بھیجا مانگو ہاتھ کپڑ پیالا رے ٭ حکیمون نے کہا ہی کہ بعضے آدمی یہ سبب

نجابت فطری اور طہارت اصلی کے ملکات رویہ سے مجتنب رہتے ہین پر یہ فریق کم ہو اور بعضے بنا بر اوسکے کہ وہی فکر و رویت سے رذائل صفتون کی بُرائی سے واقف ہوتے اور اون سے احتیاط کرتے ہین یہ گروہ متوسط ہی اور بعضے وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید پر بُرے کامون سے محترز ہوتے ہین ایسے لوگ بہت ہین ولیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصل پیدائش سے ہی اور فریق ثانی کا بسبب تعلیم کے اور ثالث کا از روے شرع کے ہے نسبت شریعت کی اس فریق سے مانند نسبت پانی کے ہی اس شخص کے ساتھ جسکے حلق مین کھانا اٹکے اگر شریعت کی تاثیر سے متادب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی شخص کے حلق مین پانی اٹک رہے اور اوسکے چھوڑانے کی کچھ حکمت متصور نہو اور شک نہین کہ فرقۂ اول سب سے اشرف ہی پر یہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہی یہین سے ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کی شان مین جو اکابر اصحاب مین سے تھا فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالفرض اگر اوسے ڈر خدا تعالی کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نکرتا تیسرا لمعہ مدینے کی قسمون مین حکیمون نے کہا ہی کہ تمدن دو قسم ہے ایک وہ ہی کہ جسکا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہ فاضلہ ہی دوسری وہ ہی کہ سبب جسکا جنس سے بشر کے ہو اسے مدینۂ غیر فاضلہ کہتے ہین پر مدینۂ فاضلہ ایک نوع سے زیادہ نہین ہے اسلیے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہین لیکن مدینۂ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین ایک وہ جو لوگون کے مجتمع ہونیکا سبب غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلا اوسے مدینۂ جاہلہ کہتے دوسری وہ ہی جو قوت نطقی کے علاقے سے خالی نہین پر اوس قوت کو خادم اور قوا کا رکھتے ہین اور یہی معنی اونکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو اور اوسکو مدینۂ فاسقہ کہتے ہین تیسری وہ جو اونکے اکٹھے ہونیکا سبب جھوٹے عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اوسے مدینۂ ضالہ کہتے ہین جب کہ حضرت صاحب قرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر امور زمانی ہین تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہوگیا ہی اور بحکم تضاد کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہوسکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان مدینۂ فاضلہ کے میدان تفاصیل کی طرف پھیرنا بہتر جانا اور وہ اوس شہر کو کہتے ہین جسکے رہنے والون کے باہم رہنے کی بنا نیکون کے قاعدے اور بدیون کے اٹھ جانے پر مبنی ہو پھر بیشک وہان کے سکان درست عقیدے اور نیک عمل مین

متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور جدے جدے احوالون کے اونکے چال وچلن کی
روش موافق رہی اور ایکہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب یہ سبب اوس حکمت کے
جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب نطق وامتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبۂ اعلی جسے
نفس قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبۂ اسفل جو بدن کثیف سے متعلق ہی بندھا ہوا
چارپایون کے گھر مین ہے پس عقل وشعور اس جماعت کی دین ودنیا کے امور مین جو شرع
حکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہونہین سکتی پس اتفاق عقائد کا
جنکی طرف اشارہ کیا اس طریق سے متصور ہی کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین شریک رہین اگرچہ
غیر محقق اسکی تفصیلون پر مطلع نہو بیان اسکا اسطور پر ہی کہ طبقۂ عالیہ جو تائید آلہی سے مؤید اور
دوست تعلق سے مجرد ہین مبداے حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھہ جانین
اور سلسلۂ موجودات کی کیفیت صدور پر اوسکے مبدا سے جس ترتیب سے ہی مطلع رہین
اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کرین اور جب روح کو اس پیدائش
مین کتنی قوتون سے علاقہ ہی جنکے سبب معانی جسمانی کی صورتون کو دریافت کرنی جیسے
حس مشترک اور خیال اور وہم ہی مثلاً اور اون قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیزش کے
صفا وکدورت کے مراتب ہین اور کسیوقت کیا خواب کیا بیداری مین اونمین سے کوئی
قوت بیکار محض نہین رہتی پس جسوقت ارواح اون لوگون کی اون حقائق کی صورتون سے
منقوش رہین ہر آئینہ اون قوتون کے آئینے مین مثالی صورتین جو اون معانی کے مناسب ہین
منعکس ہوتی ہین اسلیے کہ ادراک معانی خالص کا بے شائبہ صورت حسی ووہمی کے نشارت
تعلقی مین ممکن نہین اور نسبت اون صورتون کے جو خیال ووہم سے حاصل ہوئی ہین اون
حقائق کے ساتھہ ویسی ہی جیسی نسبت مثل وخیالات کی ہی اعیان موجودات کے ساتھہ پردے
اسلیے ان مثالون سے الطف ہین جو جسمانیات مین متصور ہون اور وہی نور بصیرت سے
جانین کہ وہ حقیقت ماورا خیالی صورتون اور وہمی معنیون کی ہی یہ گروہ اعاظم اولیا اور اساطین
حکما کے ہین اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی جو تعقل صرف سے عاجز رہے
اور نہایت رسائی اونکی معانی وہمیہ تک ہی یہ جانتے ہین کہ وہی حقائق اون قیدون سے منزہ ہین

اور وہ اپنے عجز اور فریق اول کے رجحان معرفت سے معترف ہین یہ گروہ اہل ایمان ہی اور اس
درجے سے فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہو اور پہونچ اوسکی مبدا و معاد کی
پہچان مین چنانچہ صورتون سے آگے نہین پردہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف ہی
یہ گروہ اہل تسلیم ہی اور اس جماعت کے درجے سے پایئن تر کوتاہ نظرون کا فریق ہی جو محسوسات کے
مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہی
اون لوگون کو مستضعفین کہتے ہین جب کہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کے جہد و کوشش کری اور
اپنی اپنی استعداد کے موافق مرتبہ نہایت کو پہونچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو بلکہ وے سب
قبلہ حقیقت کی طرف متوجہ رہین جب صاحب شریعت علیہ افضل الصلواۃ و اکمل التحیات
تمام خلائق مین مبعوث ہین تو بے شبہہ بموجب اوسکے کہ ہمین حکم کیا ہی جو آدمیون سے اونکی
عقل کی موافق بات کرین سب باتین اونکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر حوصلۂ استعداد کی فائدہ
وافر اوٹھاوے تا اپنے نفوس ناقصی کی تکمیل کرنے کے لیے بحسب اختلاف مدارج کے
کافی ہوسکے اور زلال کمال کے پیاسون مین سے ہر ایک شخص پینے اپنے ذوق و شوق کے
مطابق طلب کی پیاس بجھاوی شعر جو اس میخانے مین لاوی تو خم بھر لیوی فیضون سے +
اگر جام الٰہی لاوی سوا اوسی نہین پاوے + اسی سبب سے ہی کہ آیات اعجاز غایات
کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا ر احکام کی استواری
اس مرتبے سے ہی جو شایبۂ انہدام کو اوسکے قاعدے کی طرف دخل اور پنجۂ انقطاع کو متین
اوسکے رشتۂ انتظام سے گرہ کھولنے کی طاقت نہین ہی کبھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ کے
وارد ہین اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزیہی کے ضمن مین عقل قدسی کی نزدیک
جو بازار تجرید کا مبصر ہی ظاہر کیا اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس مین عقل ظاہر بین کو دکھایا
بیت زندہ رکھتی جان و دل کو اوسکے خوبی کی بہار + رنگ سے ظاہر بین کو در بو سے
دل آگاہ کو + اور حکما بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسے مین کرکے
بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے دھرتے اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے
پیالے مین ڈھال کر متر شدان نو نیاز کو پلاتے ہین اور کبھی اقناعیات کے ساگر و سبو کے

پر قناعت کرتے ہین تاہر کسیکو باندازہ قدرت کے ہدایت کرین ہر چند اون فرقون کے درمیان اعتقادی صورتون مین مخالفت ہی پر امر اجمالی مین شریک ہوتے اور مدبر فاضل کے تحت مغلوب ہوتے ہین نیز اونکے درمیان تعصب وعناد نہین ہی اور بحکم مدبر کے اوس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیے جسکی استعداد رکھتے ہین ایک دوسرے کو قوت پہونچاتا ہی پر مدینۂ فاضلہ کے رکن پانچ فریق ہین اول فضلا یعنی وہ فریق ہین کہ شہر کی تدبیر اونسے درست رہتی پر مراد اونسے علماے عامل اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے اپنی بنی نوع پر مختار ہین صناعت اونکی حقائق موجودات کی پہچان ہی دوسرا اصحاب زبان یعنی وہ لوگ ہین کہ عوام الناس کو کمال انسانی کی طرف دعوت کرین اور پند ونصیحت سے انھین برے کامو نسے بچادین اور اونکے عقائد بد اجمالی کو قیاسات جدلی وخطابی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھین صناعت اونکی علم کلام وفقہ اور خطابت وشعر ہی اور مانند اوسکے تیسرا مقدر لوگ یعنی وہ لوگ ہین جو قوانین عدالت کی میزانون کو شہر کے درمیان قائم رکھین اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اونکی راے پر موقوف رہی اونکے فن کو حساب واستیفا وہندسہ اور طب ونجوم کہتے ہین چوتھا جہاد کرنے والے یعنی وہ گروہ ہین جو ملک کو زبردست دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاٹی کا بند اور قلعونکی نگہبانی اونکے کف کفایت سے علاقہ رکھے اونکی صناعت کو شجاعت اور فروسیت یعنی دانائی کہتے ہین پانچوان ارباب اموال یعنی وہ فرقے ہین جنسے ان فرقون کے لباس وغذا کی ترتیب منظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی جہت سے وہی لوگ اہل حرفے کہلاتے ہین ولیکن عدالت کا مقتضا یہ ہے کہ ان فرقون مین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھی اور چاہیے کہ ایکہی شخص کو ہر پیشے مین مشغول نکرے کیونکہ یہ سبب ہی اوسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال معتدبہ تک پہونچا نہ سکیگا اس لیے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل کرنے کو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیے اور جب وقت اوسکا مقصدون پر بٹ جایگا تو سب ناقص رہجاینگے جیسے کہا ہی کہ جسنے سب ڈھونڈھا کچھہ نہ پایا اور اگر کوئی ایک ہنر جانے اوسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جسمین اوسکی رسائی خوب ہو اسمین مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف رکھنا بہتر ہی تا ایکہی کام کو استواری اور باریک بینی سے

سرانجام دے اسیلئے کہ یہ طریقہ اوسکی بہتری کے بندوبست کے لیے مفید ہی اور وانح فرقون کے
سوا جو آدمی ہین سو مدینۂ فاضلہ کے ارکان ست باہر ہین پر بعضے اونمین سے جو قابل فضیلت
کے ہین اون جماعتون کے لیے آلات وادوات کی مثال ہین شاید کہ فاضلون کی تربیت سے
کسی کمال کو پہونچین والا اونہین جن کامون سے تمدن کی مصلحتین ہوسکین اونمین مشغول
رکھا چاہیے اور اون مین سے بعضے کیا ہونگے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتی ہین
اسی سبب اونہین نوابت کہتے ہین اور اونکی پانچ صنفتین ہین ایک مرائی جو افعال فضلا اور
اونکے شعار کو اختیار کرے اور بزرگون کے لباس سے ملتبس ہوتا اس لباس تلبیس کے سبب
ہوا وحرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپے ہو دوسرے محرف جسکی طبیعت مین رذیل صفتونکی
خواہش ورغبت غالب ہو بنا براسکے ملت ومذہب کے قاعدون کو حیلہ وتاویل سے چاہے
کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنالیوے تیسری باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت
وانقیاد کا رشتہ تمام خلائق کی گردنون سے لگا ہوا ہی سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کرکے
سبکے اوپر شرع متین کی روسے اس فریق کو دفع کرنا لازم وواجب ہی چوتھی مارق کہ بسبب
قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہوا اور اونکو دوسرے معنون سے
تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف رہے لیکن اگر یہ انحراف راسخ نہوا اور خطا وحسد سے خالی رہے
اونکے ہدایت پانے کی امید ہی پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ ہو بلکہ جاہ ومال کے لیے جھوٹے
دعوون پر اقدام کرے اور دروغ طمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خودفروشی آراستہ کرکے
اور اپنے تئین داناؤن کی صورت مین عوام الناس کو دکھادے حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ رہے
یہی ہی جو کچھ اصناف نوابت سے مشہور ہی چونکہ معہ ملک کے بندوبست اور بادشاہونکے آداب مین چلے
تمہید کے طور سے لکھا جاتا ہی کہ درجہ شاہی حق سبحانہ تعالیٰ کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اتنی بے انتہا
مہربانی کے خزانے سے بعضے بندے پر عنایت کی ہی کونسا مرتبہ اوسکو پہونچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے
بندون مین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلاکر عظمت حقیقی کے انوار کی چمک
اوسکے احوال پر ظاہر کرے اور کافۂ انام کے مراتب حقوق اوسکے حکم ورائے کے اوپر موقوف رکھے یہان تک
کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اوسکی درگاہ عالی پر رہے حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہی زمین کے اوپر

کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اسکی لے اپس شکر اس نعمت عظمیٰ کا مرتب
عدالت کا نگاہ رکھنا ہی سب خلائق کے درمیان چنانچہ مضمون آیہ کریمہ کا کہ تحقیق ہمنے تیری
تئین زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس تو آدمیون کے بیچ براستی حکم کر اشارہ اسکی طرف ہی
پھر اس تمہید کے بعد لکھتا ہی کہ جیسے مدینہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ و غیر فاضلہ کی طرف منقسم
ہوتا ہی سیاست ملکی بھی دو قسم ہین ایک سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہین وہ بندگان خدا
کی بہتری کی تدبیر کرتی ہی اونکے معاش و معاد کے کامون مین تا ہر کوئی اپنے اپنے کمال مین
جو اوسکے لائق ہی پہونچے سعادت حقیقی بیشک اسکی لازم ہوسکتی ہے اور حقیقت کی روسے
یہ مدبر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ ہی اور اوسکی تکمیل کے لیے صاحب شرع کی پیروی کرنا لازم
ہر آئینہ اوس یگانۂ عباد کے آثار برکت اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہونچین اور مقتضا
اوسکے کہ بیت دیکھیو یاد رکھہ تو اور سننے کو چھوڑ دے ؎ آگے کہان ہی قدر زحل افتاب
اس قسم کی مثال روشن تر آفتاب عالم تاب سے اقبال صاحب زمان سلیمان مکان کا ہی
کہ آئینہ کشف و تحقیق کے اکابرون نے پیشتر سے اوسکے نیر اقبال کے طلوع ہونیکا مژدہ اس
زمان خجستہ آوان مین جو آج کے دن صبح صادق یوم تبلی السرایر کی یعنے اسرار خفی کے
ظاہر کرنیکا روز ہی دیا اسیلئے کہ اس مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اسقدر بخشا ہی
کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے سے گوشۂ امن و امان مین آرام کیا اور باگھہ و بکری ایک
گھاٹ مین پانی پینے لگے اور باز و دراج نے ایک مقام مین آرام کیا اللہ تعالیٰ اوسکے آفتاب
عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہونچا مدارج روز افزون پر بلند کر کے آسیب زوال
و صدمۂ وبال سے محفوظ رکھے دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے ہین اوس کے
ارتکاب کرنیوالون کی غرض بندگان خدا سے خدمت لینا اور اوسکے ملکون کو ویران کرنا ہی
لیکن اونھین دوام و قیام نہین ہی بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی مین پہونچکر شقاوت
ابدی مین مبتلا ہوجاتے ہین اسیلئے کہ بادشاہ ظالم کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے
اوپر ڈالین ہر آئینہ بنیاد اوسکی عدالت الٰہی کے آفتاب کی تپش سے گل جاوے اور وہ
مکان گر پڑے اور بزرگان باریک بین جانتے ہین کہ اون رہزنوں سے ڈر کے جو بیچاری بڑھیا سے

اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی کا کرے اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظلم پر
اعتماد کر کے رعایا کو غلاموں کی مثال بلکہ چارپایوں کے برابر خیال کرے اور خود غلام حرص و ہوا کا ہو
جب کہ بمقتضا اسکے کہ آدمی اپنے زمانے میں آبا اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت کے
آئین پر چلتے ہیں ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہے پس جب سر رشتہ انتظام کا
سلطان عادل کے ہاتھ ہو تو سبکی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنیکی طرف
رہے اور جو برخلاف اسکے ہو تو لوگوں کو دروغ گوئی اور بدخوئی کا شوق آوے یہیں سے ہے
کہ حدیث مصطفوی میں آیا ہے کہ اگر بادشاہ عادل ہو اوسے ہر ایک نیکی کا جو رعیتوں سے
ظاہر ہو ایک حصہ پہونچے اور جو ظالم ہو تو ہر بدی میں جو اون سے صادر ہو شریک رہے
اور حکیموں نے کہا ہے چاہیے کہ بادشاہ میں سات خصلتیں ہوں پہلی علو ہمت وہ تہذیب
و اخلاق سے حاصل ہوتی ہے دوسری رسائی عقل و فکر کی یہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے
ہاتھ لگتی تیسری قوت عزیمت یہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے میسر آتی ہے اور ارادت
عزم الملوک و عزم الرجال کہتے ہیں یہ تین چیزیں تمام نیکی اور فضیلتوں کے حاصل کرنے کی
اصل ہیں نقل ہے کہ ماموں بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانے کی خواہش ہوئی اور یہی سبب
فساد عظیم نے اوسکے مزاج میں دخل پایا جتنے طبیب حاذق اوسکے معالجے میں سعی
و کوشش کرتے کچھ فائدہ نہیں کرتی ایک دن تمام اطبا طب کی کتابوں کو جمع کر کے
فکر میں سخے کہ خاص ندیموں سے ایک شخص وہاں حاضر ہوا جب اوسنے احوال مشاہدہ کیا
عرض کی کہ یا امیر المومنین این عزمات الملوک یعنے بادشاہوں کے وہ عزم کہاں بادشاہ نے
طبیبوں کو فرمایا کہ اب احتیاج معالجے کی نہیں اسلیے کہ میں پھر اس کام کا اقدام نکرونگا
چوتھی مشکلوں پر صبر کرنا اسلیے کہ صبر کشائش مطلب کا وسیلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے
کہ جسنے کسی دروازے کو کھٹکھٹایا اور لجاجت کی دخل پایا پانچویں نہایت تا آدمیوں کے
مال میں طمع نکرے چھٹی لشکریوں کی موافقت ساتویں نسب اس لیے کہ یہ موجب اتفاق
قلوب اور ہیبت و وقار کا ہے اگرچہ یہ خصلت ضروری نہیں لیکن اولیٰ ہے پس نہایت اور فوج
اون چار خصلتوں یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہے پس

سیٔ چار عمدہ ترین صفات ان میں الحمد للہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات میں یہ صفتیں
تمام موجود ہیں اسلیے انتہا مراتب ابہت واجلال کو پہونچی ہر جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ بادشاہ
طبیب عالم کا ہی اور طبیب کو مرض اور اوسکی علامتوں کی پہچان اور اوسکے دوا کرنیکی کیفیت
شناسی سے چارہ نہین ہی پس ہر آینہ سلطان پر واجب ہی کہ بادشاہت کے مرض
اور اوسکے علاج کے طریقے سے واقف رہے جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیونکے
مجتمع ہونے سے تو جب تک ہر ایک اون فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے
موافق رہی اور جسکا جو پیشہ ہی اوسمین شغل رکھی اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے
فراغت ہو تو بے شبہہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہی اور امور بادشاہت کے منتظم
ہون اور جسوقت اس طریق سے انحراف کری ہر آینہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے
جو سبب ہی رابطۂ الفت کے ٹوٹ جانیکا اور اوس سے خلل و فساد روے زمین پر برپا ہو
اسلیے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت کی اتفاق اوس جماعت کا ہی جو معاونت کے لیے شخص
واحد کے اعضا کے برابر ہی کیونکہ اس صورت پر ولیہ ہو جیسے کوئی دنیا میں پیدا ہو
اور قوت تمام لوگون کی رکھی اور ہر گز کوئی منفرد اوسکا مقابلہ نکر سکے اور بہت لوگ بھی
اگر مختلف الراے ہون اوسپر غالب نہو سکین مگر جب اونکے درمیان اسی طریق سے
تالف پیدا ہو تب اس شخص واحد کے برابر ہون جسکی قوت اس جماعت کے زور سے
زیادہ ہی اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نپاے وہی وحدت عدالت ہی
چنانچہ سابق مذکور ہوا پس جب تک بادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیون کے
ہر فرقے کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھے اور اونھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے
منع کری تو سررشتہ بادشاہت کا مضبوط رہی اور جو برعکس اوسکے ہو تو ہر گروہ کے تئین
اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرون کے ایذا دینے پر کمر باندھین
اور بہ سبب افراط و تفریط کے رابطۂ الفت کا ٹوٹ جاے تجربے سے معلوم ہوا ہی
کہ جو دولت ارباب دول کے پاس رہی اونھون نے جب تک خصلت عدالت کی اختیار کی
ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت اونکے درمیان غالب ہوئی ہاتھ سے جاتی رہی

اسلیے کہ سابق تقریرون کے مطابق اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرین پس جب
بادشاہ اور اوسکے ملازم ظلم و بدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل مین اوسکا ظلم بالقوت
مین پوشیدہ ہی حرکت مین آوے اور خواہش تعدی کی کرے جیسے اگلی تقریر سے ثابت
ہو چکا ہی کہ وحدت تغلب کے ساتھ باقی نہین رہتی پس بے شبہہ یہ طریق مزاج عالم کے
بگڑ جانیکا سبب ہی اسیواسطے کہا ہی کہ ملک کفر کے ساتھ آباد ہی اور ظلم سے ویران
ہو جاے اور حکیمون نے کہا ہی کہ دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھ سکتے ایک الفت
واتحاد سے دوستون کے بیچ دوسری جنگ وجدل سے دشمنون کے درمیان اسلیے
کہ جب مخالف آپسمین مشغول رہین اونھین اور قصد کی فرصت نہ ہو اور اسیواسطے جب
سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بیشمار تھی سوچنے لگا کہ اگر اونکو
چھوڑ جاے مبادا سب اتفاق کرین پھر اونکا دفع کرنا متعذر ہو اور جو اونکی بیخ کنی کرے
تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہی حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی بولا کہ
اونھین متفرق کر دے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست جدے جدے موضع کی مقرر کر تا آپسمین
بگڑ جائین اور تو اونکے شر سے محفوظ رہی سکندر شاہ نے اونکو طوائف الملوک کر دیا اور اوس وقت
سے اردشیر بابک کے عہد تک کسیکو ایسا اتفاق جو سبب اوسکے شورش کرسکے میسر ہوا
اور سلطانون کو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال تمدن کا حاصل ہو اور جیسے
مزاج ترکیب عناصر کا اونکی ہمواری سے اعتدال پر رہی ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنفونکی
ہمواری سے متصور ہی پہلے اہل علم جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب
شاعر جنکے قلمون کی مدد سے ارکان دین و دنیا کے مستحکم اور وہی آب کی مثال ہین چار
چار عنصر مین اور یقین ہی کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہی داناؤن کے نزدیک آب
صاف سے صاف ہی بلکہ آفتاب سے روشن تر ہو سکے دوسرے اہل تیغ جیسے پہلوان
و سپاہ اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹون کے بند کرنے والے ہین کیونکہ خلائق کی
بہبود بغیر اونکی تیغ خونخوار کے متصور نہین اور اسباب بغی و فساد کے بدون اونکی آتش
قہر کے خاکستر نہون اور وہی آتش کے برابر ہین وجہ مشابہت کی بیان ظاہر اس مرتبے بہی ہی

کہ محتاج بیان کا نہین اسلیے کہ آتش کو دیا ست ڈھونڈھنا۔ اون کا کام زمین ہی تیسرے اہل معاملے جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور پیشے والے ان دوستون سے کھانے پینے کی چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہوتے اور دور دراز کے رہنے والے اقسام اقسام طعام اور طرح بطرح کی چیزون سے فائدہ اوٹھاوین مناسبت اونکی ہوا کے ساتھ جو نباتات کی نشو ونما کی ممد اور روح حیوانی کی مفرح ہی اور اوسکے تموج وجنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے تحفے اور نفیس چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافت مین پہونچتی ہین نہایت ظاہر ہر چوتھے اہل زراعت زراعت کرنیوالے جیسے چاسی ور دہقان اور کسان و رزمین جو نباتات کی تدبیر کرنے والے اور قوت لابدی کے پیدا کرنیوالے ہین اور بسبب اونکی سعی و تردد کے اسباب زندگانی ممکن نہین حقیقت مین یہی لوگ معدوم سے موجود کرنیوالے ہین اس لیے کہ اور فرقون کی قدرت کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہی بلکہ ایک موجود کے تئین کسی سے کسیکو یا کہین سے کہین پہونچاتی یا ایک صورت کو دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت اونکی خاک سے جو آسمانون کے سیر کرنیوالون کا قبلہ اور مظہر انوار عالم پاک اور عجائب مصنوعات الٰہی کا ازبسکہ واضح ہی اور جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع بدنی مین بھی اون صفتون مین سے بعضے کے غالب ہونے سے سررشتہ بندوبست کا ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہی لیکن اون چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر استحقاق کے معین کردے اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیون کے پانچ ہین پہلے وہ لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا احسان اونکے غیر کی طرف پہونچتا ہی جیسے شریعت کے علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عباد کا ہی اور فیض ازلی کی جاے ورود اور عنایت لم یزلی کی فرودگاہ یہی لوگ ہین اور دوسری فریق اونکے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین بیت خدا کے لطف و احسان کے گھر مین میہ وہی ہین مہمان اور عالم طفیلے ہ حکیمون نے کہا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فریق کو

اورون کی نسبت رتبۂ قرب منزلت سے سرفراز فرمائیے اور اونھین سب کے اوپر حاکم کرے
اور کہا ہے کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ بادشاہی مین مجتمع رہین اوسکی ترقی دولت اور رفع
حشمت کا آثار ہو نقل ہے کہ حسن بویہ اپنے وقت مین ملک رے کا ولیعہد اور حکما اور علما کی جو اعتنی ترتیب
اپنے زمانے کے بادشاہون سے ممتاز تھا کسیوقت روم کے اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین
لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تعزیہ اہل روم کا شائع ہو گیا اطراف سے
خروج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور وے ہٹ گئے اور بعضے اسیر و زنجیر ہوئے
بادشاہ روم کا بیٹھا اور بندیون کو اپنے آگے بولایا اونکے درمیان ایک شخص ابو ناصر نام
اہل رے سے تھا جب معلوم کیا کہ وہ رے کا باشندہ ہے کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے
بادشاہ کو پہونچا دے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون کہا حسن بویہ کو جا کر کہ کہ مین قسطنطنیہ سے
اس ارادے کے ساتھہ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جسوقت تیری احوال سے مینے تفحص کیا
معلوم ہوا کہ تیرا ستیر اقبال اتک اوج کمال کا متوجہ ہے اور مدارج اقبال پر ترقی اسلیے کہ جبکا آفتاب دولت
حضیض زوال اور مغرب انتقال کی طرف جاے اوسکے درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالیمقدار
اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم و ابو علی تباعی نہ رہین کیونکہ ایسے
لوگون کا اکٹھا ہونا اور تیرے پاس اون رفیقون کا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ
و جلال کی دلیل ہے اسیواسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہوا دوسرے وے آدمی ہین جو بالاصالت
نیک ہونے پر نیکی اونکی اورون کو نہین پہونچتی ہے مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے اونچا ہے
اسلیے کہ جمال کمال اونکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الٰہی سے مخلع ہے
یہ جماعت اگرچہ حلیۂ کمال سے متحلی ہے لیکن درجۂ تکمیل سے قاصر اس طبقے کو معزز رکھا چاہیے
اور رزق و کفاف سے خاطر جمع تیسرے وے لوگ ہین کہ وے نہ بالاصالت نیک ذات ہین
اور نہ بد ذات اس فریق کو سایۂ امن امان مین ماموں اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہے
تا فساد استعداد سے محفوظ رہین اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہونچین چوتھے وے
اشخاص جو شریر ہین لیکن کسیکو ایذا نہین دیتے ہین اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی
اور زجر و ملامت اور وعظ و نصیحت سے اونھین بد کامون سے بچا رکھنا واجب ہے

پانچوین وہ قوم ہین جو اپنی اصل سے موذی اور بدذات ہین لوگون کے ایذا دہی کی فکر مین رہتے ہین
یہ فریق بدترین خلائق اور طبقہ اولی کے مقابل ہے جنکی اصلاح کی امید ہو اونکو دوست اور مہذب
کرنا چاہیے اس جماعت مین سے اور جنکی اصلاح کی توقع نہین اور شرارت انکی ثابت ہے تو
بادشاہ اپنی راے صحیح کے موافق اونکے ساتھ مدارات فرماوے بوجہ فوقیت انکی نسبت پاوے
اونکی شرارت کو دفع کرنا جس طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعًا وعقلًا واجب ہے اور دفع شر کا
ایک طریق حبس ہے وہ عبارت اس سے ہے کہ اہل شہر کی آمیزش سے اوسکو موقوف کردے
قید وہ منع کرنا کاروبار سے ہے شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کردینا اگر
اون وجہون سے مندفع نہو حکیمون نے اوسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہے اور اونکے اقوال
مین سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہو جیسے ہاتھہ
پانون زبان یا اوسکے حواس مین سے کسی جسکو موقوف کردینے پر اکتفا کرین لیکن حق یہ ہے
کہ اس امر مین شریعت حق کی تبعیت کرنی ضرور ہے اور قتل و قصاص مین سے ہر محل حدود شرعیہ
اقدام کرنا واجب ہے لیکن حد واجب کی زیادت سے محترز رہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ جو شخص
خدا کی حدون سے تجاوز کرے پس تحقیق اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور قتل کو اپنا شغل کرنا بیجا ہے
اور اگر کوئی شرعًا مستحق اوسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیے چنانچہ فرمایا ہے کہ رحم نہ آوے تمکو سبب
اون دونون کے خدا کے دین مین اسلیے کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیے کسی
عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانے بادشاہ بھی جو طبیب عالم کا ہے بعد مدبر اول تعالی شانہ کے
حکمت سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے اون مین سے کسیکے قتل کرنیکو مناسب جانے
پھر شرائط بہبودی کے رعایت کرنے کے بعد اونکے مراتب کو تقسیم خیرات مین محفوظ رکھا چاہیے
پھر خیرات کی تین قسمین ہین سلامت و اموال و کرامت اور ہر ایک کے واسطے بقدر استحقاق کے
اونکو نہایت ایک ایک حصہ ہے جسکے نقصان کرنے سے اوسکے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے
شہریون پر جور ہوتا ہے اسلیے کہ کسیکو بے زیادتی استحقاق کے اورون پر فائق کردینا
اونکے اوپر ستم ہے اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہے اسلیے کہ جب
مستحق کو اوسکے رتبے سے گھٹا دین تو بے شبہہ اوسکا اور دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جائیگے

پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑی اور تشتہ ہو جسمہ بقدر استحقاق کے محافظت اونکی اونکے سیلے کرنا واجب ہی اسطور پہ کہ جسکا جو حق اس خیرات مین سے ہی پہنچا ہیے کہ اوس سے زائل ہو اور زوال سکے بعد بھی عوض اوسکا محل استحقاق سے اوسکو دین اسطور سے جو شہریون کے ضرر پر مشتمل ہو اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا چاہیے طریق اوسکا یہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اسکے لائق ٹھہراوی اگر چھوٹے گناہ کے مقابل بڑی عقوبت کری تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی اور جو بڑے گناہ کے لیے تھوڑی عقوبت کری تو ظلم شہریون پر ہو حکیمون سے بعضے اسپر ہین کہ ظلم ہر ایک شخص پر اشخاص گویا شہر کے سب رہنے والون پر ظلم ہی پس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہین ہوتی اور مظلوم کے عفو کرنے کے ساتھ بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہی بعضون نے برخلاف اسکے کہا ہی جب غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل یعنے سید الانام علیہ وعلی الہ التحیتہ والسلام کے حکم پر مبتنی ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیے کہ جو حد و اللہ کی خلص میں سے ہو جیسے چوری زناکاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اوسکی واجب ہی اور جو حق الناس کی قسم مین سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہی معاف کرنے سے ساقط ہو جاے اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب وایذا واہانت کی صورتون مین اکثر ائمہ محققین مذہب شافعی رحمتہ اللہ کے اسپر ہین کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کے تئین تادیب کی لیے تعزیر اسکی پہونچتی ہی اور یقیناً حکمت اوسکی یہ ہی کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا جسکا ضرر اہل شہر کو پہونچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اوسکے ایسی امثال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام کا ہی اس لیے عفو کی تاثیر اسمین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ مخصوص ایکہی شخص سے ہوتا اور اوس سے غیر کی طرف تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی پس ہر آئینہ جسے گالی دی ہی اوسکی طلب عفو پر موقوف رہی اور جس شر مین غیر کی طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونوکا احتمال ہو وہ سلطان کی فکر وراے سے تعلق رکھتا ہی یا اپنی راے صائب کے موافق جو لائق ومناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہی کہ اگر مقتول کا کوئی وارث خاص نرہے وراثت اوسکی بیت المال سے علاقہ رکھتی اور حکم اوسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی

چاہے قصاص کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت کی اوس وقت منتظم موجب اطمینان
خود رعیتون کے احوال پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق وکفاف بقدر حق کے عنایت فرمائے
تحقیق اسباب کی اسطور سے ہو سکتی ہی کہ رعایا اور مظلومون کی آمد ورفت کی راہ احتیاج کے
وقت بادشاہ کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو ایک دن ارباب احتیاج
کے لیے بار عام مقرر کر دے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب روبرو جاکر عرض کرے اور عجم کے بادشاہون کا
ایک ایک وقت معین تھا اور اوسمین عوام خلائق کو بار عام ہوتا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی اجس کسیکو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے پھر وہ ارباب
احتیاج اور مظلومون کے اوپر دروازہ موندے تو حق سبحانہ تعالی اوسکی احتیاج کے وقت
دروازہ رحمت کا اوسکے اوپر بند کرے اور اپنے لطف ومہربانی سے اوسکو محروم رکھے امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اوسے نصیحت کرتے کہ
احتیاج والون سے جی نہ چھپائے اور اونکے آگے دروازہ نہ موندے اور حضرت سید المرسلین
علیہ افضل الصلوٰۃ نے دعا مانگی ہی اَللّٰھُمَّ مَنْ وَلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ وَمَنْ وَلِّیَ
مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْہِ اور اخبار مین آیا ہی کہ فرعون مین ساتھہ اتنی نافرمانی و
کفران کے دو خاصیتین اچھی تھین ایک یہ کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور ارباب حاجت کو
اوسکی ملاقات جلد میسر ہوتی دوسری بخشش وکرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب مین
مبالغہ اوسکا ایسا تھا کہ روایت ہی بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور وہ کھانے
جو اوس وقت کے مناسب ہین باورچی خانے مین موجود نہ تھے جب اس بات سے
مطلع ہوا اوسکے قہر کی آتش دہکی اور باورچیون کو تنور غضب مین خاکستر کیا بعد اوس کے
مقرر کر دیا کہ ہر روز اقسام طعام عوام الناس کے لیے بیمار ہون یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص
کے موافق طعام پہونچایا کرین جب جلال آلہی کا طوفان غضب اوٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے
اوسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضا اس آیہ کریمہ کے جسکے معنے یہ ہین کہ تحقیق اللہ تعالی
نہین تغیر کرتا ہی اوس چیز کو جو قوم مین ہی مگر جب تغیر دین قوم اوس چیز کو جو اونکے نفسون
مین ہی دونون خاصیتین برخلاف اوسکے ہو گئین پھر بے نیازی اوسکی اس مرتبے کو پہنچی

کہ بیچ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا اور عنقا مغرب کے
مانند گوشۂ غروب مین یا کہ خفاش مدبر کی مثال دیوار کے کونے مین پوشیدہ ہوا بغیر ابلیس ور
اوسکے لشکر کے کسیکو قدرت ملاقات کی نتھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب خلعت
تکلم سے مخلع ہوئے اوسی رات خدا کے حکم سے اوسکے دروازے پر آئے ایک برس تک
وہان تھے ملاقات میسر نہوئی ایک دن اوسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق استہزا کے
عرض کی ایک صورت عجیب مسموع ہوئی ہے ایک شخص اسطور پر دروازے مین کھڑا ہے
اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے بھیجا ہی اور کئی ایک پیغام رکھتا ہون فرعون نے کہا اوسے بلوایا چاہیے
کہ اوسکے ساتھ ہنسی اور سخرہ کرین جب حاضر کیا بعد اوس مناظرے کے جس سے کلام
حقائق اعلام ظاہر ہوتے تھے ہرچند ید بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن
اوسکے دل آہنین سے زنگار شرک دور نہین ہوا اور باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمان کی
طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا بلکہ ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا
یہان تک کہ کام اوسکا عافیت خرابی کی طرف آیا اور خاتمہ بد کو پہونچا اور بخل اوسکا اس
درجے کو پہونچا کہ بدون کراما الکاتبین کے اوسکے کھانے پینے کی خبر نہین ہوتی اور سوا مگس کے
کوئی اوسکے دسترخوان پر نہ بیٹھتا یہانتک کہ مورخین معتبر نے تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ جسدن موسی علیہ السلام نے حکم سے الہی کے بنی اسرائیلون کے ساتھ مصر سے کوچ
کیا اور فرعون اونکے پیچھے چڑھ دوڑا اسکے تمام باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند گرگین کے
ذبح نہین ہوا تھا اور اوسکے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنے عشا کو لیے
رکھ دیا کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھ تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے
اسکے اور اسکے لشکریون کے لیے شیرہ زقوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا حکیمون نے
کہا ہے کہ بادشاہ کو تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہے اول ملک وخزانے کو آباد رکھنا دوسرے
رعیتون پر رحم و مہربانی کرنی تیسرے یہ کہ بڑے کام چھوٹے آدمیون کو فرمائش نکرے
اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان سے چار ہزار برس کی دولت کے
جانیکا کیا موجب تھا بولا کہ معظم امور جو عقلا کے لائق تھے ادنی لوگون کے حوالے کیے

کہو یہ کہ بازار عدالت کی جمعیت [illegible] سے [illegible] وہ [illegible] جو شیر پیدا ہو فرض کریں کہ خود
رعیت ہو اور دوسرا بادشاہ جو اسپر کوار [illegible] یا جائز [illegible] کہ ارباب احتیاج کے
انتظار کا [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کرے [illegible] سلطنت [illegible] کہا اگر تو
اعانت خداتعالیٰ کی چاہتا ہے تو [illegible] ہوں [illegible] کے [illegible] کی [illegible] اوقات
شہوت ولذت جسمانی مین مصروف نرکھ کیونکہ [illegible] جسکے [illegible] سبب [illegible] بلکہ
فراغت وراحت کے وقتون سے کچھہ تدبیر ملکی اور رعیتون کی بہتری مین صرف کریگا کوئی حکیم
کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا ہےکہ خواب غفلت مین نہ [illegible] اور کوئی [illegible]
شکایت خدا کے نزدیک نہ پہونچائے اور اتنا مت سو کہ تیری [illegible] برباد ہو جائے اسلیے
کہ دولت اور عمر دہوپ کے برابر ہے [illegible] اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہے
اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کہائے نہ یہ کہ دنیا تجکو کہائے جو تجہہ کو سررشتہ کاروبار کا رفق و
مدارات پر رکھو نہ غصے اور ناک چڑہانے پر [illegible] خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین
ڈہونڈہنی چاہیے خوشنودی خلق کی مخالفت مین خالق کے [illegible] یاد رکہ جب اوس سے
حکم چاہین عدالت کرے اور جسوقت مہربانی طلب کرین عفو کردے اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی کرنا
حق تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بخشش کرنیوالوں کو خدا بخشش
کرتا ہے اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین آٹھوان وہ ہے کہ اہل حق کی صحبت کا
خواہان رہے اور پند و نصائح سے آزردہ نہو نوان یہ کہ ہر شخص کو مرتبۂ استحقاق پر رکھے دسوان
اوسپر اکتفا نکرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹہراوے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے
کسیکو مجال ظلم کا نرہے اسلیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جایگا اپنی رعیت سے
جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتہہ تہی اوس سے پوچھین گے
اور اخبار مین آیا ہے کہ امیرالمومنین عمر ابن عبدالعزیز کو کہ نہایت عدالت اور ازبسکہ تقویٰ و طہارت
مین موصوف تہا چنانچہ اوسے خلیفہ خامس کہتے تہے بعد وفات کے خواب مین دیکہا
اوسکے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطۂ حجاب مین ڈال رکہا بسبب
اوسکے کہ ایک پل کے اوپر گڑہا پڑ گیا تہا کسی بکری کا پانون اوسمین آگیا اور زخمی ہوئی

سپرے تیئین عتاب کیا کہ کیا لازم ہو کہ جب خلائق کے نیک وبد کا سررشتہ تیرے عہدۂ رسالت ہو
تو نہ درست امور مین سستی کرے پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت
حاصل کرنے کے لیے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے
اور روح کا عقل سے ہی ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور
سیاست کا حکمت سے ہی تیئین شریعت ہی تا اور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اس
راہ راست سے پھر جائے خوبی وآبادی ملک کی برباد ہوا افلاطون نے کہا ہی کہ قوانین شریعت کو
یاد رکھہ تو شریعت تیری حافظ ہو جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت
فضل واحسان کی طرف پھیرے اسلیے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہی چنانچہ
تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہی
اور چاہیے کہ وہ ہیبت وحشمت سے ملا ہو اسلیے کہ احسان بے ہیبت کم زورون کی
بے پروائی کا موجب اور سبب زیادتی طمع کا اونھون کے ہو اور اگر مثلاً تمام ملک کے
خراج کے برابر کسیکو دیجیے تو راضی نہوا رسطاطالیس نے سکندر کو نصیحت کی چاہیے
کہ مظلوم تجھسے وحشت نکرین تا عرض مطلب بخوبی کر سکین لشکری اور زیردستون پر
تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم وستم پر اقدام نکرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی وجمالی اور محل آثار عظمت آلہی اور ابہت نامتناہی
کے تھے رعب اس مرتبے رکھتے تھے کہ ابوسفیان جب شرف اسلام سے مشرف
نہین ہوا تھا عہد وپیمان کے لیے حضرت کے پاس آیا جسوقت رخصت ہو گیا کہا قسم
خدا کی ہی مینے بادشاہ اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب وہیبت
اپنے دل مین نہین پایا اور خوش خلقی اور لطف ومہربانی بھی آپ کی ذات مین ایسی تھی
کہ ایکدن کوئی عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے یقیناً بسبب اسکے
کہ انوار قدس کی چمک طلعت صفا طینت پیغمبری مین نمایان تھی از بسکہ خوف اوس
عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا جب اوس سے آگاہ ہوئے فرمایا مین عرب کی ایک
عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی غرض اس سے آپکی یہ تھی کہ خوف وہراس

اوسکے دل سے دور ہو اور غرض مقصد کرسکے ستمگرون کے ساتھ تکبر کرنا مسکینون زیردستون سے
بہ تواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہی اور عادات سلطانی سے اہم یہ ہی کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھے
تا فکر و راے کی جولانی پر قادر اور دشمنون کے مکر سے فارغ رہے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب کسی جہاد کا عزم کرتے تو لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ
آئینہ خاطر حضرت کا غبار کذب سے صاف و مصفا تھا بلکہ یہ طریق اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی
جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا استفسار کرتے اور وہان کا احوال پوچھتے تا لوگون کو
مظنہ ہو کہ شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین حکیمون نے کہا ہی کہ اخفاے راز کا طریقہ باوجود احتیاج
مشورت کے آدمیون سے یہ ہی کہ جو لوگ عقل و دانائی مین کامل ہین اونسے مصلحت پوچھے
اور سفیہ و کم عقلون سے اپنا بھید چھپاے پھر بعد ارادہ مصمم کے اون کامون پر اقدام
کرے جو بحسب ظاہر برعکس اوسکے ہون پر اوسمین بھی مبالغہ نہ کیا چاہیے کہ موجب تہمت کا
نہو بلکہ اونھین بھی اون فعلون سے ملاوے جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے
تفحص احوال سے ایکدم غافل نرہا چاہیے بلکہ جاسوس اور ہرکارے اوسکے تجسس امور
مین لگا رکھے اور اونکے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطن کی کرے اور اونکے قصد و عزیمت پر
واقف ہونے کے لیے اون حواشیون سے استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین
اصل عظیم ہی بلکہ اسباب مین بہتر یہ طریق ہی کہ ہر ایک سے گفتگوے دوستانہ کیا چاہیے
کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک دوست ہی کہ اوس سے وہ مانوس رہتا ہی اور اپنے دل کی
بات اسے کہتا ہی شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کے مکنون خاطر سے خبردار
ہو سکے جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش
فتنہ کو آب صلح سے بجھاے اور اگر یہ کوشش مفید نہو تو جب تک تدبیر شایستہ اور حیل برجستہ سے
رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹھی
کہانیون کا لکھنا معیوب نہین ہی پر جھوٹ کہنا یا فریب دینا کسیوقت جائز نرکھے اور جو ضرورت
داعی جنگ کی طرف ہو تو یہ دو صورت سے خالی نہین یا بادی یعنی پیشدستی کرنیوالا یا دافع
یعنی ٹالنے ہارا ہی اول صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے اور البتہ امور دینی یا قصاص کے لیے

یا ادس حق کے واسطے جو مخالفون سے ہاتھ مین ہی لڑے نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اس لیے
کہ پیشدستی کرنیوالا اکثر مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھے اور جب تک سب لشکر
ایک دل اور ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیے اسلیے کہ وہ مخالف کے درمیان جانا اپنی
جان پر کھیلنا ہی اور مقدور بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے روبرو نہو کیونکہ اگر شکست پاوے
تدارک سے ہاتھ دھووے اور جو فتح ہو خفت اوٹھاوے اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووے اور جو
اوسنے ہارا ہو اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خونی کے ارادے سے دشمن کی فوج پر
جانا بہتر ہی اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی کہ جن بادشاہون نے اونکے ملکون پر لڑائی کی ارادے سے
چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئے اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہی تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین
مصروف ہو لیکن اوسپر اعتماد نرکھا چاہیے حکیمون نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہی گرفتار ہوی
بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیے حیلے حوالے اور پیسے دینے کو وسیلہ کرے فوجون کے
بندوبست کے لیے ایسے آدمیون کو مقرر کیا چاہیے جو شجاعت مین مشہور اور حسن تدبیر اور
فہم و دانائی مین موصوف اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو پر لڑائی کی شرائط مین سے شرط
اہم بیدار و ہوشیار رہنا اور جاسوس لگا کر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت عنطہ و صرفہ
مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فائدے کی توقع نہ سوجھے فوج و لشکر اور اسباب جنگ کو ضائع
کرنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک مذموم ہی حکیمون نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا چاہیے
مگر لاچاری کے وقت اسلیے کہ یہ حرکت علامت نامردی کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہوجانیکا
اور جو کوئی لڑائی کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے اوسکو نوازش کرنا اور
اوسکے حسن خدمت کے بدلے اچھے تحفے اور القاب شائستہ سے سرفراز کرنا واجب ہے
اور دشمن حقیر کو چھوٹا نجانتا چاہیے کلام شریف مین آیا ہی کتنے گروہ قلیل خدا کے حکم سے
غالب ہوئے جماعت کثیر پر اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نرہنا چاہیے اور جب تک کسیکو
زندہ اسیر کرسکے قتل کرنا مناسب نہین اسلیے کہ بندیون مین بہت سے فائدے ہین جیسے
غلام کرنا اور رہن رکھنا فدیہ دینا اور اسین دشمنون کی دلجمعی ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشعر اوسکا ہی
غنیم کے اوپر فتح پانے سے اونکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کیے اونکی شرارت سے

نہ پہنچ سکے اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا جہاڑ ڈالا اسلیے کہ مخالف اب غلام
ورعیت کے برابر ہی پہر اپنے بندون اور رعیتون کا ارادہ رکہنا قاعدہ عدالت سے دور ہی
حکیمون کی کتابون مین مذکور ہی کہ جب سکندر نے کسی شہر پر فتح پائی اور اوسنے شمشیر کو
غلاف نہ کیا ارسطاطالیس نے اوسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اوسکا یہ ہی کہ اگر تیرے
تئین ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے بیچارے اون
بیچارون کے مار ڈالنے مین کیا نفع ہی اور عفو کرنا بادشاہان اولو العزم کے خصایلون سے ہی
اور شاہد اقبال کا موجب زینت ہی اور باعث استحکام قواعد جاہ و حشمت کا کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو
پر حسن عفو بیشتر ظاہر کرے مامون نے جو ضابطہ عقد خلافت اور رابطہ نظم جلالت کا تھا کہا ہی کہ گنہگار لوگ
اگر جانتے کہ عفو کرنے مین کیا لذت ہی مین اوٹھاتا ہون تو گناہون کو بطریق پیشکش کے میرے پاس
لاتے اور بمقتضا اسکے کہ اسکے لیے انھین پیدا کیا ہی غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے یہ ہی
کہ شاہد وجود حقیقت سند مجاز مین ظاہر ہو اور رحمت و عفو آلہی کا جمال بجز و قصور بشری مین جلوہ دکھائے
چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تم اگر گناہ نکرو تو حضرت خدا تعالی ایک خلقت اور پیدا کرے جو گناہ کرین تو
رحمت بے مست اسکی مرآت عفو مین نظر آوے پس زیور عفو سے آراستہ ہونا مبداے حقیقی کر
جو نیکیون کا سرچشمہ ہی تشبیہ رکھتی ہی جب ذہن سلیم و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہان بانی
ثانی حضرت صاحب قرانی درست کرنیوالے قواعد کشورستانی کے تئین باریکیان رسوم سلطنت کی
اور تحقیقین آداب مملکت اور سرداریکی پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور نادر باتین احکام
ملت کی ملہم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کے فیضان سے بواسطہ تعلمات کسبی اور تعلمات الٰہی کے
حاصل ہی اور ذات مقدس اوسکی اور سکہایا مین ہی نے اسے علم کے بلند مرتبے مین داخل ہی
تو اوسکی تعریف مین زبان کہولنا اور اسکے بیان کا دم بہرنا مجھ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین
ارباب بلاغت اور فضلہ خوار اہل براعت کا ہی قواین ادب سے بعید ہی کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر
سکہانا اور لقمان کے تئین قاعدہ حکمت کا بتانا داناؤن کے درمیان اپنے تئین محل طعن اور
مستحق لعن کا بتانا ہی فی المثل قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیے اگر دقایق بلاغت مین سے کسی
دقیقے کو بیان کیا چاہین تو حضرت خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمی کا ملاحظہ کرنا

کافی ہے اسلیے کہ بے شائبہ تکلف و تعسیف کے باقتضاے تدوین کتاب ایجاد و تکوین کے صفحۂ الواح
قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کر دے کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا
جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اوسکے صنع اور اصطناع کے قلم ایجاد و ابداع کے
خامہ سے پیدا ہوا جب تک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہے ہر چند سیاران
اجرام سپہر اسقدر چراغ روشن کے ساتھہ گرد جہان کے پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ و
حشمت کے ساتھہ نہ دیکھا اور کسی صاحب قران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہین سُنا
اللہ تعالی آسمان بادشاہت کے اون دوستارون کو نیکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان
گلشن اور اونکے انوار مرحمت کی چمک سے زمین و زمان روشن ہے اوج اقبال و پایۂ اجلال کے
رکھکر حضیض وبال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اونکی افواج سعادت اور جنود دولت کے
تیئن مانند سلسلۂ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھہ متصل و مقرون رکھے آمین آمین ثم آمین
پانچوان لمعہ بادشاہون کے خدمت کے آداب اور دولتمندون کی رسوم مین بادشاہ اور حکام کے
ساتھہ عوام الناس کے چلن کی روش یہ ہے کہ اپنے دل و جان سے اونکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے
حمد و ثنا اونکی کیا کرین اور ہاتھہ پاؤن سے اونکی طاعت اور خدمتگزاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین
اور اونکے امر و نہی کے قبول کرنے مین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرائط سعی کے
بجالاوین اور اونکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہے خوشنودی سے ادا کرین اسباب سے ہرگز منہ
موڑین اور ظاہر و باطن سے اونکی تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین اور ضرورت کے
وقت جان و مال کو اونپر تصدق کرین اسلیے کہ دین و دنیا اور آل اولاد کی حفاظت اونکی ذات
عالی پر موقوف ہے اور جو لوگ اون کے خادمون کے شمار مین ہین اونھین چاہیے کہ اپنے
رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نکرین اسلیے بادشاہون کی صحبت کو آگ کی درمیان
جانے اور شیر کے ساتھہ اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہے اور سچ ہے کہ آداب سلطانی کی رعایت
نہایت مشکل کام ہے ہر کسیکو اوسکے تحمل کرنے کی تاب نہین طریقت کے مشائخون مین سے بعضون نے
کہا ہے کہ جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہے اوس سے راہ طریقت کا
چلنا نہین ہو سکتا اسواسطے کہ بموجب اسکے کہ بادشاہ ظل اللہ ہے اونکی مجلس خاص کے آداب کی

رعایت کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجا لانے کا سبب ہو پھر جسکو اونکی بارگاہ مین قربت ہو
چاہیے کہ جو کام اوسے مفوض ہووے اوسی مین مشغول رہے اور فضول باتون اور کامون مین دخل نکیا کرے
اور حاضر باشی اسطور سے اختیار کیا چاہیے کہ جب اوسے طلب کرین حاضر ہو اور بوقت حاضر باشی
بھی جو بیہودہ بکنے والی مانند کی طرف ہی متوجہ رہے اور جو کچھ اونسے ظہور پاوے صدق و ارادت سے اوسکی
مدح و ثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو اونسے صادر ہوتا ہے البتہ کوئی وجہ جمیل اوسکی ہوگی
پس اوس وجہ کو استنباط کرکے اچھے طور سے بیان کرے اور اگر کسیکو اونکا نصیحت کرنے کا
مرتبہ ہو تو بملایمت اور حسن آداب سے عرض کرے اسلیے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین
حق مین امر معروف اور نہی منکر مین درشتی کرنی نہیں پہونچتی بلکہ نصیحت شایستہ اور بیان حجت
انکے ادب کی رو سے چارہ اونکا نہیں ہے حضرت حق تعالی کلام مجید مین موسی اور ہارونکو
فرعون کے ساتھ کلام کرنے کے لیے فرماتا ہے کہ تم اوس سے ملایمت کے ساتھ بات کرو شاید
وہ سکو یاد رکھے اور ڈرے اور جو وزیر یا مشیر ہے اگر بادشاہ سے خلاف مصلحت کی راے سرزد ہو
پہلی بارتبعیت و موافقت کرے بعد اوسکے بطریق سہولت کے اوس خیال کو اونکی خاطر سے
دور کرے کیونکہ حکیمون نے کہا ہے کہ بادشاہ اور حکام سیل کے مانند ہین جو کسی پہاڑ سے بہے
اگر کوئی اوسے ایکبارگی کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین ورطۂ ہلاک مین ڈالے ولیکن اگر پہلے
چھوڑ دے اور آہستے آہستے تدبیر سے ایک طرف کو خس و خاشاک سے باندھے تو پھیرنا اوسکا
آسان ہو اور کسی وجہ سے اونکے افشاے راز کا خیال نکیا چاہیے بلکہ بھر مقدور مخفی رکھنے
کی سعی کرے جب یہ قوت اوسکی طبیعت مین مستحکم ہو تو اخفاے راز اوسپر آسان ہو جاے
اور جاننا چاہیے کہ ہمت بادشاہون کی بلند ہوتی ہے اسی سبب خلق اللہ کو اونکے ساتھ
مقام اطاعت مین رہنا ضرور اور کبھی کسی امر مین اونکی طرف تقصیر و خطا کی نسبت نکرے
اگرچہ بڑے مقربون سے ہے اور جو کسی کام کا قصور اونکے اور اپنے درمیان دائر ہو تو
اپنی خطا مان لینا ضرور ہے اور اونکے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف رکھ
قس پیچھے اپنے تئین حسن تدبیر سے بچاے اور اونکی رضا جوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیے
ہرگز اپنی خوشوقتی کے درپے نہ ہو جب یہ قاعدہ مقرر کرے تو جسمین خوشی اپنی اور خداوند نعمت کی ہو

پہلے خاوند کو خوش کرے کہ اوسکے ضمن اوسکی بھی خوشی حاصل ہو اور اونسے مقصد حاصل کرنے
کے لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیے اور حرص سے اجتناب
اور قناعت مین کوشش کرنا ضرور ہی کیونکہ دنیا اوسیکو چاہتی ہی جو اوس سے موںھ پھیر لے
اور جو کوئی اسکو چاہی تو وہ اوسے پیٹھہ دے چنانچہ حدیث قدسی مین آیا ہی جسکے معنے یے مین
دنیا کو چھوڑ دے تب وہ [illegible] تیرے پاس آوی اور توریت مین ہی کہ خدا تعالی اسنے دنیا کو
فرمایا ہی ای میری دنیا تو اوسکی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اوسکی خدمت کر جو تیری اطاعت کرے
اور چاہیے کہ بادشاہون کے سبب سے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اونکے وسیلے سی
اپنا مرتبہ حاصل کرے اور اونکے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیے تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے
اور نفع بہت اوٹھاے اور اونکے نزدیک حرمت و عزت پائے اور اونکے حضور اپنے تئین
ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات سے اپنی جان و مال کو اونپر نثار کر دے کیونکہ اگر احیاناً اُنکی
باتین کچھ مناقشہ درمیان لاوے تو موجب اس حدیث کے جسکے معنے یے ہین کہ انسان کو
جس سے منع کرین اسیکا حریص ہوتا ہی حرص اونکی زیادہ ہو اور حکیمون نے کہا ہی کہ جسکو
جس کام سے منع کرین وہ اسپر حریص اور جسکی خواہش دلاوین اوس سے بیزار ہو اور
چاہیے کہ جان و مال سے انکی آرایش طلب کرے نہ اپنا تجمل اور جو چیز خاص انکی ہو جیسے
سواری اور لباس اور نظیر اوسکی ہرگز اوسمین شرکت نکرے اسلیے کہ بے ادبی کے سبب
اپنے تئین محل زوال اور مقام وبال مین ڈالنا ہی اور کسی امر مین اگرچہ وہ ادنی بھی ہو اونکے
روبرو اپنی بے پروائی ندکھاوے اور ہر دم اونکے حکم احکام پر راضی رہنا شعار اپنا کرے
سلیمان بن داؤد علی نبینا و علیہما السلام کے صحیفے مین مرقوم ہی کہ اپنی طرف خطاب کرکے فرمایا ہی
کہ ای دل بادشاہون کو حیرت جان اونکی باتون کو مان اور اوس سے ایسی بات کا جس سے
ایذا تیرے تئین یا اور کو پہونچے قصد نکر کیونکہ اگر اوس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش
غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین بادشاہ حقیقی کے دریاے قہر کے بیچ ڈبوے
ابن مقفع کے آداب مین لکھا ہی کہ اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اوسکو خداوند نعمت کہا کر اور کتنا ہی
تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اوسکے مبالغہ کر اور جب اوسکے پاس کسی نوع کا تقرب تجھے حاصل ہو

توخلوت مین گفتگو کرے درمیان بہت سا تملق اور تضرع مت کرے کہ وحشت و بیگانگی کی علامت ہے
اور یہ زبان پر نلاے کہ میرا کچھہ حق تجھپر ہی یا خدمت سابق کا کچھہ اجر بلکہ پچھلی خدمتون پر اسکے حقوق کو
سر نو سے موقوف اسطور پر رکھا چاہیے کہ استحقاق اولی کا حقیقت اوسی سبب قوی ہوتے
کہ سلاطین بلکہ اکثر اشخاص ایسے ہین کہ جب حق کا آغاز اوس سے منقطع ہوجاے فراموش کرتے ہین
اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہی اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری کو
برابر نہین اور اگر خدمت مین سرفراز ہی چاہیے کہ خداوند کی تنگی یا کاف سے آزردہ نہو اور ہرگز
اوس سے کچھہ گرانی دل مین نلاوے اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اوسکے ساتھہ دو فریبی کے
مقام مین ہین بسبب اوسکے اصلا متغیر نہو اور ان سے بغض و حسد ظاہر نکرے اسلیے کہ یہ حرکت
اور بھی انکی تدبیر کا موجب ہو اور اگر خصومت کی حرف منجر ہو تو عز و وقار کے دائرے سے
باہر نجاوے بلکہ جواب اسکا علم کے طریقے سے دے کیونکہ حلیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہی اور مجلس سلطانی
کے آداب سے یہ بھی ہی کہ ہرگز اوسکے حضور کسی سے مشورت نکرے اور اگر سوال اور سے
کرین جواب کا اقدام نکیا چاہیے بلکہ رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضرور ہی چنانچہ سابق مذکور
ہوا اسلیے کہ یہ طور حقیقت مین قائل کی خفت کا سبب اور سائل و مسئول کے بھی استخفاف کا
موجب ہی اگر سائل کہے کہ مین تجھسے نہین پوچھتا ہون تو ہرگز قائل کو جواب کی سبیل نرہے
اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھین جواب دینے مین
سبقت نکرے اسلیے کہ بیشک انکو خوش نہ آوے اور اوسکے کلام کی عیب جوئی کرین اور اگر چپکا
رہی یہان تک کہ اور اشخاص جواب دین اور انکی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر [illegible]
کچھہ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے تب رعایت ادب کے ساتھہ ہوشیاری اوسکی ظاہر ہووے
اور چاہیے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی مین ہی اونپر اپنا تقدم نہ ڈھونڈھے
اور بسبب اوسکے رنجیدہ خاطر نہو کہ وے لوگ بغیر فضیلت کے مرتبہ تقرب مین اوسکے اوپر
زیادہ ہین اسلیے ہر ایک شخص کی اگرچہ وہ نہایت عالیجاہی مین ہی ایک نوع کی مناسبت
ذاتی کسیکے ساتھہ ہو سکتی ہی اگرچہ وہ غایت پائین درجے مین ہو اور وہی مناسبت سبب ہے
محبت کا اور حاصل کرنا اوسکا دائرہ قدرت سے باہر ہی پس اپنے تئین اوسکے سبب

گران خاطر نرکھا چاہیے اور شاید سابق سے حقوق اوسکے ثابت ہون کہ اورون کو اوسپر اطلاع نہو
پھر مناقشہ اوس سے باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا بلکہ لازم یہ ہی کہ اپنی خواہش کو مطلقًا فراموش
کرجاے اور اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کے تابع کیا چاہیے جیسے سابق بھی مذکور ہوا
جب تک دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد کار اوسکا مربوط نہین ہوتا اور جبوقت ایک شخص
اپنے فائدے سے درگذرے اور اونکے درمیان سے مخالفت بلکہ مغایرت اوٹھجاے وحدت کی
برکت سے سب کام اونکے درست ہون چھٹا لمعہ دوستی کی فضیلت اور دوستون کے
ساتھہ گذران کرنے مین جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کے پہونچنے کے لیے اپنے بنی
نوع مین سے دوسریکا محتاج ہے اور مدد دینے لینے کے قاعدے بدون علاقہ الفت و محبت کے مضبوط
نہین ہوتے پس جس کیسیکے جتنے دوست زیادہ ہون کمال کو پہونچنا اوسکو سہل ہو سکتا ہے اور جب
صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ بہت بڑا ہے پس کمال حاصل کرنیکا طریق اتحاد کے وسیلے پر
مرتب ہے پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس چیزون کی عزت بے شبہہ لازم ہے اور اکثر آدمی
لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہین ولیکن آمیزش اونکے ساتھہ بقدر ضرورت کے کیا چاہیے
اس فرقے کو حکیمون نے مصالح سے تشبیہ دی ہے کہ کھانون مین بقدر احتیاج چاہیے اور اوسکی
کمی بیشی دونون موجب فساد کی ہین ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج
ہوتے ہین فراغت کے وقت اختلاط اور خوش طبعی کے لیے مصیبت مین کمک و امداد کے واسطے اور
حقیقت کی رو سے بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی ہین مستحقون بلکہ
فقیر اور مسکینون سے جو محتاج ترین ہین احتیاج بیشتر ہے جیسے احتیاج اونکی صاحب مال اور اہل
احسان سے ہے اور افسقرالیس نے کہا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک شخص کو حاصل ہو اور دوستی کے فائدے سے
محروم رہے زندگانی اوس پر وبال بلکہ بقا اوسکی لا حاصل اور جو خیال کرے کہ اس خصلت کا حاصل
کرنا آسان ہے یہ گمان خطا ہے اسلیے کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سے پورا اترے ساری
دنیا کی نفیس چیزون مین سے بہت ہی نادر ہے اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال
و خزانے گڑے گڑاے ہے بلکہ دنیا اور جو اسمین ہے کچھہ فائدہ نکرے اور اوس دوست کے برابر
جسنے کسی مہم مین اعانت یا کسی مقصد کو پہونچنے کی مدد کی ہے نہو ایک ذات کیا خوب آدمی ہے

جو اس نعمت عظمی سے محظوظ ہے اگرچہ دولت دنیا سے کچھ اوسکے پاس نہیں ہے ور
اس سے بھی نیک طینت وہ شخص ہے کہ باوجود رتبہ سلطنت کے اس دولت سے بہرہ ور ہے
اسلیے کہ سلطان کو بادشاہت سے بہرہ کام ہے اور تمام رعیہ کی بہتری کیفیت پر جبھی اطلاع
ہو سکے ضرور ہے اور ہزاروں کا روبار کرنے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایک دل و ایک زبان کافی نہیں پر
جسوقت دوستی کی مدد ہے اور دوستوں کے چشم و گوش و دل و زبان پر قادر ہو تو اپنی آنکھوں سے
سب دیکھے اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام کہہ سکے پھر بندوبست ملک وارثی کا
اسپر آسان ہو جاوے کہتا ہے کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے اوسکا حال
کی تفتیش کرے کہ اوس نے لڑکا پن میں اپنے ماں باپ سے کیا کیا سلوک کیا ہے اگر عقوق کے
عصیان سے مشہور ہو ہرگز اسپر اعتماد نکیا چاہیے اور وہ دوستی کے لایق نہیں ہے بسبب
کہ جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے برابر جانے اوس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہیں پھر تفحص
کیا چاہیے کہ یہہ شخص دوستوں کے ساتھہ کیا سلوک اور اون سے کس طور پر معاملہ کرتا رہا
بعد اوس کے جستجو کرے کہ اوس نے اپنے ولی نعمتوں کی شکر گذاری اور ناشکری میں کیا
حرکت کی اگر ناشکری میں مشتہر ہو اوسکی دوستی کی خواہش نکرنی کیونکہ بدذاتوں کی خصلتوں سے
کوئی خصلت ناشکری کی مثال نہیں ہے اور نیک طینتوں کے اوصاف میں سے کوئی وصف
شکر گذاری سے افضل نہیں اور شکر سے مراد فقط مکافات نہیں ہے اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہے
جو کوئی بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دل میں اوس کی محبت رکھتا ہے اور
زبان سے اوس کے اوصاف بیان کرتا ہے اس شخص کو قصور کی طرف نسبت نکیا چاہیے
پس پیچھے سوچے کہ فخری اور مال جمع کرنے میں اور نفیس چیزوں کی طرف خواہش
اسکی کیسی ہے اگر حرص و سیر غالب ہو دوستی کے لایق نہیں یہہ نظر کرے اگر رغبت اوس کی
بڑائی اور غلبہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے دروازے سے مردود ہے کیونکہ دعوی انصاف کے
ساتھہ انصاف مغلوب ہے اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال خلوص کو پہونچا دے دوسرا ملاحظہ کیا چاہیے
کہ اگر قسم کے لہو و لعب کا اشتغال راگ رنگ کا سننا اور بازاریوں سے صحبت رکھنی اوسکو دوستی کی جانب سے
باز رکھا اوسکی محبت کی خواہش نکیا چاہیے جسوقت ان تمام صفتوں میں طالب امتحان سے پورا نکلے

اوسے دوستدار کامل اور یار غار افضل جاننا چاہیے اور اوسکے جوہر اتحاد کو نقد جان کے ساتھ
گنجینۂ دل مین رکھنا چاہیے اسلیے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے اور بعضے حکیمون نے کہا ہے
کہ بے شبہہ ہم تعجب کرتے ہین اوس شخص سے جو پریشان خاطر ہی یار غمخوار کے ساتھ پر ایسا
شخص گو کر دوسرے سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھہ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا کرنا اولی ہی
کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو بجا لانا مشکل ہی اسواسطے کہ شاید بمقتضا تعداد کے
حال انکے مختلف ہوین مثلا ایک شخص [illegible] کی موافقت سے خوش و محظوظ ہو اور دوسرے کی
[illegible]ت سے رنج و پریشانی اوٹھاوے [illegible] سبب [illegible] عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش
مین ہی اسلیے کہ جس آدمی سے کسی وجہ کی آشنائی نہین دشمنی اوس سے نہایت بعید نظر آوے
ولیکن مخالفت کمال اختلاط اور مافی الضمیر کے مطلع ہونے کے بعد از بسکہ معتبر ہی پس اختلاط کے
باب مین طریق احتیاط ملحوظ رکھنا چاہیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا کرنا لازم جیسے کسی نے ایک
شعر مین کہا ہی جسکے معنے یہ ہین بیت نرا ہی دوست وہ ہوجاوے دشمن جانی + پھر اپنا یار
تو بہتون کے تئین کبھی نہ بنا + نہ دیکھا تو نے بہت کھانے اور پینے سے + یقین کہ ہووے تجھے
درد شکم پیدا + اور جسوقت دوست ہاتھہ آوے رعایت حقوق کو واجب جانکر اوسکے کامون مین
جو سونے چاہیئن سعی کیا چاہیے اور اوسکی حمد و ثنا مین بے شائبۂ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیے
ولیکن مکنون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نکرے کیونکہ اطلاع مافی الضمیر کی عالم الغیوب ہی کو مخصوص ہے
اور تھوڑے عیب اور نا قصور کا جو دوستدارون کی طرف نسبت رکھین اعتبار نہ کیا چاہیے
بلکہ چشم پوشی اونسے واجب ہی اسلیے کہ افراد بشری اونسے خالی نہین ہوسکتی اگر اونپر نظر
کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کی طرف منجر ہو اور دوستی کے مزے سے محروم رہجاے
اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی خوش ہی وہ شخص
جسکو اوسکے عیب نے آدمیون کے عیب سے فارغ رکھا جب اون طریقون کی مشق کرے
محبت خالص مستحکم ہو اس وسیلے سے [illegible] اور وہی اشخاص جنسے سابق معرفت نہ رکھتا ہو اس سے
آملین اور دوستی کے اطوار سے یہ ہی کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے اور احسان
کبھی زبان پر نہ لاوے اور رتبہ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے اور جب اونپر کچھ مصیبت پڑے

جان وہاں سے اپنے تئین جدا کردے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہا چاہئے اپنے فراغت و
منفعت کے وقت سے بہت ہوتے ہین اپنے فراغت کے وقت مین پہچانے
جاتے ہین دوست مصیبت مین کون ہین اور ویسے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر رہے
بلکہ آثار و علامت سے اونکے احوال کو معلوم کیا چاہئے اگر یہ دوست کی طرف سے کچھ سستی
دریافت کرے تو اعراض جائز نہین بلکہ استمداد و ہمدردی مین بہت ہی مبالغہ کرنا چاہئے کیونکہ اگر وہ بھی اعراض کرے
علاقہ محبت کا اوٹھ جاوے بلکہ شاید ایسا حجاب سخت درمیان پڑجاوے جو قطع مودت و مفارقت
کلی کو پہونچاوے طریقہ اوسکا یہ ہے کہ جو سبب کدورت کا ہووے صاف دلی سے بے تکلف بیان کردے
تا راستی کی برکت سے صفائی آوے بلکہ ہر حال میں صدیق کو موجود رکھنا لازم ہے یہانتک کہ جب کوئی مکان
یا لباس یا سواری کی غمخواری کرے تو چاہئے اوسکی مراعات مین کاہلی کرنی سبب ہوا سکے ضائع ہونیکا
پس اوس شخص کی غمخواری سے بھی چھپانا جس سے دونون جہان کی بہتری کی توقع رکھتے
کیونکر جائز ہو ساتھ اسکے دوستی کے ہونے سے عداوت ایسی جو بہت ہی مضرت کا موجب ہے
پیدا ہوا اسلیے کہ مخالفت کے ہوئے محبت کے بعد شمار عقد قرین ہے جدائی اگرچہ مطلق مذموم ہے
پر دوستون کے ساتھ نہایت بدنما ہے اس واسطے کہ اوس سے اختلاف اور جدائی پیدا ہوتی اور وہ موجب
تمام فسادون کا ہے اور چاہیے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جتانے مین جو اونھین مفید ہو بخل
نکرے کیونکہ اونسے متاع دنیاوی مین جو محل خصومت کا ہے تنگی کرنی بدتر ہے پس علم کے باب مین کسطرح
جائز ہو حالانکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہے اور جب دوست سے
کسی عیب کا مشاہدہ کرے تو اوسکے ساتھ اظہار موافقت کا کرنا اسطور پر جو تنبیہ لطیف کا متضمن ہووے
ضرور اور اس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی جائز نہ رکھے اسلیے کہ یہ صورت محض خیانت
کی ہے پہ طریق تنبیہ لطیف کا یہ ہے کہ پہلے کسی مثل اور شخص کے نقل سے اوسکو اوسپر واقف کرے
اگر مفید ہو تو بطریق تعریض و کنایے کے اشارہ اوسکا کرے پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے تو خلوت کے
درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد کا ہے بیان کر دے اور اوسکے غیر سے اگرچہ وہ
اوسکے محبون سے ہے اخفا رکھے اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو مداخلت نہ دے اسلیے کہ ہرچند محبت کیسا ہی
استوار ہو اوسکی غمازی سے منہدم ہوجاتی ہے حکیمون نے نمام کو تشبیہ اوس شخص سے دی ہے

جو ناخن سے دیوار مستحکم کو کہودے کہ ایک وشگاف بہر جگہ نکالے پہر جسوقت ایک سوراخ پاوے تو
تیشے سے اوسکو بڑا کرے یہانتک کہ آخرالامر اوس دیوار کو ڈہا دے حاصل کلام محبت کی حفاظت
مین بہت احتیاط کرنی واجب ہے کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اوسپر موقوف ہے
جیسے سابق مذکور ہوا + ساتواں لمعہ + عوام الناس کے فرقون کے ساتہہ گذران کرنے مین
جب کوئی شخص اپنے احوال کی نگہداشت خلائق کے ساتہہ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین
ہوسکتا یا رتبے مین اون سے بالاتر ہے یا برابر یا فروتر پر طریق گذران کا قسم اول کے ساتہہ
پہلے باب سے کچھ معلوم ہوا اور قسم دوم سے تین نوع پر ہے یعنی گذران کرنا دوستون کے ساتہہ
دوسرے دشمنون کے ساتہہ تیسرے اون لوگون کے ساتہہ جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن اور
دوستونکی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستون کے ساتہہ گذران کرنیکا طریق سابق معلوم
ہوا اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوست کی برابر دکہاوے تو بہر معقدہ
اون سے بخوبی پیش آنا ضرور اور اونکی دلدہی اور خاطرداری کی سعی کرنی واجب ہے
شاید کہ وے سچی دوستی کے درجے کو پہونچین ولیکن راز اور عزم دلی اور حال و اموال کی
مقدار اور اپنے عیبون کو اون سے مخفی رکہا چاہیے اور اون کی تقصیرون کا مواخذہ نکیا
کرے اور حقوق مین غفلت کرنے کی سبب پرسش نکرے اور بقدر وسعت کے اون کے
کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے طور یا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیے اور
اگر جاہ و مال اور بزرگی مین اون کی ترقی ہو دوستی کے ترددمین افزایش نکیا چاہیے اور
دشمنون کی دو نوعین ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ پر اہل حسد
مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین ولیکن دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے
کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہے اور کہانے پینے اور وارد و صادر ہونے مین اس
سے غافل نرہا چاہیے غرض ہر ایک صورت مین دشمن سے احتیاط کرنی واجب اور دشمنون کے
ساتہہ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہہ ہے کہ اگر ہوسکے تو لطف و لطائف مین اون کے دلون سے عداوت
اور عنادی اور بغض و حسد کی بیخ نکال ڈالے اگر یہہ حیلہ مفید نہو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے
گذران کرسکے کسیطرح اظہار مخالفت نہ کرے اس لیے کہ دفع شر کے سبب

کوئی طریق نیکی اور خیرات سے بہتر نہیں ہے اور اون کی سفاہت کی طرف التفات نہ کیا چاہیے
بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب اور نزاع اور خصومت سے محترز رہنا لازم ہے
کیونکہ یہہ دولت و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب
بلکہ جان مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونے کا موجب ہے اور عمر گرامی اس سے عزیز
تر ہے جو دشمن کے ساتھہ معارضہ کرنے کی فکر مین گذرے اور ہوشیاری کی ترکیبون سے
یہہ ہے کہ دشمنون کے احوال کے جستجو مین رہے اور اون کے ہر ایک کام پر واقف ہونے کے
لیے سعی کمال کرے پھر جب اون کے احوال سے مطلع ہووے تو اوس کے مخفی رکھنے کی
کوشش کرے کبھی اسکے افشا کرنے کو جائز نرکھے مگر ضرورت کیوقت اسلیے کہ مخالف کے
عیبونکو ظاہر کرنا سبب ہے اسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے اور جائز ہے کہ حیا اس سے تاثیر ہی نکرے
شاید وہ کسی حیلے سے اس کے دفع کرنے مین مشغول ہو اور جب مخفی رکھے یہان تک کہ
مصلحت کیوقت اظہار کرے تو اسکا توڑنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل ہو ولیکن ان مین سے
اگر بعضے کو بسبب مصلحت وقت کے اوس سے ظاہر کرے یہان تک کہ وہ جانے کہ میرے
عیب پر مطلع ہوا ہے تو شکستہ خاطر اور غمگین ہو دانائی سے بعید نہین ہے اور ہرگز اپنے تئین
بہتان مین ملوث نکرے کیونکہ جھوٹہ کہنا دشمن کے قوی اور غالب ہونے کا موجب ہے بڑے
بڑے آدمی اور عالمون کے نزدیک مخالفونکا شکوہ نکیا چاہیے کیونکہ جب اوس کی حقیقت سے
خبردار ہون پھر اس کی چغلی پیش رفت نہوگی اور بُری باتون مین اوس کے ساتھہ متہم ہو
اور چاہیے کہ اون کے ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اوسکو مقابلے کی طور پر
دفع کرے اور جس چیز سے انہین قلق و اضطراب پیدا ہوا اس سے بھی واقف ہونا ضرور ہے
تا اپنے وقت مین استعمال کرے افلاطون نے کہا ہے کہ دشمنون کی عداوت کے دفع
کرنے کا طریق مستحسن یہہ ہے کہ اپنے تئین ان فضیلتون مین جو ان کے درمیان مشترک
رہین اون پر غالب رکھے اس لیے کہ جو شخص درجۂ کمال کو پہونچا اوسنے مخالف کے
تعرض کو اپنے سے دفع کیا اور اونکو ادنا اور ذلیل بنایا اور طعن اور تشنیع اور لعنت اور غیبت نکیا چاہیے اور اپنے تئین اس سے
بچا رکھے کیونکہ یہہ خصلت عورتون اور ناقصونکی ہے اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید ہو اعلی کہ باوجود اسکے کہ وہ سفیہونکی سیرت کا

منقلب ہوا اور اُس سے کچھ مسرت مخالف کو بھی نہین پہونچتی خود او نکے تعرض کا باعث ہو جاے
نقل کی گئی ہی کہ ایک شخص نے ابو مسلم مروزی کے آگے اسکی ندیمی کے ارادے سے نثار کر
بنا پر جو مروانیون کی طرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی ابو مسلم کو خوش نہ آئی اور اسی سبب
سے زنش کی اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کرون سیرے
تئین اچھین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا نوبت ہی جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہونچے
جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نکرے اور اس کے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیے
اسلیے کہ جب حقیقت مین وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا بیت ای دوست گزر
ہو عدو کے جنازے پر ⁂ شادان نہو کہ تجھ پہ بھی گذری یہ ماجرا ⁂ اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے
یا اسپر اعتماد کرے چاہیے کہ فریب اور خیانت سے محترز ہو کر بخشش اور مروت کی شرط بجا لاوے
اور ایسا کرے کہ نیک خوئی و عہد و پیمان اسکا سبکو معلوم ہووے بُرائی اور بدخوئی دشمن کی طرف
عائد ہوا اور اس بات مین بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہی تمہارے لیے رسول اللہ صلعم کی
ذات مین پوری خوبیان ہین پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو تمم ہین مکارم اخلاق کے
واجب جانی چنانچہ اخبار کے ناقلون نے روایت کی ہی کہ کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو
عرب کے فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف الاسلام کو پہونچے آستانہ رسالت کے
بعضے خادمون اور کعبہ جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی حضرت
رسالت پناہ صلعم نے اسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اسبات کی خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے
آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے سایہ کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے
یے ہین اور بھیجے تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے مہربانی انکی دونون
جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہی پناہ لے نہ سکیے ایک قصیدہ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی
نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہی مرتب کیا اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر
سوار ہو کر میدانون کو طی کر کے اپنے تئین آستانہ رسالت مین پہونچایا اور بعد سلام کے قصیدہ
پڑھنے لگا اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی جب حضرتؐ نے سُنا تو اوسکے
دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کر کے چادر ربانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کر سکیے

اپنے تن روح پرور اور بدن طہارت اوتار کر اوسے عنایت فرمائی اور اپنے مقبول بندون کے
سلسلہ مین داخل کیا یہ دشمنون کے دفع ضرر کے تین طریق مین ایک یہ کہ وہ آپ ہی
اچھے ہون اگر یہ میسر نہو تو نیکو دریان لا کر دوسرے اونکی شرارت سے بچ رہنا مکان دور و
دراز یا سفر مین رہکر تیسرا اب غلبے اور اونکی بیخ کنی سے پر یہ سب تدبیرین تب کے بعد ہی اور ایسا
اقدام جب کریگا کہ اگر دشمن شریر بالذات ہو اور اوسکی بدذاتی سے کسو طرح بچ نہ سکے اور
جانے کہ دشمن مجھپر فتح پاتا ہی اس ضرر سے زیادہ تر ہی او جانے کہ مآل اوسکا دنیا و آخرت مین
بد نہین اور باوجود اسکے مکر و خیانت سے اسکو رہا چاہیے اور اگر اوسکے مغلوب کرنیکا طریق اور
مخالفت سے بن آوے سب سے بہتر ہی ولیکن حاسد کے تئین فضیلت و نعمت اور اسباب
سعادت کو دکھا کر داخلی ہون یا خارجی جو اوسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون ایذا دیا
چاہیے اور اوسکے عیبون کو ظاہر کر دینا لازم تا آدمی اوسکی بدخوئی سے واقف ہون اور او
متہم جانین ایسے شخص کی عداوت سکے دور کرنے کے لیے سعی کرنی بیفائدہ ہی جیسے کہا ہی
بیت ہر عداوت کا دفع ممکن ہی پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو پیدا لیکن اون آدمیون سے گذران کرنا
جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن وے بحسب مراتب کے مختلف ہین اسلیے کہ نصیحت کرنیوالونکے
ساتھ جو بہ نسبت جمہور خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اختلاط کیا چاہیے اور اونسے
کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کریں پر اونکی بات کے ماننے مین جلدی نکرے اور اونکے ظاہر
احوال پر فریفتہ نہووے بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع تمام ہاتھ لگتی تو بعد اوسکے جو مقرر
مناسب ہو اوسپر عمل کرے اور ساتھ صلحا یعنے اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین
مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہی اور سفیہون کے ساتھ بردباری سے گذران کیا چاہیے او
احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کرکے اوسکے بدلے کے قصد مین نرہے بلکہ سلوک اور رفق
و مدارات کے ساتھ اونسے نجات حاصل کیا چاہیے اور تکبر کرنے والون سے تکبر کرنا ضرور ہے
تا اونسے عبرت پکڑین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ دینا ہی اسلیے
کہ ان لوگون سے تواضع کرنا اونکی گمراہی کے زیادہ ہونیکا موجب ہوتا ہی جب اون سے
تکبر کی چال چلو شاید کہ متنبہ ہوکر اس خصلت سے باز رہین اور فاضلون کی حرمت کرنی واجب

اور اون سے فائدہ لینا غنیمت جانے اور خوے بد ہمسایہ اور خویشون کے صبر کرنا
چاہیے حکیمون نے کہا ہے بخیل لوگ بدن پر صابر ہین اور بخشش کرنیوالے جان پر لیکن
زبردست لوگ اگر سیکھنے والے ہون تو اونہین فرزندون کی برابر عزیز رکھا چاہیے اور اونکی
خوی و خصلت اور طبیعت مین نظر کیا چاہیے جسکی استعداد اون مین بیشتر ہو اوسمین مشغول کیا
چاہیے مقدور بھر اونکی مدد کرنی ضرور اور شاگردون کو جسکی طرف انکی سمجھ نزدیک ہو اوسکی طرف
ترغیب دے اور تضیع اوقات سے منع کیا کرے سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم
اور اوسکی اجابت مین توقف کیا چاہیے مگر جب الحاح انکا بہت ہی لاچاری سے ہو اور درمیان
محتاج اور طامع کے امتیاز کرنا لازم ہے اور محتاج کی رفع حاجت کرے اور جب تک کسی
نوع خلل اوسکا نہو بخشش کرے اور طامع کو اوسکی طمع سے باز رکھے ضعیفون کی دستگیری
اور مظلومون کی اعانت کیا کرے غرض مقدور بھر خیر مطلق کے ساتھ جو تشبہ نیکیو نکا اور منبع کمالات
کا ہے برتر اور پاک ہے ذات اوسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا اور کرم بیشمار
سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر بے ارادہ غرض کے باران رحمت کا برسایا
اور نسیم تربیت بانی نے کمالات آسمانی کی پہولون کو بدون توقع منفعت کے جس نے
ذات اوسکی برتر ہے کہلایا پس طالب کمال کو چاہیے کہ خیر کی تمام قسمون مین روے قصد و
طلب کا اوس کے خیر محض کیطرف رہے تا اخلاق الٰہی کے مرتبہ علیہ مین پہونچے اور اللہ تعالیٰ
ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہے توفیق اور اوسی کے اختیار ہے مطالب و مآل کی تحقیق
مغرب بیچ بیان بعضے لواحق کے حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے بعضے لوامع
مین جو اکثر ان لوامعونکا اوس کے انوار فوائد کی روشنی کے چمک مین سے ہے خاتمہ
کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس
کو نصیحت فرمائی تہی کیا ہے سچ ہے کہ بیشتر نفع اون پاکیزہ باتون کا نہایت عمدہ حکمت مین اس درجہ پر ہے
کہ لائق ہے اونہین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنائی سے لکھین بلکہ فہم کے
قلم نے سارون کے تختون پر مرقوم کرین اور جب ان فکرون اور حسن اتفاقونکی برکت سے کوئی
حضرت سلیمان کا نگی تاثیر دولت کے سبب ہی اس فرصت مین نسخہ سر الاسرار جسے ارسطاطالیس نے سکندر ذوالقرنین کیلیے

ہوشیار دانا کا تصنیف کیا ہوا اس عاجز کے ملاحظہ مین آیا اور وہ نفیس نصیحتون پر مشتمل ہی تو ایسا اچھا لگا کہ ان نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر ملکی سے بھی نہایت خصوصیت رکھتے ہین اس رسالے کے ہمراہ الحاق لیا جاے لاجرم مضمون اس خاتمہ کا وہ سمت مین وہ دونون کے ثابت کرنے کے لیے درج کیا پہلی سمت افلاطون کی وصیتون کے بیان مین افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان اور اسکے حق کو نگاہ رکھ اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نکر بلکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالیٰ سے ایسی چیز مت مانگ کہ اسکی منفعت کی طرف زوال کی راہ ہو بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہین ہین انکی طلب کر ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کی بہت سبب ہین اور جو نکیا چاہیے اسے آرزو کے ساتھ مت مانگ اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب کے طریق پر نہین بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہی اور زندگی پر قانع مت رہ جب تک موت نہ آوے اور زندگانی کو بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو خواب و آسائش کی رغبت کر بعد اسکے جب تین چیز و نکا محاسبہ آپ سے تو لے ایک یہ کہ تو تامل کر کہ جس دن جو تو نے لیا ہی مجھے خطا سرزد ہوئی یا نہین دوسری یہ کہ سوچ کہ آج کچھ کام کیا ہی یا نہین تیسری یہ کہ کوئی کام تجھسے بسبب قصور کے رہگیا یا نہین یاد کر کہ اس زندگی سے آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہوگا اور کسیکو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام مین ہین بدبخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہا اور گناہ سے نہ چھوٹا اور اپنی پونجی اس چیز سے جو تیرے پاس نہو مت کر اور مستحقون کو نیکی پہونچانے مین اونکے سوال پر موقوف نرکھ اور اوسے حکیم مت جان جو لذت دنیاوی سے خوش ہو یا کسی مصیبت کے سبب جزع و فزع کرے اور ہمیشہ موت کو یاد رکھ اور مردون سے عبرت پکڑ اور خسیس آدمیون کو اونکے بہت بیفائدہ بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان اور جان کہ شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو خوب سوچ کر بول اور کام کر اور سبکا دوست رہ جلد غصے مت ہو تا خفگی تیری خو نہو جاے اور محتاج کی حاجت کل پر مت چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہوگا قیدیون کی اعانت کر مگر جو خود قید مین

کہ تو ستم جائز نرکھی اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نکری اور جب کسی پر جو انعام تو کری
کبھی اوسکا ذکر نکری اور تمام فضیلی وکرم اسمین ہی کہ نیکون کی حرمت کری اور آدمیونکی ساتھہ
کشادہ رو رہی اور لوگون کی شان کے موافق جواب دے اور نادانون کی خطا سے درگذر
ای سکندر عقل مدار ہی تمام تدبیرون کی اور نقص وکمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتون کی
جڑ ہی اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اس سے
نیکنامی ہی اسلیے کہ جو بادشاہ تابع دین اور شریعت الہی کا ہو استخفاف کری شرع الہی اوسکو
خوار بعد ذلیل کردے ای سکندر چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رای و شیرین
زبان اور بلند آواز ہو اور بات کم کہی اور رذالون کے ساتھہ نہ بیٹھے اور جب باہر آوے
تو آرائش ایسی جو لائق بادشاہی کے ہی اختیار کری کہ اورون سے ممتاز معلوم ہو اور
اون سوداگرون کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے اوس کی بادشاہت مین آوین
واجب جانی تا اوسکی نیک نامی کے پھیلنے اور دلون کے مائل ہونے اور تاجرون کے
بہت آنیکا موجب ہو اور اسی سبب سے بادشاہت اوسکی آباد ہووے اور تھوڑی سی
فروگذاشت سے جو اونکے ساتھہ کری بہت نفع پاوی اور بہت نہ ہنسی کیونکہ بہت ہنسنا لوگون سے
ہیبت و وقار کو اوٹھا دے اور باعث نقصان عمر وضعف حرارت غریزی کا ہووی اے
سکندر حریص شہوت کا نرہ کہ وہ خنزیرون کے خواص مین سے ہی اور کیا فخر اس چیز
مین ہی جسمین ادنی حیوان تجھپر غالب رہین اور اوسمین زیادتی کرنی ضعف بدن اور نقصان
عمر کو پہونچانی اور عورتون کی سیر تون کے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینون اور
ضعیفون کے احوال سے غافل نرہ اور احوال پرسی انکی واجب جان کہ خالق کی رضامندی
اور دلون کے ہاتھہ آنیکا سبب ہی اور غلہ جمع کرتا خشک سالی کے دن آرام سے بیٹھی ولیاکر کہ
اہل صلاح تجھسے امن مین رہین اور اہل فساد ڈرین ای سکندر مینے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر
تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ اور حقیقت حال سوا سے علام الغیوب کے کسیکو معلوم
نہین شاید بسبب کسی تہمت کے جس سے شخص بری رہی یا اس گناہ پر اقدام کرنے کے لیے
کچھہ عذر اسکا ہو تو اسکے قتل کو سزاوار کہی اور اس سے کون گناہ سخت تر ہی ہرمس الاکبر یعنی ادریس علیہ السلام سے

مجکو یہ خبر پہونچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسرے مخلوق کو قتل کرہی آسمان کے فرشتے باری تعالی
کی درگاہ مین روویں کہ تیرے فلانے بندے نے ایک اور بندے کے قتل کرنے مین
تجھسے برابری کی اگر وہ قتل بسبب قصاص کے ہو حضرت حق تعالی فرماوی کہ اسکو میرے
حکم سے بہ سبب گناہ کے مارا ہی اور جو بسبب ظلم کے ہو فرماوی قسم ہی اپنی عزت وجلال کی کہ مینے
خون قاتل کو مباح کیا پس فرشتے ہر ایک تسبیح واستغفار مین اوسکے اوپر دعای بد کرین یہانتک
کہ وہ بدلے کو پہونچے اور یہ حال اسکے لیے بہتر ہی اور جو خود مری خدا تعالی کا نشان غضب ہو کیونکہ
بڑے عذاب اور سخت عقاب مین گرفتار ہووی اور عہد شکنی نکر اور کبھی قسم نکھا اور جب تو نے
کھائی تو کسی وجہ اسکو مت توڑ اس لیے کہ یونان کے بہت سے بادشاہون کی بادشاہت بسبب کذب
دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے تباہ ہو گئی اور اس چیز پر جو تجھسے جاتی رہی تاسف مت کر
کہ یہ خاصیت لڑکون اور ناقصون کی ہی اور اپنی بادشاہت کے لوگون کو علم وہنر کے حاصل
کرنے کے لیے حکم کر اور جو کوئی علم مین فائق ہو اسکو بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص
رکھہ کہ یہ خصلت دلون مین تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور یادگار
نیک کا موجب ہو اور یونان کے لوگ اون دونون خصلت کی برکت سی ہمیشگی بادشاہی
رکھتے تھے اسلیے کہ وی لوگ رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے یہان تک کہ لڑکیان
باپ کے گھر فرائض اور آداب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین اور جسپر
تیرا اعتماد نہو اوسکے ہاتھہ سے کچھہ نہ کھا اور اپنی حفاظت سے غافل نرہ اور اوس قصے کو فراموش
نکر کہ ہند کے بادشاہ نے تیرے لیے تحفے بھیجے اونمین سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے
زہر مین پرورش کیا تھا تا اوسکی طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض اونکی
اس سے قصد تیرا تھا اور مینے اس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا ای سکندر ایسی
دلیل سے حکم مت کر اور جب دلیلین متعارض ہون اقوی کی طرف مائل ہو ای سکندر
عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالی کی صفتون سے آسمان وزمین عدالت کی سبب قائم
ہین اور عدالت کے ساتھہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہین اور عقل کی صورت عدالت ہے
اور عدالت کی برکت سے دلون اور گردنون کے مالک ہوسکے اہل ہند نے کہا ہے

کہ سلطان کا عدل زمانے کی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ داد گر نافع تر ہی باران تند سے اور بعضے
شہرون مین زبان سریانی سے لکھا تھا کہ ملک اور عدالت دو بھائی ہین کہ کوئی اونمین کا دوسرے سی
مستغنی نہین ہی بعد اسکے کہتا ہی کہ اسباب نظام عالم کے باہم ربط پانے کی کیفیت اس دائرہ شریف
مین درج کرتا ہون تا اونکی توالی و تشابک کی صورت محسوس و مشاہدہ ہو اور اس کتاب کا لب لباب
اور اوسکے مطالب کا خلاصہ یہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بھی سمجھے کھینچنا کفایت کرتا صورت دائرہ کی یہ ہی
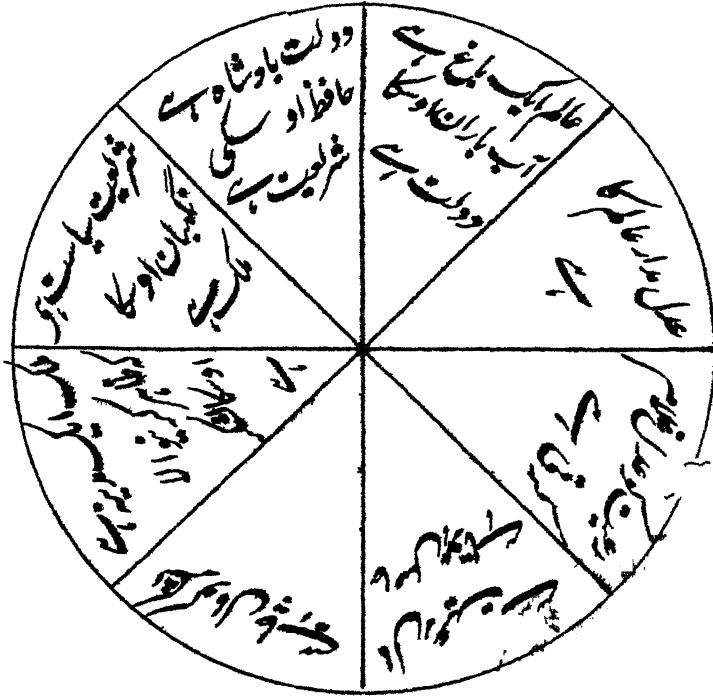
جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن سنہ ۱۸ اٹھارہ سو پانچ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ہجری
کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سی
اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے
فراغت کی ولیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نہ ہی کہ اسکے لآلی مطلب کو جو عبارت فارسی
کے صدف مین پنہان تھے غواص طبیعت نے دریاے فکر مین کس کسطرح سے غوطہ مار کر نکالا اور

اون آبدار موتیون کو رشتۂ تحریر مین پرو کر ریختہ زبان سے اردو بازار مین لا حاضر کیا اسلیے کہ اب
صاحبان والاشان سے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور دُر کلام کا اقتدار ہی کون جوہری اس بازار کا ہی
جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور انکے عصر مین وہ گوہر فروش کلام کہان جسکا دامن آرزو
صلہ و بخشش کے زر و سیم سے خالی ہی ابیات ہوا ہی دور مین اب اونکے اعتبار سخن ٭ اور اونکے
عصر مین ہی رشد و اقتدار سخن ٭ نہو وین کیون نہ وہی اہل سخن کے قدرشناس ٭ ہی جنکا باب کرم
دہر مین مدار سخن ٭ دُر کلام نہ لیجاؤن کیون نہ اونکے در ٭ کہ جنسے پاوی جلا دُر آبدار سخن ٭
ہمیشہ اہل سخن کیونکہ وہان نہون سرسبز ٭ ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقار سخن ٭ جو
مست بادۂ شیرین کلام ہی لیوے ٭ ہی میرے ہاتھہ مین یہ جام خوشگوار سخن ٭ زبان طعن
نکالی جو مدعی اسپر ٭ ہی اوسکے واسطے کافی یہ ذوالفقار سخن ٭ اگرچہ کلام اس قلیل البضاعت کا
جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجے مین نہین کہ سخنوران کامل کا محل تعریف ہو لیکن بمقتضاے
اسکے کہ معانی اسکے اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل ستھے یہ تشبیہ اس خیال سے
کہ شاہد متناسب الاعضا اور عروس خوش قطع و زیبا کو کیا پریشانی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ
خوشنما اوسکی زلف مطالب کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کرکے عقل حکمت شناس کی
مشاطگی سے آراستہ کیا اور اوسکے چہرہ مقاصد کو تئین رائے صحت قیاس سے گلگونۂ خیال سے
آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا چشم ہی کہ حسن بازان جمال کمال کی چشم مین منظور
ہووی اور بد نظران پایۂ نقص زوال کی آنکھون سے مستور رہی الغرض وہ کتاب سخت مشکل
تھی بلکہ تیغ سے جودت طبعی سے زور بازو سے حل کرکے کحل بصیرت بنایا اور عجب عقدۂ لاینحل
تھے کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اوس کی گرہ کشائی کرکے طالبان کمال کو دکھایا تقریر
ہے کہ جو شخص اوسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کامون پر واقف ہووی اور اوسکے
فوائد کی لڑیون کو گوش ہوش کا آویزہ کری اور گردن عقل کو اوسکے زیور عمل سے آرایش
دیوی دامن آرزو کو تئین دونون جہان کے جواہر آسائش سے مالا مال کرے ٭ ٭

مثنوی

علم حکمت سی جو کہ ہو آگاہ ٭ اور عامل ہو اوسکا خاطر خواہ ٭ ہووی تدبیر اوسکی محکم تر ٭ رہی آرام سی وہ شام و سحر ٭

ہر دو عالم مین بہرہ ور ہووے ✤ تا ملک ملک و سیم و زر ہووے ✤ زندگانی کے حظ سے عاطل ہو ✤ علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو ✤
یہ نصیحت تو یاد رکھہ میری ✤ دوست رکھہ جان سے حکمت عملی ✤ ہے وہ بنا و بادشاہت کی ✤ اصل مضبوط ہے سیاست کی ✤
یہ سخن ہے پسند ہر دل کو ✤ کب ہے شاہی درست جاہل کو ✤ اپنی اوقات کو تو ضائع نکر ✤ روز و شب رہ بکسب علم و ہنر ✤
عمل و علم اور درستی رای ✤ ہین معلوم تجہے بفضل خدا ✤ جز ہنر کوئی تیرا یار نہین ✤ بی ہنر کا کہین وقار نہین ✤
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا ✤ صلح کل پر ہے راحت دنیا ✤ جاننا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنے کے
بعد بعضے دوستون نے تکلیف دی کہ تاریخ تمام کی اگر اس مین منظوم ہو تو بطور یادگار کے
یادرہے مینے بہی اسکو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ مین یہ قطعہ کہکر بیان لکہدیا

ترجمے سے مین جب ہوا فارغ ✤ فکر تاریخ طبع پر تہی شاق ✤ دور کر تیغ علم سے سر جہل ✤ بولا ہاتف تمامی اخلاق
۱۲ ۲۰

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد کو سزاوار و لائق ہے کہ جسنے ایک مشت خاک انسان
ضعیف البنیان کو کیا کیا شرف عنایت کیے ہین اگر اونکا حصر کیجیے تو دشوار بلکہ محال ہے اور نعت
اقدس رحمۃ للعالمین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اگر کوئی دعوی کرے
استغفر اللہ کہ چہوٹا منہ بڑی بات ہو جاے آدمی منہ کی کہاے اما بعد مخفی و مستتر نرہے
کہ اس زمان ہدایت عنوان مین کتاب لاجواب صحیفۂ انتخاب ترجمۂ اخلاق جلالی المشہور
فی الآفاق موسوم بجامع اخلاق جسکو عالم بیمثال فاضل ذی کمال طریقت پناہ حقائق آگاہ
مولوی امانت اللہ صاحب نے نہایت عرقریزی اور بکمال جانفشانی سے عبارت اردو عام
فہم مین ترجمہ فرمایا جو کہ یہ کتاب نایاب قابل اشاعت مکاتب و مدارس تہی اسواسطے مطبع
فیض منبع جناب عالی خطاب منشی نولکشور صاحب مین باہتمام سنجیدہ کارگزاران و قیقہ شناس بہ تصحیح
تمام و تنقیح مالاکلام نہایت خوشخط کاغذ عمدہ ولایتی خوش قطع بماہ اپریل ۱۸۷۳ء مطابق شہر صفر
المظفر ۱۲۹۰ ہجری کین بحسن الطباع طبع ہو کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوئی بساعت
احسن و وقت سعید مین تمام ہوئی خدا کرے مکرر طبع ہونیکی نوبت آے خریداروں اور شائقین کو
مژدہ طبع تازہ پہونچاے آمین رب العالمین

تمت

فہرست مضامین جامع الاخلاق